أنیس المظاہر فی
سیرت
السیّد عبدالقادر جیلانی رضؓ

اسلام کے بطل جلیل کے سوانح حیات

• تاریخ • تجزیہ • معاشرت

مصنف : حکیم غلام حیدر سہیل

تعلیقات وحواشی: سیّد سید علی ثانی جیلانی

Marfat.com

Marfat.com

أنیس المظاهر فی

سیرت

السیّد عبدالقادر جیلانیؓ

اسلام کے بطلِ جلیل کے سوانح حیات

تاریخ ــــ تجزیہ ــــ معاشرت

مصنف

حکیم غلام حیدر سہیل

تعلیقات وحواشی

سید سید علی ثانی جیلانی

ادارہ صوتِ ہادی شیخوشریف

Marfat.com

297.9924
س 48 ع
۹۶۳۵۲

جملہ حقوق بحق ادراہ محفوظ ہیں

نام کتاب: سیرت وسوانح سید عبد القادر
نام مصنف: حکیم غلام حیدر سہیل
نام شرح وتعلیقات: انیس المظاہر فی سیرت سید عبد القادر
تحقیق وتعلیق: سید سیّد علی ثانی جیلانی
شرف اشاعت: سید افضال حسین گیلانی
تاریخ اشاعت: ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
ہدیہ کتاب: ۲۵۰ روپے
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قارئین کرام......! جہاں پہ کوئی غلطی محسوس کریں تو براہ کرم مطلع فرمائیں شکریہ!

☆☆☆

Marfat.com

فہرس

ہدیہ عقیدت	۷
مقدمہ	۱۱
عزم سفر	۱۹
دیار غربت	۲۵
بیرون در	۳۳
درگہہ پیر مغاں	۳۹
جادۂ دوست	۴۳
مینار ہائے نور	۴۹
فیض روح القدس	۵۴
شب وروز	۵۷
احیائے دین	۶۰
حاصل دین	۶۸
مقام غوثیت	۷۱
کوہ عظمت	۷۵
کرامات	۷۷
وِداع ووِصال	۱۰۱

Marfat.com

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

Marfat.com

انتساب :

استاذ محترم و مشفق......

پروفیسر، ڈاکٹر سید محمد قمر علی زیدی کے نام!

جن کی توجہ اور شفقت کا یہ ثمر ہے۔

Marfat.com

أفلت شموس الأولين وشمسنا
ابداً على افق العلىٰ لا تغربُ

☆☆☆

پہلوں کے سورج چمک کر غروب ہو گئے اور ہمارا سورج،
ابد تک افق عالی پر رہے گا......غروب نہ ہو گا۔

(غوث اعظم)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہدیۂ عقیدت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ نیک اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جانے کا حکم خداوندی موجود ہے۔ اولیائے کرام ہر دور میں موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ رئیس المکاشفین شیخِ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتوحاتِ مکیة" کی جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ ہر زمانے کے اولیاء اللہ میں ایک ولی ایسا بھی ہوتا ہے جو قرآن پاک کی آیت "وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ" کے مطابق وہ ہر چیز پر غالب اور متصرف ہوتا ہے "وَصَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَيْخُنَا عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ" ہیں اور اس مقام پر بغداد میں ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز ہیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک قصیدہ مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں دنیا میں چودہویں کا چاند ہوں، میرے سوا باقی سب ستارے ہیں اور مجھ سے محبت کرنے والا ہر جوان میرا غلام ہے۔

اَنَا الْبَدْرُ فِی الدُّنْیَا وَ غَیْرِیْ کَوَاکِبٌ"
وَکُلُّ فَتًی یَهْوِیْ فَذَالِکُمْ عَبْدِیْ

Marfat.com

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت ایران کے **"صوبہ گیلان"** میں ہوئی۔ 18 سال کی عمر مبارک میں اپنی والدہ ماجدہ کی اجازت سے بغداد شریف روانہ ہو گئے لیکن آپ کی والدہ ماجدہ گیلان معلیٰ میں ہی رہیں اور وہیں انتقال فرمایا اور ایک مقام **"صومعہ سرا"** میں آپ کا مزارِ مبارک آج بھی **"بقعة سيدة نساء"** کے نام سے معروف و مشہور ہے اور اس بابرکت مقام کی زیارت کا شرف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ الحمدللہ اس بندۂ ناچیز کو اس مقامِ مقدس پر حاضری کا دو بار شرف حاصل ہو چکا ہے اور دو بار بغداد شریف حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔

ان مقدس مقامات پر حاضری کی سعادت کو حضرت شاہ ابوالمعالی قادری اس طرح بیان فرماتے ہیں :

حاجی بغداد گیلانم ز شوقِ حضرتش
گہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلان میروم

(میں بغداد شریف اور گیلان معلیٰ کا حاجی ہوں اور سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوقِ محبت میں کبھی سوئے بغداد اور کبھی سوئے گیلان جا رہا ہوں)

حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کو مجھ سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا۔ بغداد شریف آ جانے کے بعد میری والدہ مجھے اکثر خطوط لکھا کرتیں جن میں وہ مجھ سے اپنے شوق اور محبت کا اظہار فرماتیں، ایک مرتبہ محبت کے اس اظہار میں اپنے کچھ بالِ مبارک خط کے اندر رکھ کر مجھے ارسال فرمائے۔

تَنزِلُ الرَّحمَةُ عِندَ ذِکرِ الصَّالِحِینَ نیک لوگوں کا ذکر کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ کتاب ہٰذا اولیاؤں کے سردار سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر مبارک سے مزین ہے۔ اس لئے خیر و برکت حاصل کرنے کیلئے آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا چند کلمات میں ذکر کر دیا ہے تا کہ ہم بھی اُس نظرِ خاص میں شامل ہو جائیں جو ان ہستیوں پر رہتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب **"انیس المظاھر فی سیرت الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ**

Marfat.com

عنہ" فخرِ سادات گیلانیہ، شیخوشریف کے ایک درخشندہ ستارے، فاضل ادیب محترمی و معظمی جناب سیّد سید علی ثانی گیلانی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ہے۔ کتاب کا متن ادبی اور تاریخی ہے لیکن آنجناب نے حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال پر موجود کتابوں کی عرق ریزی کے بعد متن کی تخریج فرمائی اور اُس پر اپنی تعلیقات اور حواشی ثبت فرمائے۔ ان حواشی میں قبلہ شاہ صاحب کی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ومحبت کے مظاہر واضح نظر آتے ہیں اور شاید اسی وجہ سے کتاب کا نام "**انیس المظاہر**" منتخب فرمایا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کام کی تکمیل پر یہ بندۂ ناچیز جناب سیّد سید علی ثانی گیلانی مدظلہ العالی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے دست بدُعا ہے کہ آنجناب کا محبت بھرا یہ کام بارگاہِ غوثیتِ مآب میں شرف قبولیت پا جائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

صَلَّی اللهُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ وَلَدِہِ السَّیِّدِ الشَّیخ عَبْدُالقادر

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سگِ درگاہِ جیلان وبغداد
افتخار احمد حافظ قادری شاذلی
افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ

بروز جمعۃ المبارک
21 ربیع الاول شریف 1432 ہجری
بمطابق 25 فروری، 2011 عیسوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اہل دل کی ایک محفل میرے پیارے دوست حنیف کے مکان پر تھی ۔ تذکرہ ان اثرات کا چھڑ گیا جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی عہد آفریں شخصیت نے مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی زندگی پر ڈالے ۔ میرے قلندر کا اصرار ہوا کہ انہیں قلمبند ہونا چاہیے ۔ ایک عرصہ کے بعد لکھنے بیٹھا ہوں تو انداز بیاں نے سوانحی صورت اختیار کر لی ہے ۔ اب اگر کسی پڑھنے والے کو اس سے کوئی ذہنی یا روحانی فائدہ پہنچے تو مجھے امید ہے کہ اپنی دعاؤں میں کوئی وقت میرے لئے بھی نکال لے گا ۔

خاکسار

غلام حیدر سہیل

Marfat.com

مُقدّمہ

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ ،رسولہٖ محمدٍ و علیٰ آلہٖ الطاھرین

اللہ کے احسان کا کس طرح اور کس قدر شکرادا کروں کہ اس نے اپنی لو کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسکی آلِ پاک سلام اللہ علیہم اور حضور غوثِ اعظم ؓ کی محبت کے نور سے میری تاریک زندگی کو روشنی عطا فرمائی ہے۔ شکر اور تعریف اس عاجز کے بس کی بات کہاں؟!۔ میرا عجز تو مجھے یہ دعا سکھاتا ہے۔ ''یا اللہ تو نے مجھ پر جو احسان کیا ہے، اسکو ادھورا نہ رکھ، پورا فرما''......اور جو نعمت تو نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہ مجھ سے واپس نہ لینا۔ اور جس طرح تو نے میرا پردہ رکھا ہوا ہے، اس کو نہ اتارنا!!۔ اور میرے عیب وصواب کو تو ہی جانتا ہے، پس مجھے معاف فرمادے''۔

☆☆☆

ہوش سنبھلتے ہی لا الہ الا اللہُ محمد رسول اللہ کے بعد جو دوسری آواز کان میں پڑی تھے وہ غوث اعظم شاہ جیلانی ؓ کے نام نامی کی تھی۔ جب میں بہت ہی چھوٹا تھا تب میرے پیرومرشد سید مراتب علی گیلانی گیارہویں شریف کی محفل سجاتے تھے تو انکا اصرار ہوتا تھا کہ مجھے بھی ہر صورت شامل ہونا چاہیے تو ان کے فرمان کے پیش نظر میرے اساتذہ کرام مجھے کان سے پکڑ کر جگاتے اور محفل میں بیٹھا رہنے پر مجبور کر دیتے کبھی کبھی محفل میں سو بھی جاتا......تب سے میرے لیے گیارہویں والے پیر کا نام بڑا ذی شان اور لائق صد احترام ہے۔ یہ باتیں میرے لاشعور کا حصہ بنتی رہیں۔ اب اسی لیے کبھی کبھی بلکہ مسلسل اور ہمہ وقت لاشعور سے شعور میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔

اس روحانی پہلو کے علاوہ اک ظاہری وجہ بھی تھی کہ ہمارا نسبی سلسلہ حضور سیدنا محمد غوث بالا پیر

Marfat.com

ستگھرویؒ اور حضرت مخدوم بندگی محمد غوث اچوی حلبیؒ سے ہوتا ہوا حضرت پیران پیر دستگیر سے جا ملتا ہے۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا چلا گیا اس محبت اور عقیدت کی گانٹھیں مضبوط اور پیچیدہ ہوتی چلی گئیں۔

یہ تو میری وہ کہانی ہے کہ جس کو سنائے بغیر اگلا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ رہی اس کتاب کی اشاعت کی بات، تو ۲۰۰۰ء میں، جب میں پنجاب یونی ورسٹی لاہور میں آخری سال کا طالب علم تھا تو وہاں پروفیسر ڈاکٹر سید محمد قمر علی زیدی سے نیازمندی تھی اس نیازمندی کا بھی یہی سبب تھا کہ آپ بذاتِ خود سلسلہ عالیہ قادریہ سے وابستہ تھے۔ بس اسی نسبت سے یہ بندھن مضبوط ہو گیا۔ میں اکثر کلاس کے اختتام پر آنجناب کے کمرہ میں چلا جاتا وہ بہت شفقت فرماتے کبھی کبھی اپنے ساتھ گھر تک بھی لے جاتے (خالدؓ بن ولید ہال کی سرکاری عمارت میں مقیم تھے)۔

ایک دن پیریڈ ختم ہوا تو مجھے فرمانے لگے شاہ جی! ذرا کلاس کے بعد مجھے ملتے جانا...... جب میں حاضر ہوا تو کچھ مصروف تھے۔ دیکھتے ہی بولے یار آج نہیں کل سہی۔ دوسرے دن پھر حاضر ہوا...... تو کہا کہ تم سے ایک ضروری کام ہے مگر آج نہیں ہو سکتا۔ تیسرے دن حاضر ہوا تو کہا...... بیٹھو!!۔ میں بیٹھ گیا۔ جب سبھی مہمان چلے گئے اور ہاسٹل کے ضروری امور طے کر کے فارغ ہوئے تو کاغذات کے پلندے سے ایک نہایت باریک اور چھوٹے سائز کی کتاب اٹھائی اور فی الفور بولے۔ جاؤ اسے فوٹوسٹیٹ کروا لاؤ۔ میں چپ چاپ چل دیا۔ جب واپس آیا...... تو کہا...... اس فوٹوسٹیٹ نسخہ کو لے جاؤ اور رات بھر مطالعہ کرو...... پھر بات کریں گے۔

میں نے گھر پہنچ کر جب مطالعہ شروع کیا تو کتاب کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ پڑھ کر ہی دم لیا۔

اگلے دن ملاقات ہوئی تو خود ہی پوچھا۔ بھئی شاہ جی ......!! کتاب کیسی لگی؟ میں نے عرض کیا: سبحان اللہ!! تو فرمانے لگے یہ ایک نہایت اعلیٰ کتاب ہے اور کمیاب و نایاب بھی ہے۔ میں اس سے متاثر ہوا ہوں...... اسکو شائع ہونا چاہیے۔ تم اس کو شائع کروادو، اللہ تعالیٰ تمہیں اجر خیر دے گا۔

میں اپنا تعلیمی دور پورا کر کے واپس آ گیا۔ اُف اللہ!!۔ یہ کتاب کہیں کاغذات کے پلندے میں دب گئی ۲ سال بعد اچانک نظر پڑی تو سارے گزشتہ مناظر آنکھوں میں گھوم گئے اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔

خیر اسکی اشاعت کا تہیہ تو شروع سے ہی کر رکھا تھا۔ لہٰذا اس پہ کام شروع کر دیا گیا۔

Marfat.com

احقر نے آنجناب السید عبدالقادر جیلانی کی سیرت پہ بے شمار کتب کا حسب مقدور مطالعہ کیا۔ چونکہ آنجناب کی ذات والا صفات پر اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ شاید ہی کسی ہستی کے حصہ میں یہ سعادت آئی ہو۔ یوں کہنا چاہیے کہ ہر دور کے مفسرین ومحدثین، ائمہ فن، صوفیہ، مؤرخین و مصنفین علماء نے آپ کی سیرت پر لکھنا اپنی خوش قسمتی سمجھا۔

سو اس طرح تاریخ میں ایک وافر حصہ اسلام کے اس بطل عظیم کے نام کیا گیا ہے۔ مگر میں نے اس کتاب کو بار بار پڑھا، سمجھا، ہر دفعہ معلومات کا ایک نیا خزانہ اور روحانی تسکین کا ایک وافر حصہ پایا۔ شاید کہ میں لفظوں میں وہ بیان نہ کر سکوں۔ قارئین خود محسوس کریں گے۔

موصوف حکیم غلام حیدر سہیل صاحب (مصنف) کا اسلوب بیان اتنا اچھوتا اور دلنشین ہے کہ ہر ہر حرف دل میں اترتا چلا جاتا ہے اور واقعات اگرچہ افسانوی انداز میں لکھے گئے مگر نہایت مستند ہیں۔ جو مدعا کوئی صفحات در صفحات لکھ کر بھی نہیں کہہ پاتا وہ بڑی سادگی سے صرف چند لفظوں میں کہہ جاتے ہیں۔

منظر نگاری کا انداز بے حد انوکھا اور منفرد ہے اور پھر تاریخ کے کئی کٹھن موڑ اور تصوف کے پیچیدہ مراحل، انہوں نے نہایت چابکدستی اور مہارت سے سرانجام دیے ہیں۔

عرصہ دراز سے سلسلہ عالیہ قادریہ شیخوشریف کے مریدین و متعلقین کے لیے انکے شیخ (سید عبدالقادر جیلانی) کی کسی ایسی ہی سوانح حیات کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی جو کہ الحمدللہ حکیم صاحب کی تصنیف کی صورت میں میسر آئی۔

اس کتاب کی تالیف کی سعادت حکیم غلام حیدر سہیل کو...... اور اشاعت کی بشیر احمد چوہدری ڈائریکٹر مکتبہ میری لائبریری لاہور" کو حاصل ہے۔ فوٹو کاپی کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب دو بار شائع ہوئی ۱۹۶۳ء اور ۱۹۸۶ء میں اور دونوں بار مکتبہ "میری لائبریری" لاہور نے ہی شائع کی۔

کتاب کی مقبولیت اور دلنوازی اس بات کی متقاضی تھی کہ اس کو پھر شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں متعدد بار بشیر احمد چوہدری، حکیم صاحب کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ ادھر احقر کے جذب و شوق کا یہ عالم تھا کہ یہ کتاب تیسری بار ضرور شائع ہونی چاہیے یا کسی طرح ہمیں شائع کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے۔ اس تگ و دو میں تین سال بیت گئے۔ اور کسی بھی متعلقہ

Marfat.com

مطلوبہ فرد تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔

اب عمر عزیز کی ناپائیداری اور جذب وشوق کی آبیاری سے مجبور ہو کر کتاب کو شائع کرنے کا عزم صمیم کر لیا ہے۔اور ہمارے اس ارادہ میں جلب منفعت، حصول زر کی کوئی آلائش نہیں!!۔صرف اور صرف آخرت کے اجر خیر کی طلب ضرور ہے اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ارادت کا حق اس احقر، کمتر کو مہمیز کر رہا ہے کہ حکیم صاحب کی یہ سعی نافع مشاقانِ جمال غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتی رہنی چاہیے۔

لہٰذا ''ادارہ صوتِ ہادی'' اس اشاعت کی جسارت پر معذرت کے ساتھ مزید عرض پرداز ہے کہ اگر کسی مستحق شخصیت تک یہ کتاب پہنچے تو برائے مہربانی وہ صاحب ادارہ سے رابطہ ضرور کرے......فی الحال یہ کتاب کسی اضافہ یا ترمیم کے بغیر من وعن انہی مندرجات کے مطابق شائع کی جا رہی ہے۔خواہش تھی کہ مؤلف اور اول ناشر کے حالات اگر میسر آتے تو وہ بھی اس اشاعت میں شامل کر دئے جاتے۔اب تو صرف اتنا ہے کہ ہم حکیم صاحب اور ناشرِ اوّل بشیر احمد چوہدری اور دیگر معاونین کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔

اب جب اس کتاب کا مسودہ بالکل تیار تھا تو ایک مشکل مرحلہ آن درپیش ہوا کہ چند احباب خصوصاً پروفیسر محمد افتخار شفیع صاحب و محمد شاہ گھگہ اور جناب اعجاز ملک قادری نے فرمائش کی کہ میں اس کا حاشیہ لکھوں۔اب تک تو یہ بات میرے سان و گمان میں بھی نہیں تھی کہ ایسا بھی ہو گا۔مگر ان کا اس بات پر اصرار بڑھتا ہی گیا۔

اللہ! ادھر حضور غوث السلام والمسلمین کی سیرت اور اس پر حکیم صاحب کی علمی قد و قامت اور ٹھاٹھ باٹھ......اور ادھر میں......بالکل ہی تہی دامن اور کوتاہ علم وفہم......فی الوقت تو اس کام کے لیے تیار نہ ہو سکا۔مگر کاتب تقدیر شاید یہ حصہ میرے نام لکھ چکا تھا۔حضور غوث الثقلین کی ادنیٰ سے توجہ کے باعث یہ کٹھن مرحلہ بھی طے ہوا......الحمد للہ۔

اگرچہ یہ حاشیہ حکیم صاحب کی کتاب کے سامنے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔اور مجھے اپنی کم علمی کا پورا پورا اعتراف ہے لیکن فخر اس بات کا ہے کہ ناچیز کا نام بھی حضور غوث الاعظم کے غلاموں کی فہرست میں آ گیا۔

Marfat.com

یہ ناز ہے کہ تیری آرزو میں جیتے ہیں
یہ فخر ہے کہ تیری ذات سے تعلق ہے

بس یہ سوچ کہ جو بن آیا۔ لکھ دیا۔ حضور کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو میرے لیے دنیا و دارین کی یہی سعادت ہوگی۔

☆☆☆

تاریخ کیا ہے......؟۔ جواب میں کسی بڑے آدمی کا قول تھا کہ "تاریخ......انسان اور خدا کے رشتے کا نام ہے"۔ "فکر غوث اعظم" کیا ہے......؟......اس میں بھی ہمیں یہی دیکھنا ہوگا کہ، وہ کون تھے؟ کیا تھے، زندگی کس طرح گزاری اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر کیا کیا......کیا؟، راہ حق میں کیا کیا مشکلات برداشت کیں اور اپنی مقصد (Mission) میں کس حد تک کامیاب رہے......؟۔

اس کتاب میں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت کے کسی پہلو کی جھلک ہم میں بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ہم واقعی قادری ہیں......اگر نہیں، تو پھر یہ محض اندھی عقیدت کے سوا کچھ بھی نہیں، جبکہ اللہ تعالی نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: والذین اذا ذکّروا بآیات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا .اور وہ لوگ جب ان پر انکے رب کی نشانیاں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے (بلکہ غور و فکر کرتے ہیں)۔

☆☆☆

کتاب کا نام "سیرت شیخ عبدالقادر" تھا۔ میں نے اسی نسبت سے حاشیہ کا نام "انیس المظاھر فی سیرت عبدالقادر" تجویز کیا ہے۔ قارئین سے میری گزارش ہے کہ وہ پہلے اصل کتاب کو مطالعہ فرمائیں۔ بار بار پڑھیں، انشاء اللہ کافی وشافی پائیں۔ بعد میں حاشیہ ملاحظہ کریں۔ اور اسی وجہ سے حاشیہ کو عام اسلوب سے ہٹ کر آخر میں نقل کیا گیا ہے۔ ورنہ حاشیہ کا حق تو کتاب کے صفحہ بہ صفحہ آنے کا تھا۔ میں قطعاً بھی نہیں چاہتا کہ کتاب کا متن، حاشیہ کے ساتھ گڈمڈ ہو جائے۔

حوالہ جات کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا......اس لیے کہ تمام مأخذات آخر میں تفصیل کیساتھ دیے ہیں۔ جہاں بہت ضرورت تھی وہاں حوالہ جات لکھ دیے گئے۔ وہ زیادہ تر احادیث مبارکہ کے

Marfat.com

ہیں۔حوالہ جات عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک لفظی دوسرے معنوی۔

چونکہ بعض اوقات حوالہ کا تعلق من وعن الفاظ سے ہوتا ہے۔اور بعض اوقات ایک مکمل تصنیف مطالعہ کرنے کے بعد جو تاثر ابھرتا ہے وہ بھی نقل کرنا پڑتا ہے۔اور اس کا حوالہ دینا مشکل ہوتا ہے۔اسی لیے مأخذات کی فہرست دینا ہی مناسب سمجھی۔

اہل علم وفن اس راہ پر چلنے والے کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔جب کہ کئیوں کے لیے صرف اور صرف غلطیاں نوٹ کرنا اور نکتہ چینیاں کرنا ہی مشغلہ ہوتا ہے۔ہاں اگر کوئی صاحب اس میں کسی جگہ کوئی کمی بیشی محسوس کرے تو اسکا حق ہے کہ احقر کو تحریری طور پر مطلع ضرور کرے تا کہ آئیندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

پھر قارئین کی آسانی کے لیے حاشیہ کے اشاریہ کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تا کہ کوئی بھی موضوع تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

☆☆☆

شیخو شریف شہروں کے شور اور شر سے دور ایک بستی ہے۔جو ضلع اوکاڑہ،ساہیوال،فیصل آباد اور شیخو پورہ کی حدود کے درمیان واقع ہے۔اگرچہ انتظامی لحاظ سے ڈسٹرکٹ اوکاڑہ کے ذیل میں آتی ہے۔جسکو ۱۷۵۷ء میں سادات گیلانیہ کے ایک چشم وچراغ سید حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں بن سید سلطان الفقرآء امام حیدر بخش نے شرف اقامت بخشا۔یہ ایک کھرل رئیس شیخو خان بن نواب جاوہ خان وجھیرہ کھرل کی رہائش گاہ تھی۔اسکا نام ''چاہ توتاں والا'' تھا مگر مخلص مرید پر اپنے پیر کی خصوصی شفقت کے باعث اسکا نام شیخو شریف پڑ گیا۔آنجناب کی ساری اولاد یہیں مقیم ہے۔حالات بدلتے رہتے ہیں،اور جب زمانہ نئی کروٹیں لیتا ہے تو کئی ایک رسمیں' جا اور بے جا' اس میں ابھرنے لگتی ہیں جو کبھی کبھار ماضی اور مستقبل کو فراموش کر دیتی ہیں۔نائلہ واساف کی طرح ......،جو کبھی معتوب زمانہ تھے......محبوب یگانہ نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

خیر......بس دعا ہے کہ اسکا نام قیامت تک شرافت کے ساتھ ہی قائم رہے اور یہ کبھی حوادثات زمانہ کی نذر نہ ہو اور نہ ہی اسکی عظمت وصداقت امتداد زمانہ کی دھول میں گم ہو جائے۔

Marfat.com

آخر میں اپنے قبلہ وکعبہ والدِ گرامی سید افضال حسین کا ممنون احسان ہوں جو ہر موڑ پر میری راہنمائی کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں۔سارا فیض تو انہی کی نظر کا ہے۔

اور اپنے احباب میں خصوصاً برادم قبلہ پیر طاہر حسین الحنفی القادری، جنکا روحانی اور عملی تعاون مجھے ہمہ وقت میسر رہتا ہے۔خصوصاً حوالہ جات کی پیچیدگیوں کا مرحلہ انہی کی توجہ سے سر ہوا۔اور انکو ''وہ عہد پیماں'' اور اپنے والد گرامی خواہش مسعود بھی یاد دلاتا ہوں۔میری طرف سے یہ بارش کا پہلا قطرہ سمجھیں۔اور میں انکے کرم کی موسلا دھار بارش کا منتظر ہوں۔

اس کے بعد اپنے مشفق ومہربان دوست پروفیسر افتخار شفیع ...... جو میرے لیے افتخار ہی نہیں بلکہ باعث صد افتخار ہیں۔میں اگر کچھ مبالغے سے بھی کہوں تب بھی انکے لطف واحسان کے سامنے میرے الفاظ کم پڑ جائیں گے۔انہوں نے قدم بہ قدم اپنی بہترین آراء سے نوازا اور کتاب کی تزئین وآرائش تک' میرا ساتھ دیا۔انکے لیے، فیض کے بحر زخار جناب غوثیت مآب کے خصوصی کرم کا طالب ہوں۔

اور برادرم پیر رفاقت علی شاہ صاحب اور انکی وساطت سے جناب افتخار احمد حافظ قادری کا بے حد احسان مند ہوں جنہوں نے راقم کی حوصلہ افزائی کے لیے سطور دائم الظہور رقم فرمائیں جو میرے لیے یقیناً اک خصوصی حظ اور تسکین کا درجہ رکھتی ہیں۔اللہ تعالیٰ حضور غوث اعظم کے طفیل انکے درجات بلند فرمائے۔اعلیحضرت بریلوی کے اس شعر پہ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
تاحشر میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

☆☆☆

درگاہ غوثیت مآب کا ادنیٰ خاکروب

سید سیّد علی ثانی جیلانی

ساہیوال ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

Marfat.com

کلام الغوث ، غوث الکلام

غلام و حلقہ بگوش رسول ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم

مجھے اس بات پر فخر ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں اور ان کے وسیلے سے میرے احباب واولاد کی نجات ہوئی۔

سلام گویم و صلوۃ بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

یارسول اللہ! میں ہر وقت آپ پر صلوۃ وسلام پڑھتا ہوں' ازراہ کرم میری صلوۃ وسلام کو قبول کیجیے گا۔

گناہ بے حد من بیں تو یارسول اللہ
شفاعتے بکن و محو کن خیالاتم

یارسول اللہ! میرے گناہ بے حد ہیں نگاہ کرم سے نوازیئے 'میری شفاعت فرمایئے اور ماسوی خیالات مٹا دیجیے۔

زغیر آل نبی حاجتے اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم

یا اللہ اگر میں آل نبی کے وسیلے کے بغیر کوئی حاجت طلب کروں تو میری ہزار حاجتوں میں سے ایک بھی پورا نہ فرما۔

Marfat.com

عزمِ سفر

ایران میں بحیرہ خزر کے جنوبی ساحل پر ایک شاداب علاقہ ہے، جسے گیلان [۱] کہتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی گزربسر کاشتکاری پر ہے ۴۸۸ھ کی ایک دوپہر کو اسی خطہ خوشگوار کی ایک بستی نیق [۲] کے نواح میں ایک دبلا پتلا لمبے قد اور کھلے ہاڑ کا گندم گوں نوجوان ہل چلا رہا تھا۔ بیلوں کو ہانکتے ہوئے اس نے محسوس کیا جیسے رُک گئے ہوں اور کہہ رہے ہوں:

"عبدالقادر تم اس کام کیلئے تو پیدا نہیں ہوئے۔" [۳]

نوجوان کی سانس رُک گئی۔ اس کا دل دھڑکنے اور جسم کانپنے لگا اور وہ ہل کی ہتھی چھوڑ کر زمین پر بیٹھ گیا۔ بیل نے یہ کیا کہا؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟ وہ کیونکر بولا؟ وہ تو ایسے بول رہا تھا جیسے انسان ہو۔ کیا مَیں سچ مچ اس کام کیلئے پیدا نہیں ہوا؟ تو پھر میں کس کام کیلئے پیدا ہوا ہوں؟

Marfat.com

وہ اُٹھا اور بیلوں کو چھوڑ ہل ایک طرف ڈال گھر کی طرف چل پڑا۔ پاؤں تیزی سے خود بخود اٹھتے چلے جا رہے تھے۔ دل دھڑک اور جسم کانپ رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیلوں کی آواز تعاقب کر رہی ہو، گھر کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی اور کپکپاتے ہوئے کہا:۔

اماں! اماں! بیل نے مجھے کہا ہے! ۔تم اس کام کیلئے پیدا نہیں ہوئے۔ ماں نے بیٹے کو چھاتی سے لگالیا اور بلائیں لینے لگی۔

کیا کہا میری جان! عبدالقادر! میرے بیٹے! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

بیٹے نے پورا واقعہ کہہ سنایا۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔ پھر ماں نے دھیمی آواز میں رُک رُک کر کہا:۔

ہاں بیٹے سچ ہی تو ہے، بیل نے سچ ہی تو کہا ہے ____ تم ہل چلانے اور بیل ہانکنے کیلئے پیدا نہیں ہوئے ____ تم دوسرے بچوں کی طرح کب ہو؟ [۴] اٹھارہ برس ہو گئے تم نے نہ جھوٹ بولا نہ زبان گالی سے آلودہ کی۔ مجھے یاد ہے جب تم میری گود میں تھے، تو رمضان میں کبھی دن کو دودھ نہیں پیا تھا۔ ایک بار عید کے ہونے نہ ہونے کا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا تو سب نے یہ کہا "جنگی دوست شیخ ابوصالح" [۵] کے ہاں جا کر پوچھو، ان کے بچے نے دودھ پیا ہے؟ اور پھر جب تم مکتب میں پڑھتے تھے تو ذرا کھیل میں تمہاری مشغولیت بڑھی اور ایسا معلوم ہوا جیسے غیب سے کوئی بلا رہا ہو۔ [۶] ہاں بیٹا سچ ہے تم ہل چلانے اور بیل ہانکنے کو پیدا نہیں ہوئے۔

یہ نوجوان شیخ عبدالقادر گیلانیؒ تھے، اور یہ ان کی والدہ اُم الخیرؒ فاطمہ تھیں، [۷] آپ اس وقت اٹھارہ برس کے تھے اور آپ کی والدہ اٹھتر برس کی [۸]۔ یہ

Marfat.com

بات عجیب ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو،لیکن شاید ابراہیمؑ وذکریاؑ کا خدا یہ چاہتا تھا کہ وہ ہاتھ جو مذہب کی تاریخ میں سب سے باکرامت ہونے والا ہے اس کی پیدائش بھی اپنے اندر کرامت ہی کا انداز رکھے۔

محترمہ اُم الخیر کا نکاح شیخ ابوصالحؒ موسیٰ کے ساتھ ایک ایسے واسطہ سے ہوا جو رسم و راہِ عام سے ہٹا ہوا ہے۔

شیخ ابوصالح موسیٰ ایک ندی کے کنارے جا رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا نظر آیا۔خوش رنگ دیکھ کر پکڑ لیا۔خوشبو دماغ میں پہنچی دل نے چاہا کہ زبان بھی ذائقہ سے آشنا ہو،سیب کھا لیا تو بعد میں خیال آیا کہ مبادا اس کا کھانا مالک کی اجازت کے بغیر ''اکل حرام'' میں داخل ہو،اُلٹے پاؤں پھرے،آٹھ دس میل چل کر ایک باغ میں پہنچے،اس کے مالک کو مل کر سیب کا واقعہ سنایا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔سید عبداللہ صومعی گو کہ خود عابد و زاہد تھے،اس زہد و تقویٰ کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔حسب و نسب دریافت کیا تو علیؓ ابن ابی طالب تک نورٌ علیٰ نور پایا[۹]۔تھوڑی دیر توقف کیا اور پھر کہا:

''محترم معاف کر سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر۔''

''کون سی شرط؟''

یہ کہ میری ایک اندھی،لنجی،گونگی،لڑکی ہے،اس سے نکاح کر لو۔''

اب جناب ابوصالح کی حالت دیدنی تھی،ایک طرف تو یہ خوف کہ سیب لقمہ حرام بن کر جزوِ بدن نہ ہو جائے،دوسری طرف ایک اپاہج عورت کے ساتھ،عمر بھر کا ساتھ جس کا تصور سوہانِ روح تھا۔زندگی بھر کا دکھ اور مصیبت ایک ہیولا،ایک تاریک سایہ جو زندگی کی مسرتوں اور شادمانیوں کا گلا گھونٹ دے لیکن حرام......!تصور نے اُبھر کر آگ کے الاؤ کی

Marfat.com

شکل اختیار کرلی۔ شیخ کو محسوس ہونے لگا جیسے وہ تاریک شعلوں کی بیکراں آگ میں جل رہے ہوں۔ ان کے ذہن میں خیالات ہجوم کر آئے۔

زندگی فانی اور بے اعتبار ہے، جوانی چار دن کی چاندنی ہے، اس کے بعد عورت اور پتھر برابر ہیں۔

شیخ ابوصالح نے فیصلہ کرلیا، اور جرأت سے کہا ''مجھے نکاح منظور ہے۔''

سید عبداللہ صومعی مسکرائے، دوسرے دن نکاح ہو چکا تھا، جب حجلہ عروسی میں پہنچے تو ایک حسینہ خوش اندام کو خوش آمدید کہتے پایا، گھبرا کر مڑے، سید عبداللہ نے سبب پوچھا تو کہا ''زوجہ منکوحہ کے علاوہ کوئی اور خاتون ہے کہ اس کے سارے انگ درست اور سالم ہیں۔''

سید عبداللہ مسکرائے اور کہا: مبارک ہو تیری زوجہ ہی تو ہے ____ لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ وہ گونگی، اندھی اور اپاہج ہے؟

''ہاں کہا تھا، یہ گونگی اس لحاظ سے ہے کہ کبھی بُری گفتگو نہیں کی، اندھی اس وجہ سے ہے کہ غیر محرم کی جانب نگاہ نہیں کی اور اپاہج یوں کہ گھر سے باہر کبھی نہیں نکلی۔''

یہ بدکلامی سے گونگی، بدنظری سے اندھی اور خانہ نشینی کے اعتبار سے اپاہج ہے۔

یہ اُم الخیر فاطمہ تھیں جو اس بڑھاپے میں اپنے لخت جگر کو اس لئے جدا کر رہی تھیں کہ ان کا بیٹا بیل ہانکنے کی بجائے اقلیم علم وعرفان کی بادشاہت کیلئے پیدا ہوا ہے اور اس غرض کیلئے اس وقت کے تمام راستے بغداد کو جاتے تھے ماں کی عمر اتنی ہو چکی تھی کہ جیتے جی بیٹے سے ملنے کی توقع موہوم تھی۔ بیٹا بھی سمجھ رہا تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے لیکن شاید ہر بڑے مقصد کیلئے ایسی قربانیاں ناگزیر ہوا کرتی ہیں۔ [۱۰]

اثنائے سفر میں کیا گزری، خود شیخ کی زبانی سن لیجئے:

۹۶۳۵۲

Marfat.com

میں نے جب اپنی ماں سے کہا مجھے تحصیل علم اور زیارت صلحاء کیلئے بغداد جانے کی اجازت دو تو وہ رو دیں۔ اسی (۸۰) دینار میرے باپ نے ترکہ میں چھوڑے تھے ان میں سے چالیس دینار میرے بھائی [۱۱] کیلئے رکھ لئے اور چالیس میری صدری میں بغل کے نیچے سی دیئے، رخصت ہوتے وقت وصیت کہ ہر معاملہ کی بنیاد راست بازی پر رکھنا، تجھے خدا کے سپرد کرتی ہوں، اب قیامت کو ملیں گے [۱۲]، مَیں قافلہ بغداد کے ساتھ روانہ ہو گیا، جب ہم ھمدان سے آگے نکل گئے، تو ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کر دیا، خوب لوٹا مگر میرے ساتھ تعرض نہ کیا، لوٹ مار کے بعد ایک قزاق نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس بھی کچھ ہے، تو میں نے جواب دیا چالیس دینار۔ بولا کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ میری صدری میں بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھا یہ میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔ پھر دوسرا قزاق آیا۔ اس سے بھی اسی قسم کی بات چیت ہوئی۔ پہلے تو وہ حیران متعجب ہوئے پھر شک و شبہ کی بنا پر ان دونوں سواروں نے اپنے سردار سے ذکر کیا، اس نے مجھے بلایا تو میں نے کہا کہ چالیس دینار میری صدری میں بغل کے نیچے سیئے ہوئے ہیں، جب میری صدری پھاڑی گئی تو اس سے چالیس دینار نکل پڑے ، وہ حیران رہ گیا اور کہا تو نے یہ کیوں بتایا، جبکہ کسی کو پتہ نہ تھا؟ میں نے جواب دیا، مَیں نے اپنی ماں سے عہد کیا تھا کہ سچی بات کیا کروں گا، اس عہد کو کیسے توڑتا؟ سردار [۱۳] یہ سن کر بے اختیار رو پڑا اور کہاں تو ماں سے کیا ہوا وعدہ نہیں توڑتا اور افسوس میں پروردگار سے کیئے ہوئے عہد کا پاس نہیں کرتا۔ یہ کہہ کر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کر لی، ڈاکوؤں نے کہا ہم اپنے سردار سے بے وفائی کیسے کریں۔ یہ ڈاکہ زنی میں بھی ہمارا سردار تھا، اب توبہ میں بھی ہمارا سردار ہے، پس سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کر لی اور قافلہ والوں کا مال لوٹا دیا۔

Marfat.com

اب قافلہ خوش خوش روانہ ہو رہا تھا، وحشی قزاق موت کے نشان کی بجائے زندگی کے محافظ بن کر انہیں رخصت کر رہے تھے۔ قافلہ والے اپنے نوجوان بھولے بھالے نجات دہندہ کو اپنے درمیان خوش خوش لئے جا رہے تھے، خوفناک قوی ہیکل ترکمان بھیڑ کی لمبی لمبی ٹوپیاں اور گھنی پشم والی پوستین پہنے کمانیں کندھوں پر دھرے چمکدار نیزوں کو لہراتے ہوئے اسے عقیدت سے رخصت کر رہے تھے، اور وہ نوجوان حق و صداقت کی راہ میں اپنی پہلی فتح مندی کا نشان ھمدان کی وادی میں چھوڑ کر بدستور فروتنی اور انکساری کے ساتھ علم کے چشموں سے اپنی پیاس بجھانے بغداد جا رہا تھا۔ [۱۴]

❖❖❖

حاشیہ بر صفحہ

[۱۰۵]

Marfat.com

دیارِ غربت (۱)

بغداد ان بغداد تھا[۲]۔ بلند و بالا عمارتوں اور جگمگاتی روشنیوں کا شہر جس کے درمیان دجلہ[۳] رواں تھا۔ جہاں دن بھر مثلث نما بادبانوں والی لمبی لمبی کشتیاں سامان تجارت لانے اور لے جانے میں مصروف رہتیں اور شام کے وقت رؤسا کے آراستہ و پیراستہ بجرے[۴] سطح آب پر رواں دکھائی دیتے جن میں تربیت یافتہ کنیزیں چنگ و دف[۵] کی صداؤں پر نغمہ سرا اور رقص کناں ہوتیں اور اربابِ عیش نبیذ[۶] کے جام لنڈھائے مست و بے خود ہوتے، دریا کے شمالی کنارے پر قصرِ خلافت تھا، جس کے پسِ منظر میں قصر الذهب، قصر الخلد، قبته الخضرا اور جامع مسجد کے گنبد و مینار عظمت و سطوت خوش ذوقی اور حسنِ تعمیر کے آئینہ دار تھے، جنوبی کنارے پر امراء کے محل تھے جن کی سنگی محرابوں اور

Marfat.com

مرمریں دیواروں کے سایہ میں حسین وجمیل کنیزوں کے جھنڈ اس طرح پھرتے جیسے جنگل میں ہرنیوں کے غول ہوں، بغداد کے چھت دار[۷] بازاروں میں مال وتجارت کے ڈھیر لگے رہتے اور لمبی لمبی عباؤں والے تاجر درہم و دینار کی تھیلیاں کمر سے باندھے ان کی خرید و فروخت میں لگے رہتے۔ ھندوستان سے خوشبوئیں، تیل اور کستوری خلیج فارس کے جزیروں سے، موتی حبش سے، ہاتھی دانت شام سے، روغن زیتون اور چین سے ریشمی کپڑا آ کر بکتا۔ ان بازاروں کے ساتھ تنگ گلیوں کے سرے آ کر ملتے جن کی کشادہ حویلیوں میں تانبے، لوہے، شیشے اور چمڑے کے کارخانے تھے یہاں صنعت کار اور ان کے غلام دن رات کام میں مصروف رہتے اور مشرق ومغرب کی ضروریات پوری کیا کرتے۔[۸]

حکومت اور تجارت کے ساتھ بغداد کو شروع ہی سے علمی مرکز ہونے کا شرف حاصل رہا۔ اس کا مشرقی حصہ تیس (۳۰) مدرسوں پر مشتمل تھا جن کے طالب علموں کی تعداد تیس چالیس ہزار کے لگ بھگ تھی، منصور عباسی کے عہد میں کوفہ اور بصرہ کے علمی مراکز یہاں منتقل ہوگئے تھے[۹]۔ مامون[۱۰] نے یونانی فلسفے کو عربی میں ترجمہ کرانے کا اہتمام کیا تو سریانی اور یونانی زبان کے عالموں فلسفیوں اور طبیبوں نے یہاں کا رُخ کیا، اور یوں یہ شہر عقلی اور شرعی علوم کے طالب علموں کا مرجع بن گیا۔

کتب فروشوں کے بازار کی رونق بھی شہر کے کسی بازار سے کم نہ تھی۔ کاتبوں، جلد سازوں اور سیاہی سازوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ کاغذ سازی کے کارخانے سینکڑوں سے کم نہ تھے۔

پورے شہر میں تین ہزار مسجدیں، دس ہزار حمام اور چار سو اسی ہسپتال تھے[۱۱]۔

بغداد کی ایک خصوصیت مذہبی مناظرہ بازی تھی، مختلف قوموں اور نسلوں کے اجتماع مختلف

Marfat.com

فلسفوں اور مذہبوں کی موجودگی اور عباسیوں کی رواداران پالیسی نے اسے خوب فروغ دیا[۱۲]۔اس سے ذہنوں میں وسعت اور دلوں میں فراخی تو پیدا ہوگئی، مگر خیالات میں عام طور پر الحاد[۱۳] اور اعمال میں اکثر و بیشتر فسق آ گیا[۱۴]۔اس فسق والحاد کو اطرافِ عالم سے سمٹ کر آئی ہوئی دولت، تربیت یافتہ رقاصہ اور مغنیہ کنیزکوں اور نبیذ کے رواج عام نے مزید ہوا دی۔یہاں تک کہ بشر بن حارث کو کہنا پڑا۔**لیس بغداد منزل العباد.** (بغداد عبادت گزار لوگوں کی منزل گاہ نہیں ہے۔)

تمام بڑے شہروں کی طرح دولت و امارت کے پہلو بہ پہلو غربت و افلاس کے جانگداز مناظر بھی نظر آتے تھے۔غلاموں کے علاوہ آزاد شہریوں کی ایک بڑی تعداد افلاس کی چکی میں پس رہی تھی جنہیں دیکھ کر ابو العتاہیہ [۱۵] نے کہا تھا:

''بغداد ان لوگوں کیلئے نہیں لیکن یہ خواہ مخواہ یہاں ٹھسے پڑے ہیں۔'' اور غالباً یہ اشعار بھی اسی کے ہیں جو اس عہد کی پوری عکاسی کرتے ہیں:

بغدادُ وان طیبُها اخِذ

سمیها مِنی بالف لبیٍ یصلح

سِموس لِامری یبیت

فی فقر و افلاس لَوْ حَلَّهَا

قَرونِ رَبُّ الغِنیٰ

اصبَحَ ذا غمٍّ ووَسْواسِ

هِیَ التی نُوعدُ لکنهر

عاجِلَةَ للطاعمِ الکاسی

Marfat.com

حــورُ وولـدانُ' وَمَـن کُـلّ مَـا
نـطـلُبـه' فیهـا سـوی الـنـاس

''نسیم بغداد اور اس کی خوشبو مجھ سے میرے سانس تک چھین لینا چاہتی ہے، یہ صاحب مال کیلئے مناسب اور اس کے لئے غیر موزوں ہے جو فقر وافلاس میں مبتلا ہو۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں دولتمند قارون بھی آ جائے تو غموں فکروں میں ڈوب جائے، یہ جنت ہے جو عیش اڑانے والوں کو یہیں مل گئی ہے، یہاں حوریں ہیں، غلمان ہیں اور ہر وہ شے ہے جس کی طلب کی جاسکتی ہے مگر انسان نہیں ہیں''۔

یہ بغداد تھا اور معتز باللہ کا عہد کہ شیخ غریبانہ اور طالب علمانہ یہاں وارد ہوئے دیہات کے رہنے والے اٹھارہ سالہ نو عمر لڑکے پر گھر سے چار سو میل دور-- امیروں، رئیسوں، تاجروں، صنعتکاروں اور کنیزکوں کے اس شہر میں کیا گزری ہو گی......؟ بہر حال سارے کھکھیڑوں سے گزر کر مدرسہ نظامیه [۱۶] میں داخلہ لے لیا اور تحصیل علم کا آغاز کر دیا۔

اساتذہ میں ابو زکریا تبریزی تھے کہ ادب و تفسیر میں یگانہ روزگار تھے۔ علی ابنِ عقیل حنبلی ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلیٰ حنبلی۔ شیخ ابوالخطاب محفوظ الکلوزانی فقہ واصول کے استاد تھے۔ مشائخ حدیث کی فہرست تو خاصی طولانی ہے جس میں ابوالبرکات طلحه العاقولی۔ ابوالغنائم محمد بن علی میمون الفرسی، ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانی ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد۔ ابوغالب محمد بن الحسن الباقلانی۔ ابوالعز محمد بن المختار الہاشمی۔ ابومنصور عبدالرحمان القراز کے نام زیادہ معروف ہیں۔ [۱۷]

چالیس دینار گیلان کے دیہات میں تو ایک رقم تھی لیکن بغداد کے مہنگے شہر میں اس

Marfat.com

کی اوقات کیا تھی؟ جز رسی اور کفایت شعاری کے باوجود چند ماہ میں جیب خالی ہوگئی۔ بغداد کے طلباء کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے بعد دیہات میں چلے جاتے اور وہاں سے اناج مانگ لاتے۔ شیخ بھی طلباء کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کے ایک نواحی گاؤں یعقوبہ چلے گئے، وہاں ایک زمیندار شریف یعقوبی تھے، جب آپ کو دیکھا تو شرافت ذاتی اور نجابت خاندانی کے آثار پائے۔ پاس بلالیا اور کہا بیٹا؟ مردانِ خدا، خدا کے سوا کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، اس دن کے بعد آپ نے طالب علموں میں یہ مروج طریقہ کبھی اختیار نہ کیا۔

جب فاقوں پہ فاقے گزرنے لگے تو ایک نانبائی کے پاس پہنچے اور اس سے کہا:

''بھائی اگر ہو سکے تو ڈیڑھ روٹی مجھے قرض [۱۸] دے دیا کرو اور جب قدرت ہوئی تو ادا کردوں گا۔ مر گیا تو بخش دینا۔'' بات اس انداز سے کہی گئی تھی کہ نانبائی آبدیدہ ہوگیا اور کہا:

آپ جب چاہیں اور جو چاہیں لے جایا کریں عرصہ گزر گیا تو قرض کی ادائیگی کا خیال ستانے لگا۔ دست غیب نے راہنمائی کی۔ ایک جگہ سونے کا ٹکڑا پایا وہ نانبائی کو دیا اور قرض سے سبکدوش ہوگئے۔ [۱۹]

تحصیلِ علم میں دو برس گزر چکے تھے کہ نیلے آسمان پر بادلوں کے ٹکڑے مفقود ہونے لگے۔ زمین خشک ہوگئی، ہریالی پر زردی چھاگئی، فصلیں جھلس گئیں اور قحط پھوٹ پڑا۔ دیہات کے دہقان اور صحرا کے بدوی شہر کی طرف امنڈ پڑے۔ اناج کا بھاؤ چڑھنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترسنے لگے۔ یہ دن تھے اور کئی روز کا فاقہ تھا۔ محلّہ قطعیہ شرقیہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے ازراہِ خیرات ایک پرچہ کاغذ دیا جسے دکھا

Marfat.com

کر نان حلوہ لیا جا سکتا تھا آپ نے نان حلوہ لے لیا اور ایک غیر آباد مسجد میں آ گئے کہ اسے تناول فرمالیں۔اچانک ایک بوسیدہ کاغذ پر نظر پڑی جسے ہواؤں نے صحن مسجد کے ایک گوشے میں لا ڈالا تھا۔مطالعہ کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ اسے لپک کر اُٹھالیا اور پڑھنا شروع کر دیا،ایک جگہ لکھا تھا کہ ''شیروں کو لذتِ دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔'' بات دل کو لگی اُٹھے اور نان حلوہ کسی اور فاقہ زدہ کو دے دیا۔[۲۰]

بغداد کے اس قحط کی داستانیں زائروں اور تاجروں کی زبانی دور دراز شہروں میں پھیل گئیں،لوگ کاروان سراؤں،مسجدوں،حماموں اور دکانوں پر اہل بغداد کی عظیم مصیبت کا ذکر بڑے حزن وملال سے کرتے کہ وہ گندم کے ایک ایک دانہ کو ترس گئے ہیں۔زمین سبزے سے خالی ہو چکی ہے اور لوگ درختوں کے پتے چٹ کر گئے ہیں۔خبریں بوڑھی اُم الخیر فاطمہ تک بھی جا پہنچیں اور ان کی چشمِ تصور اپنے بیٹے کو فاقہ زدوں کے ہجوم میں دیکھنے لگیں، میرے بیٹے خدا تجھے محفوظ رکھے یہ کہہ کر اُٹھیں اور بغداد جانے والے کسی قافلہ کی تلاش کرنے لگیں۔یہ انہی دنوں کا ذکر ہے کہ کئی دن سے آپ کو کچھ نہیں ملا تھا۔دجلہ کے کنارے گئے کہ گھاس پات کھالیں،لیکن لوگ تو وہ بھی چٹ کر چکے تھے،فرماتے ہیں کہ: بھوک کی شدت سے میرا بُرا حال ہو رہا تھا۔ایک عجمی نوجوان روٹی اور بُھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا،میرا یہ حال تھا کہ اس کے ہر لقمہ کے ساتھ میرا منہ بھی کھل جاتا اور جی چاہتا کہ کاش مجھے بھی کچھ مل جائے،اخیر میں نے اپنے آپ کو ملامت کی کہ بے صبر مت بن اور توکل اختیار کر! جب نفس مطمئن ہو گیا اور میں اس شخص کی طرف سے بے نیاز ہو گیا تو اس کی نظر خود ہی مجھ پر پڑی اصرار کر کے مجھے کھانے پر بٹھالیا،جب حالات دریافت کئے تو میں نے کہا جیلان کا باشندہ ہوں اور حصولِ علم کیلئے مقیم ہوں۔یہ سُن کر وہ بہت مسرور ہوا اور کہنے لگا میں بھی جیلان

Marfat.com

کا رہنے والا ہوں۔ کیا تم جیلان کے رہنے والے ایک نوجوان عبدالقادر کو جانتے ہو؟

جب میں نے کہا: میں ہی عبدالقادر جیلانی ہوں، وہ بے چین ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ بولا بھائی میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے۔ خدا کیلئے بخش دو مجھے حیرت ہوئی اور کہا کیسی امانت اور کیسی خیانت، کھل کر بات کرو۔ اس نے جواب دیا: ''کہ آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کیلئے آٹھ دینار بھیجے تھے۔ میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا تھا کہ تمہاری امانت کے بار سے سبکدوش ہو جاؤں لیکن تمہارا پتہ نہ چلتا تھا میرا ذاتی خرچ ختم ہو گیا اس لئے تمہاری امانت سے کھانا خرید کر کھا رہا ہوں۔ یہ کھانا دراصل تمہارا ہے کہ تمہاری امانت سے خریدا گیا، تم میرے مہمان نہیں بلکہ میں تمہارا مہمان ہوں۔ خدا کیلئے میرا گناہ بخش دو۔''

پھر آپ نے اپنی پاکیزہ بستی کے پاکیزہ مہمان کی کیا کچھ خاطر تواضع کی ہو گی اور گھربار، بھائی اور پیاری بوڑھی ماں کا کس کس طرح سے حال پوچھا ہو گا۔ چشمِ تصور شاید کچھ اندازہ کر سکے۔

آٹھ دینار...... قحط کے دن...... اور شیخ سا مخیرّ نوجوان......! کتنے دن گزرتے......؟ موسم بدستور رہا، جیب کے ساتھ پیٹ پھر خالی ہو گیا، بھوک سے بے چین اور نڈھال ہو کر اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ بغداد سے کچھ دور ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات تھے، وہاں پہنچے تو فاقہ زدوں کا ایک ہجوم مرگ و زیست کی کشمکش میں مبتلا تھا، واپس لوٹے تو گیلان کے ایک آدمی کو تلاش کرتے پایا۔ اس جگہ واقف و شناسا ہم وطن کا ملنا خود باعثِ مسرت تھا۔ مگر کتنا اضافہ ہوا ہو گا اس میں جب اس نے بوڑھی ماں اور چھوٹے بھائی کی خیریت کے ساتھ سونے کا ٹکڑا پیش کیا ہو گا۔ الحمدللہ! کہہ کر لے لیا اور ایوانِ کسریٰ کے کھنڈرات میں

Marfat.com

پہنچے۔ نصف سونا اپنی ضرورت کیلئے رکھا اور نصف ان فاقہ زدوں کے سامنے رکھ دیا اور کہا میری غیرت اسے برداشت نہ کر سکی کہ میں کھاؤں اور آپ بھوکے رہیں، اسے بیچ کر کھانا کھا لیجئے۔

اسی فاقہ مستی اور سخاوت پیشگی میں تحصیل علم ہوتی رہی۔ آٹھ برس گزر گئے سنہ ۴۹۴ھ میں دستار فضیلت بندھی، جب فارغ ہوئے تو وقت کے علماء میں کوئی ہمسر اور ہم پلہ نہ تھا۔[۲۱]

حاشیہ بر صفحہ

[۱۱۶]

Marfat.com

بیرونِ در

شیخ کے اساتذہ فقہ وحدیث جن کے نام دیئے جا چکے ہیں سب کے سب حنبلی ہیں۔ آپ بھی جب مسند درس وافتاء پر بیٹھے تو اس کے مطابق درس وفتوے دیتے رہے[۱]۔

اسلام میں فرقہ بندی کی تاریخ کو عام طور شیعہ وخوارج سے شروع کیا جاتا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ابتداء میں ان کے عقائدِ جمہور امت سے الگ نہ تھے[۲]۔ ان کی بحثوں کا تعلق عقائد کی بجائے آئین وسیاست سے تھا، ان جماعتوں نے اپنے اپنے نظامِ عقائد دوسری صدی ہجری کے اوائل میں مرتب کیے[۳]۔ عقائد کی بنا پر پہلی گروہ بندی واصل بن عطا نے کی[۴]۔ یہ ذہین اور زبان آور شخص تھا خواجہ حسن بصری کا شاگرد تھا[۵]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جبر وقدر کا مسئلہ کسی نہ کسی حد تک لوگوں میں موضوع بحث تھا[۶]۔

Marfat.com

بنی اُمیہ اپنے مظالم کے جواز میں یہ دلیل عام طور پر پیش کرتے تھے کہ ''انسان مجبور محض ہے، سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اس لئے جو ظلم ہوئے ان کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔'' خوجہ حسن بصری کا حلقہ درس مذہبی اور فلسفیانہ مسائل پر بحث و گفتگو کا مرکز تھا[۷]۔ اس لئے وہاں بھی یہ سوال اُٹھا کرتا اور آپ اہلسنت والجماعت کا مسلک ''بین الجبر والاختیار'' پیش کرتے۔ ایک دن معبد جہنی نے آ کر پوچھا: بنی امیہ کہتے ہیں کہ انسان مجبور محض ہے، اس لئے ہمارے مظالم کی ذمہ داری ہم پر نہیں، کیا یہ درست ہے؟ تو آپ نے کہا غلط کہتے ہیں۔ معبد جہنی اُٹھا، بنی امیہ کے مخالف گروہ میں شریک ہو کر لڑتا رہا اور شہید ہو گیا۔

ایک دوسرے موقع پر جب یہ مسئلہ اُٹھا تو آپ نے پھر وہی مسلک پیش کیا واصل بن عطا کو انسان کے مختار مطلق ہونے پر اصرار تھا۔ آخر اختلاف یہاں تک پہنچا کہ اس نے مدرسہ کے دوسرے گوشہ میں اپنا الگ حلقہ درس قائم کر لیا۔ اسی علیحدگی کی بنا پر اس کے ساتھیوں اور پیروکاروں کو معتزلہ کا نام دیا گیا[۸]۔

معتزلہ عقل پرست تھے، وہ روایت کو عقل کے ترازو میں تولتے تھے، اس لئے ان کی ٹکر محدثین سے ہوئی جن کے نزدیک دین کی اساس ہی نقل و روایت تھی[۹]۔

چند سال بعد جب یونانی فلسفہ کا ترجمہ عربی میں ہوا، تو معتزلہ نے اس کا اثر بھی بڑی تیزی سے قبول کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ارسطو کے کلیات دین کے محکمات پر حکم بننے لگے۔ محدثین نے اس طرز کو روکنے کی کوشش کی اور اسے الحاد و زندقہ کے مترادف ٹھہرایا۔

خواجہ حسن بصری کے ہاں تو رات، عقل اور وجدان کا توازن تھا، لیکن معتزلہ اور محدثین عقل و روایت کی حمایت میں دور تک نکل گئے۔ محدثین نے کہا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا گنہگار پر انعام کرے اور بے گناہ کو سزا دے، معتزلہ نے اسے عدل و انصاف کے خلاف قرار

Marfat.com

دیا اور اپنا نام اہلِ عدل رکھا[۱۰]۔

محدثین نے کہا کوئی چیز فی نفسہ اچھی ہے، نہ بُری، شریعت کے کہنے سے اچھی اور بری ہو جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ شریعت نقصان دہ چیز کا حکم دے اور نفع مند سے روک دے۔ معتزلہ نے تردید کی اور کہا چیز فی نفسہ اچھی اور بُری ہیں، شریعت نفع مند کا حکم دیتی اور نقصان دہ سے روکتی ہے[۱۱]۔

معتزلہ نے کہا قرآن کے جن الفاظ میں تجسیم اور تشبیہ کا پہلو نکلے اس کی تاویل ہو گی[۱۲]، کیونکہ خدا جسم و مثال سے پاک ہے جیسے ''یداللہ'' کہ اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ محدثین نے کہا ایسی تاویل ناجائز ہے، یداللہ سے مراد دستِ خدا ہے، اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسا ہے۔

معتزلہ اور محدثین کے متنازعہ مسائل میں سے ایک مسئلہ خلق قرآن تھا معتزلہ کے نزدیک قرآن کے الفاظ حادث اور نو پیدا ہیں، اس لئے قرآن مخلوق ہے۔ محدثین کہتے تھے۔ قرآن کلام خداوندی ہے اور کلام صفت الٰہی ہے، صفات الٰہیہ قدیم اور غیر مخلوق ہیں لہذا قرآن غیر مخلوق ہے۔ معتزلہ کے نزدیک قرآن کو غیر مخلوق کہنا شرکِ جلی تھا اور محدثین اس کو مخلوق ماننا اس کے کلام خدا ہونے کے انکار کے مترادف گردانتے تھے۔ جب یہ مسئلہ اُٹھا تو مامون سریر آرائے سلطنت تھا۔ وہ بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بڑا عالم دین تھا۔ عقیدۃً معتزلی یونانی فلسفہ کا طالب علم اور عقل کو روایت پر حکم سمجھنے والا، اس نے سرکلر جاری کر دیا کہ علماء کو چاہیے کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کی تعلیم دیں کیونکہ قرآن کو غیر مخلوق کہنا شرک ہے[۱۳]۔

مامون کے بعد مستعصم باللہ نے بھی باپ کا مسلک زبردستی پھیلانا چاہا۔ وقت کے

Marfat.com

اکثر علماء نے تقیہ کر لیا مگر امام احمد حنبل نے پُرزور اعلان کیا۔ ''یہ بات کہ قرآن مخلوق ہے، کتاب اللہ یا حدیث نبوی ﷺ میں دکھاؤ'' مستعصم باللہ اس وقت طرطوس میں تھا۔ اس نے آپ کو پابہ زنجیر بغداد سے بلایا اور اسیؔ کوڑوں کی اس طرح سزا دی کہ ہر دو کوڑوں کے بعد تازہ دم جلاد آ جاتا لیکن یہ سزا آپ کے عزم وثبات کو متاثر نہ کر سکی [۱۴]۔

امام احمد بن حنبل فقہ میں امام شافعی کے ممتاز شاگرد تھے، خود امام شافعی نے بغداد چھوڑتے ہوئے کہا تھا:۔

''بغداد میں احمد بن حنبل سے بڑا کوئی عالم نہیں۔''

امام شافعی فقہاء کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے نزدیک احکامِ شرعیہ کا عقلی مصلحت پر مبنی ہونا ضروری نہیں اگرچہ وہ مصلحت سے خالی نہ ہوں۔ اگر کوئی مسئلہ خبرِ واحد سے ثابت ہو جو سند صحیح سے مروی ہو تو کوئی فقہی کلیہ اسے ترک کرنے کی دلیل نہیں بن سکتا، جب کہ ان کے پیش رو امام ابوحنیفہ کے نزدیک احکام الٰہی اور سنن نبوی عقلی مصالح پر مبنی ہیں، وہ کتاب وسنت سے شرعی اصولوں کو اخذ کرتے اور اگر کوئی روایت ایک راوی سے مروی ہوتی تو بڑی چھان بین کے بعد قبول کرتے کیونکہ ان کے نزدیک شریعت کے احکام بے ربط اور باہم مخالف نہیں ہو سکتے [۱۵]۔

امام احمد بن حنبل نے امام شافعی کی فقہ میں قیاس ورائے کے عمل کو اور بھی کم کرنے کی کوشش کی اور فقہ کو زیادہ سے زیادہ روایت پر منحصر کر دیا اور قیاس ورائے کو کتاب وسنت کی تعبیر وتوجیہہ تفہیم وتاویل کیلئے ناقص ٹھہرایا۔ اسے اثبات عقائد کیلئے بھی بے سود قرار دیا۔ یدٗ وجہ، استوا اور احاطہ جیسے الفاظ کی تاویل کو بھی پسند نہ کیا۔ بعد میں محدثین کے اس مذہب کو امام ابوالحسن اشعری نے عقلی دلائل سے مضبوط کرنے کی کوشش کی لیکن امام احمد بن حنبل کے

Marfat.com

مقلدوں نے اسے بھی شک وشبہہ کی نظر سے دیکھا کیونکہ ایک تو وہ عقل کی دراندازی کو پسند نہ کرتے تھے۔ دوسرے اشعری بھی معتزلہ کی طرح بالفاظ متشابہ کی تاویل کوضروری سمجھتے تھے جو انہیں گوارانہ تھی۔ تمام ارباب ظاہر کی طرح امام احمد حنبل بھی ابتداء میں تصوف اور اربابِ تصوف کے مخالف تھے[۱۶]، بعد میں جب انہیں حارث محاسبی کی صحبت نصیب ہوئی تو حال بدل گیا اور وہ خود اسی زمرہ میں آ گئے، لیکن ان کی ابتدائی عمر کے شاگرد بدستوران کے پہلے خیالات کے پیشِ نظر صوفیا کی مخالفت میں سرگرم رہے[۱۷]۔

یہ حنبلیت تھی اور اس کی تعلیم شیخ نے اپنے اساتذہ سے حاصل کی۔ غنیۃ الطالبین شیخ نے غالباً طالب علمی کے فوراً بعد لکھی کیونکہ اس میں وہ زورِ بیان اور وہ شوکتِ الفاظ موجود نہیں جو آپ کی دوسری تحریر وتقریر میں دکھائی دیتا ہے[۱۸]۔

یہ کتاب حنبلی فقہ اور عقائد کے مطابق ایک عام آدمی کا دستور زندگی ہے اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا بیان اور اچھی بری خصلتوں کا تذکرہ، لباس کے آداب اور بالوں کی تزئین و آرائش کے آداب ہیں۔ گھر میں آنے، مسجد میں جانے، استنجا کرنے، جانور کو مارنے، اشعار پڑھنے، عورت کے ساتھ خلوت کرنے اور تنہائی سب کے احکامات احادیث کے حوالہ سے بیان کئے گئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی معرفت کے سلسلے میں حنبلی عقائد کو شدومد سے بیان کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ معتزلہ اور اشاعرہ کے عقائد سے احتراز کیا جائے۔ خلق قرآن کے مسئلہ کو بھی زوردار انداز سے بیان کیا ہے، کتاب کا سب سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں مسلمانوں کے تہتر فرقوں کے عقائد کا بیان ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس عہد کے مسلمان کس قسم کے اختلافات سے فرقوں میں منقسم ہوجاتے تھے اس کے بعد اعوذ باللہ بسم اللہ اور توبہ کے

Marfat.com

فضائل پر احادیث جمع کی گئی ہیں۔ پھر جنت اور دوزخ کا تذکرہ ہے۔ پڑھنے والا جب اس حصہ کو پڑھتا ہے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ باقی کتاب نماز اور حج جیسی اہم عبادتوں کیلئے وقف ہے، ہر مسئلہ حدیث وروایت کی سند سے بیان کیا گیا ہے۔

آخر میں ایک مختصر حصہ آدابِ تصوف پر بھی ہے، اس کا اندازِ بیان کتاب کے دوسرے حصوں سے کچھ مختلف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے اس کا اضافہ بعد میں کسی دوسرے وقت کیا[۱۹]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۲۴]

Marfat.com

در گہ پیرِ مغاں (۱)

مدرسہ سے نکل کر کوچہ و بازار میں قدم رکھا تو ذہن ایک عجیب خلش میں مبتلا تھا وہی خلش جو ہر ذہین آدمی کا مقدر ہے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اس ساری تگ و دو کا ماحصل کیا یہی دستارِ فضیلت ہے؟ میں نے یہ ساری تکالیف اسی لئے اٹھائی تھیں یہ جہد و کاوش اس لئے کی تھی۔ علم نے مجھے راستہ تو بتا دیا ہے لیکن منزل کہاں ہے؟ بغداد کے علماء میں فخر علم ہے اور زبان آوری بھی لیکن تعلق باللہ؟ کاش وہ تعلق باللہ میں یہاں کہیں دیکھ سکتا جو میری بوڑھی ماں میں تھا جو میری پھوپھی عائشہؒ میں تھا جو میرے نانا عبداللہ صومعیؒ میں تھا۔ شیخ کے چشمِ تصور میں گیلان اُبھر رہا تھا، جہاں ماں کو سجادہ عبادت پر کھڑے دیکھا تھا۔ جہاں باپ کی پاکبازی کی داستانیں بکھری ہوئی تھیں۔ جہاں پھوپھی کی خدا پرستی کا چرچا تھا۔ کتنا پیارا واقعہ تھا جب ایک سال مینہہ نہ برسا اور اہل گیلان پھوپھی کے گھر آ کر طالب دعا ہوئے تو انہوں نے آنگن

Marfat.com

میں جھاڑو دے کر کہا۔ خداوند میں نے جھاڑو دے دیا ہے تو چھڑکاؤ کر دے اور مینہہ برسنے لگا، کتنا تعلق تھا......؟ خدا سے کتنی محبت تھی......؟ قرب الٰہی کا کتنا گہرا احساس تھا۔ کتابیں چاٹ جانے سے یہ محبت، یہ تعلق، یہ تقرب تو حاصل نہیں ہوتا۔ شیخ طالب علمی کے کٹھن شب و روز اور آٹھ سالہ صعوبتوں کا جائزہ لے رہے تھے جو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بے حاصل گزر گئے ہوں۔

بے یقینی اور بے حاصلی کی اس دلدل سے نکلنے کیلئے کیا کیا جائے؟ آپ کو یہ سوال بے چین کرر ہا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی اس معاملہ میں ان کی دستگیری کرے مگر بغداد میں کون تھا جو ایسا ہو؟ بغداد تو ایسا شہر تھا جہاں شور و ہنگامہ کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا، لوگ تمام تر وقتی لذتوں کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ علماء شہرت، امراء قوت و اقتدار اور تاجر دولت کی جستجو میں مرے جا رہے تھے۔ دجلہ کے کناروں پر گناہ کا ایک سمندر بہہ رہا تھا۔

شیخ کچھ دن کتابوں میں پناہ ڈھونڈتے رہے لیکن اب واسطہ چونکہ عملی زندگی سے تھا[۲]۔ اسلئے انہوں نے یوں محسوس کرنا شروع کیا کہ جیسے وہ تصورات جن کا تعلق گیلان کے ساتھ تھا، ہاتھ سے نکلے جا رہے ہوں اور خدا پرستی کی بجائے محبت دنیا غالب آ رہی ہو، گھبرا گئے اور فیصلہ کر لیا، بغداد ترک کر کے کہیں اور چلا جاؤں۔ لیکن کہاں جاؤں؟ گیلان؟ ماں مر چکی، وہاں اب کیا رکھا ہے، یہ سوچ کر آنسو آ گئے۔ پھر کس طرف کا رُخ کروں۔ میں بغداد کے شب و روز میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا مجھے تو خود اپنے اندر تبدیلی کی ضرورت ہے، آپ یہ سوچتے رہے اور سوچتے سوچتے ایک دن قرآن پاک بغل میں دبا کر باب حلبہ کی طرف چل دیئے کہ وہاں سے راستہ صحرا کی طرف جاتا تھا لیکن میں صحرا میں جا کر کیا کروں گا؟ کیا میں بغداد کیلئے کچھ نہیں کر سکتا؟ مگر مجھے تو اپنا دین و ایمان بچانا ہے۔ یہاں کی فضا تو روح کو متعفن

Marfat.com

کردے گی[۳]۔ یہ کہتے ہوئے پھر قدم بڑھایا اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی کہہ رہا ہو تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے، تمہارے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اس عجیب وغریب آواز کے ساتھ ہی دل کو اطمینان ہو گیا۔ اب آپ شہر کی طرف لوٹ رہے تھے اگلے دن بغداد کے ایک محلّہ سے گزرے تو ایک شخص نے مکان کا دریچہ کھولا اور پکار کر کہا:۔ عبدالقادر کل کیا ارادہ تھا؟ یہ سن کر حیران رہ گئے قوتِ گویائی جواب دے گئی، خود رفتگی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کہیں سے کہیں نکل گئے، جب ہوش بجا ہوئے تو اس دروازہ کی تلاش ہوئی، ذہن ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ دل کہہ رہا تھا، تمام مشکلات کا حل اسی کے پاس ہے، کئی مہینے ڈھونڈنے میں گزر گئے آخر ایک دن بازار سے گزر رہے تھے تو اچانک اس شخص کو دیکھ لیا اور لپٹ گئے، یہ شیخ حماد الدباس تھے[۴]۔ دمشق کے نواح کی ایک بستی رحبہ کے رہنے والے، کئی برس پیشتر شام سے بغداد آئے تھے۔ انگور اور خرما، شیرہ فروخت کرتے اور محلّہ مظفریہ میں مقیم تھے اور اس شہر کے اہلِ دل کا مرجع تھے۔ پہلی ملاقات تو بھلے سبھاؤ ہوئی۔ دوسری بار ملے تو عجیب بے اعتنائی سے پیش آئے اور کہا کہ تو مولوی ہے، درویشوں کے پاس تیرا کیا کام؟ یہاں سے چلتا بن......! یہ حکم ماننے کو اُٹھے اور باہر نکل گئے، دل کو لگی تھی۔ ذرا دیر بعد پھر آ گئے۔ انہوں نے پھر اُٹھا دیا۔ پھر آ گئے، کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک بار پاس بیٹھنے والوں نے گہری نظر سے دیکھا تو آپ نے کہا تم کیا سمجھو، تم میں سے تو کوئی بھی اس کے پائے کا نہیں[۵]۔

ایک دن حد ہو گئی۔ شیخ حماد الدباس جمعہ کی نماز کو نکلے تو آپ بھی ساتھ ہوئے۔ سردی کا موسم، چلّے کا جاڑا، دریا کا پانی ٹھنڈا یخ ہو رہا تھا۔ شیخ حماد نے زور سے دھکا دیا[۶]۔ آپ دریا میں گرے بہت سے غوطے کھانے کے بعد بمشکل باہر نکلے تو ہوا چل رہی تھی، کپڑے بھیگے ہوئے تھے پھر بھی مرشد کامل کے پیچھے تھے اور ہر دکھ اور تکلیف سہنے کو تیار۔

Marfat.com

یہ جو شیخ حماد الدباس نے کہا کہ تم مولوی ہو تمہیں درویشوں سے کیا کام تو یہ بات مذہبی نفسیات کے بہت بڑے مسئلہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ درویش سے مراد سچا مذہبی آدمی ہے جس کا دل عشق و محبت سے گداز، جس کی نظر حقیقت کی جویا، اور جس کا وجود سراپا بھلائی ہوتا ہے۔ اس کے خلاف کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا رشتہ مذہبی شعور کی بجائے مذہبی رسوم اور مذہبی اداروں سے ہوتا ہے وہ محض عصبیت کی بنا پر ان رسوم کو اختیار کرتے اور ان اداروں سے منسلک ہوتے ہیں جو قومی زندگی میں پائے جاتے ہیں، وہ الفاظ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور صرف لفظوں کے تحفظ میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان کو مغز کی بجائے پوست اور موتی کی بجائے صدف سے واسطہ ہوتا ہے وہ جسم کو پوجتے اور روح کو فراموش کر دیتے ہیں [۷]۔

تو شیخ حماد الدباس کا یہ کہنا کہ ''تم مولوی ہو تمہیں درویشوں سے کیا کام۔'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علماء اپنی کم ظرفی، رسم پرستی اور اپنے علم کو مکمل سمجھنے اور مذہبی زندگی کے حقیقی واردات، مقامات اور مقدس جذبات کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ وہ دین کے صحیح معنی نہیں سمجھ سکتے کیونکہ انہوں نے برسوں الفاظ کی غلامی کی ہوتی ہے۔ وہ اونٹ نگلنے اور مچھر چھاننے کے عادی ہوتے ہیں، پس جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو، اور محبت و شوق کے عالم میں جنم نہ لے۔ حلقۂ درویشاں میں کیسے بیٹھ سکتا ہے......؟ [۸]

حاشیہ بر صفحہ

[۱۳۷]

Marfat.com

جادۂ دوست

شیخ حماد الدباس کی صحبت نے آتشِ عشق کو خوب بھڑکایا۔ آخر مشاہدہ کے شوق نے مجاہدہ کی راہ پر ڈالا[۱]، حمادؒ سا رہنما اور عبدالقادرؒ سا راہ رو بیکراں اور بے پایاں فاصلے طے ہونے لگے۔ بغداد کے ایک محلّہ کرخ کا ایک غیر آباد مکان چلہ گاہ ٹھہرا۔ چلہ کشی گیارہ برس رہی، دن کو روزہ رکھتے اور شام کو دجلہ کے کنارے اُگنے والے ایک سبزہ کوندل کی پتیوں سے افطار فرماتے۔ استعداد موروثی، پیدائشی وہبی اور فطری تھی۔ جلد ہی جاذبہ جمالِ الٰہی نے کھینچا اور ایک کیفیت عجیب طاری ہوگئی۔ جنگل میں نکل جاتے، نعرہ زن ہوتے، کانٹوں پر لیٹتے، زخمی ہو جاتے، لوگ علاج کیلئے لے جاتے، کئی بار اطباء نے مردہ سمجھ لیا، کفن دفن کا انتظام ہونے لگا تو پھر نعرہ زن ہو گئے لوگ کہتے عبدالقادر دیوانہ بھی عجیب ہے۔ ایک دفعہ اسی عالم میں بغداد سے نکلے، دوڑتے ہوئے سینکڑوں میل نکل گئے جوش آیا تو نواح شستر میں تھے

Marfat.com

کہ بغداد سے کم ازکم بارہ دن کے فاصلے پر ہے۔ اپنی حالت پر متعجب ہوئے تو ایک عورت پاس سے گزری اور چپکے سے کہہ گئی ''عبدالقادر ہو کر تعجب کرتے ہو۔'' [۲]

اصل یہ ہے کہ جب حسن حقیقی اپنے چاہنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بیخودی اور ازخودرفتگی کا ایک عالم طاری ہو جاتا ہے۔ عاشقانِ مجاز کو دیکھا ہے کہ جب محبوب نے التفات وعنایت کی نظر سے دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ جوں جوں بے تکلفی و بے حجابی بڑھتی گئی عقل وفکر بھی جواب دیتے گئے۔ یہاں تک کہ آب وصل نے خروش و ہیجان کی اس آگ کو ٹھنڈا کر کے روشن کیا۔ مشاہدہ کی ابتدائی منزلیں عالمِ مثال [۳] سے تعلق رکھتی ہیں۔ جو صورت تو رکھتی ہیں جسم نہیں۔ آپ کو جہاں اس عالم کی علویات کا نظارہ ہوتا رہا، وہیں اس عالم کی سفلیات اور شیطانی قوتوں کے ہجوم سے بھی سابقہ پڑا۔ شیطان ڈراؤنی شکل میں آگ سے مسلح ہو کر آپ پر حملہ آور ہوتا اور آپ غیب سے یہ آواز سنتے۔ عبدالقادر اُٹھو! اور اس کا مقابلہ کرو، ہماری تائید تمہارے ساتھ ہے۔ آپ اس کا مقابلہ کرتے اور لاحول ولا قوۃ کہہ کر تھپڑ مارتے تو وہ جل کر راکھ ہو جاتا۔ ایک دفعہ شیطان بڑی بھونڈی شکل میں آیا۔ اس کے جسم سے بدبو کے بھبکے اُٹھ رہے تھے۔ کہنے لگا، تو نے مجھے اور میرے شاگردوں کو تھکا دیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ تیری خدمت کروں۔ آپ نے کہا۔ اے لعین دفع ہو، اور ایک غیبی ہاتھ اس کے سر پر پڑا، وہ زمین میں دھنس گیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ آیا، اس وقت اس کے ہاتھ میں آگ کا گولہ تھا۔ آپ پر حملہ آور ہوا اتنے میں آپ نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش نقرہ گھوڑے پر سوار آیا اور آپ کو ایک تلوار دی، تلوار دیکھتے ہی وہ بھاگا۔ [۴]

ایک دفعہ ابلیس کو عجیب حالت میں دیکھا وہ زمین پر بیٹھا آہ وزاری کر رہا تھا۔ سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔ عبدالقادر تو نے مجھے مایوس کر دیا ہے، آپ

Marfat.com

نے کہا ملعون میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں ۔ بولا! یہ بات میرے لئے اور بھی سخت ہے۔ پھر اس نے آپ کے گرد جال اور پھندے ڈال دیئے اور کہا کہ یہ دنیا کے جنجال ہیں جو ہم تجھ جیسے لوگوں کے گرد پھیلاتے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف توجہ کی اور ایک سال تک ان پھندوں کو توڑتے رہے لیکن شیطان کا سب سے بڑا حملہ بڑے عجیب وغریب انداز سے ہوا، آپ نے دیکھا کہ عظیم الشان روشنی ہوئی جس سے آسمان کے کنارے تک روشن ہو گئے، اس سے ایک صورت نمودار ہوئی جس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا:۔ عبدالقادر میں تیرا رب ہوں، مَیں نے تیرے لئے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔'' آپ نے اعوذ باللہ پڑھی تو روشنی مبدل بہ ظلمت ہو گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ اس سے آواز آئی: عبدالقادر! ''تمہارے علم وفقہ نے تمہیں میرے فریب سے بچا لیا ورنہ میں اس چکر سے ستر ۷۰ اولیاء کو گمراہ کر چکا ہوں۔'' آپ نے کہا یہ میرے مولا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہے۔ ایک عرصہ کے بعد آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے تو آپ نے کہا:۔

''اس کے یہ کہنے سے کہ مَیں نے حرام چیزیں حلال کر دی ہیں''۔ [۵]

گیارہ برس کی ریاضت کے بعد کرخ کی خلوت گاہ کو چھوڑا، تو حج بیت اللہ کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ جذب وشوق کا عالم اور دیارِ حبیب کا سفر جو کچھ گزری ظاہر ہے کہ الفاظ و بیان کو اس پر دسترس نہیں ہو سکتی، لیکن ایک واقعہ جو ان کی گرفت میں آ سکتا ہے، شیخ کی اپنی زبانی سن لیجئے۔

سفر حج میں جب مینار ''ام القرون'' کے پاس پہنچا تو میری ملاقات عدی بن مسافر سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا حج بیت اللہ کا۔ انہوں نے پوچھا کیا میں بھی آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں؟ میں نے کہا بصد شوق! چنانچہ ہم اکٹھے سفر

Marfat.com

کرنے لگے، کچھ دور گئے کہ ہمیں ایک نقاب پوش حبشن لڑکی ملی وہ میرے سامنے کھڑی ہوگئی اورغور سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔اے جوان! تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے جواب دیا ارض گیلان کا! بولی اے مرد خدا! آج تو نے مجھے بہت تھکا دیا۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں ملک حبش میں تھی کہ مجھے حالتِ کشفی میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا دل اپنے نور سے بھر دیا ہے اور اپنے فضل وکرم سے تجھے وہ کچھ عطا کیا جو کسی دوسرے کو نہیں دیا، اس کے بعد میرے دل نے چاہا کہ تجھے دیکھوں، چنانچہ تیری تلاش نے مجھے تھکا دیا۔

جی چاہتا ہے کہ آج تیرے ساتھ رہوں اور روزہ تیرے ساتھ افطار کروں یہ کہہ کر وہ راستہ کے متوازی دوسرے کنارہ پر ہمارے برابر چلنے لگی۔ جب شام ہوئی تو ہمارے پاس آسمان سے ایک طباق نازل ہوا۔اس میں چھ روٹیاں سرکہ اور سبزی تھی۔ حبشیہ بولی، الحمد للہ خدا نے میری اور میرے مہمان کی عزت کی۔اس کے بعد تین کوزہ ہائے آب نازل ہوئے ان کا پانی ایسا لذیذ اور شیریں تھا کہ زمین کو اس سے نسبت ہی نہیں پھر وہ ہم سے رخصت ہو گئی۔

ایک دن ہم طواف کر رہے تھے کہ شیخ عدی بن مسافر پر انوارِ الٰہی کا نزول ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئے میں نے دیکھا کہ وہی عارفہ حبشیہ کھڑی ہے اور انہیں ہلا ہلا کر کہہ رہی ہے۔ ”جس اللہ نے تجھے مارا ہے وہی زندہ کرے گا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے نور جلال کے سامنے کسی شے کے ٹھہرنے کی مجال نہیں۔سوائے اس کے کہ وہ اسے خود قائم رکھے اور کائنات اس کے ظہور صفات کے وقت قائم نہیں رہتی۔اس ربِ ذوالجلال کے انوارِ مقدس نے ذہن کو منجمد کر دیا اور اہلِ عقل وعلم کی آنکھیں چندھیا دیں۔“

یہ سنتے ہی عدی بن مسافر کو ہوش آ گیا پھر مجھ پر انوارِ الٰہی نازل ہوا اور میں نے یہ

Marfat.com

صدائے غیبی سنی کہ ہم اپنے خاص بندوں کو تیرے وسیلے سے مقرب بنائیں گے۔اس وقت میں نے عارفہ حبشیہ کو دیکھا، کہہ رہی تھی اے جوان! آج تیرا عجیب رتبہ ہے۔میں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر نورانی شامیانہ اور فرشتوں کا ہجوم ہے اور اولیاء اللہ کی نظریں تجھ پر لگی ہیں یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور پھر میں نے اُسے نہیں دیکھا۔[٦]

حج سے لوٹے تو چند روز بغداد میں رہ کر عراق کے بیابانوں میں نکل گئے وہاں ملاقات ایک پاکیزہ صورت پُرکشش شخصیت سے ہوئی، اُس نے آپ سے کہا کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟ آپ نے کہا ہاں۔اس نے کہا تو پھر عہد کر کہ میری مخالفت نہیں کرے گا جو کچھ کہوں گا اس پر عمل کرے گا۔آپ نے کہا بہت اچھا، اب اس نے کہا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ جب تک میں نہ آؤں، یہ جگہ نہ چھوڑنا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور آپ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔وہ پورے ایک برس بعد آیا اور بولا، اسی جگہ بیٹھا رہ جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ اٹھنا، پھر ایک سال بعد آیا اس کے پاس دودھ روٹی تھی اس نے کہا، اے جوان صالح میں خضر ہوں، مجھے حکم ملا ہے کہ میں تیرے ساتھ کھانا کھاؤں۔چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ مل کر روٹی کھائی۔خضرؑ کے ساتھ کھانا کھا کر اُٹھے تو بغداد کے ویرانہ کے ایک بُرج میں بیٹھ گئے جہاں گیارہ برس چلّہ کشی کی[٧]۔آخری چلّہ میں عہد کرلیا کہ اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک منہ میں کوئی لقمہ دے کر نہ کھلائے گا۔اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک مجھے پانی پلایا نہ جائے گا۔چنانچہ متواتر چالیس دن تک کھایا نہ پیا، چالیس دن بعد ایک شخص آیا اور روٹی سالن سامنے رکھ کر چلا گیا۔

آپ کا عہد شیخ عبدالقادر کا عہد تھا[٨]، سالن اور روٹی وہیں پڑی رہی چالیس دن گزر گئے کہ شیخ ابوسعید مخزومی[٩] تشریف لائے اور پوچھا عبدالقادر کیسا شور ہے۔شیخ نے

Marfat.com

جواب دیا یہ تو خواہشِ نفس کا شور ہے روح مطمئن ہے اور یادالٰہی میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا۔ باب ازج تک آؤ، وہاں میرا گھر ہے، یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور آپ بیٹھے رہے۔ اب جناب خضر آ پہنچے اور کہا: ''اُٹھ اور ابوسعید کے گھر جا'' چنانچہ آپ اُٹھ کھڑے ہوئے، باب ازج میں جناب ابوسعید کے مکان پر پہنچے۔ وہ دروازہ پر انتظار کر رہے تھے، دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا عبدالقادر! میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر کو بھی کہنا پڑا، یہ کہہ کر اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے روٹی کھلائی۔ [۱۰]

حاشیہ بر صفحہ

[۱۴۳]

Marfat.com

مینار ہائے نُور

قاضی ابوسعید مخزومی تصوف کے علم وعمل میں کامل تھے۔ وہ قاضی اور مفتی تھے۔ فقہ اور حدیث کی تعلیم کیلئے ایک مدرسہ بھی زیرِ اہتمام تھا۔ کھانا کھلانے کے بعد آپ کو سلسلہ طریقت میں داخل کرلیا[۱]۔ تزکیہ وطہارت نفس کی تمام منزلیں تو پہلے ہی طے ہوچکی تھیں جو دوقدم کا فاصلہ شبانی سے کلیمی میں تھا[☆]، طے ہوگیا، بڑی عنایت ومحبت سے سلسلہ میں داخل کیا اور خرقہ ولایت عطا فرمایا، گویا اجازت دے دی کہ آپ تنہائی دشت ودمن ترک کر کے بڑے شوق سے زینت محراب ومنبر ہوں[۲]۔

صوفیاء کے اکثر سلسلے حضرت خواجہ حسن بصری سے چلتے ہیں[۳]۔ آپ کی والدہ اُم المومنین جنابہ ام سلمہؓ کے موالی میں سے تھیں، خواجہ دودھ پیتے تھے کہ وہ انہیں چھوڑ کر کہیں کام کو گئیں، یہ رونے لگے جنابہ اُم المومنین اُم سلمہؓ نے اُٹھالیا وہ دودھ پلانے لگیں، اس دودھ

Marfat.com

کی برکت تھی کہ آپ نے دین رسول اللہ کیلئے وہ کام کیا جو ایک فرزند رسول ﷺ کے شایان شان تھا۔

آپ کے والد عہد صدیقی میں ایمان لائے اور آپ عہد فاروقی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام بھی جناب فاروقؓ کا تجویز کردہ ہے، امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالب سے استفادہ کیا۔ اس استفادہ میں آپ خواجہ کمیل بن زیاد امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی طرح خصوصیت رکھتے تھے بعد میں حضرت امام حسنؓ کے ساتھ بھی ایک عرصہ صحبت رہی جناب سلمان فارسیؓ اور انسؓ بن مالک سے خصوصیت تھی۔ حضرت خواجہ کے کارنامے کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے ۷۰ھ کا زمانہ دیکھیں پوری اُمت سیاسی گروہ بندیوں میں الجھی ہوئی ہے۔ حامیان معاویہ جناب امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کو قاتل عثمان سمجھتے ہیں اور ان پر تبرّا کر رہے ہیں۔ سلطنت کی ضرورتیں انہیں مصالح دینیہ سے بے پرواہ کر رہی ہیں اور مال و دولت کی کثرت اپنے ساتھ آوارگی، سطحیت لا اُبالی پن اور مفاد پرستی لا رہی ہے، اس کا ردعمل حمایت دارانِ علیؓ پر بھی ہو رہا ہے اور وہ غیر محسوس طور پر باقی اُمت سے علیحدہ گروہ بندی کر رہے ہیں جو لوگ اس دھڑے بندی سے الگ ہیں، ان کے پاس دین کی خدمت کا کوئی مثبت پروگرام نہیں اور وہ بے چینی و پریشانی کے عالم میں مایوس ہو رہے ہیں کہ آپ نے بصرہ میں سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیا اور دین کی تفہیم و تعلیم اس طریقہ سے کی کہ آج تک اسے مسخ کرنے کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ اس وقت سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ سیاست باز دین کی تعبیر و تشریح کے بہانے اسے تبدیل نہ کر دیں۔ اس لئے آپ نے دین و سیاست کی یکسر علیحدگی پر زور دیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ارباب سیاست کی دراز دستیاں کتاب و سنت کے دامن عصمت تک کبھی نہ پہنچ سکیں [۴]۔

Marfat.com

آپ نے مسند پر عقائدِ اہل سنت کی تبلیغ شروع کی، بنی امیہ کے دورِ استبداد میں امیر المومنین علیؓ ابن طالبؓ کی خلافتِ راشدہ کا اعلان کیا۔ بنو فاطمہ کے ساتھ محبت وتولاّ کو سرکار رسالتمآب کے ساتھ محبت کی شرط قرار دیا۔ قاتلانِ عثمانؓ پر لعنت کہی اور امت کو نیک نیتی کے ساتھ اختلاف اور بدنیتی کے ساتھ دشمنی کا فرق سمجھایا۔ اگر آپ یہ کام انجام نہ دیتے تو آج مسلمانوں کی ذہنی ساخت کیا ہوتی، اس کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے حلقہِ علم وعرفان میں جن لوگوں نے تربیت حاصل کی ان میں خواجہ حبیب عجمی بھی تھے، اس حلقہ میں داخل ہونے سے پہلے ظالم قسم کے سود خور تھے، یہاں آ کر کایا پلٹ گئی، گھر بار لٹا دیا اور فقیر ہو گئے [۵]۔

ان کی صحبت نے جناب داؤد طائیؒ جیسی شخصیت پیدا کی جن کی جوانی زہد وتقویٰ میں بسر ہوئی اور موت سجدہ میں آئی [٦]۔ علوم شرعیہ میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ امام ابویوسفؒ امام محمدؒ میں جب کبھی اختلاف ہوتا تو آپ ہی کو منصف قرار دیتے تھے جب دونوں آپ کے پاس آتے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منہ کر کے بات کرتے اور امام ابویوسف کی طرف پشت کر کے، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو کہا، ابو یوسف نے علم کو دنیا کی عزت کا سبب سمجھا ہے اور منصب قضا قبول کر لیا جبکہ امام ابوحنیفہ نے اسی عہد پر سختی وزندان کو ترجیح دی تھی [۷]۔

جناب داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں جو لوگ رہتے ان میں جناب معروف کرخیؒ منفرد شخصیت کے حامل تھے، عیسائیوں کے گھر پیدا ہوئے۔ جناب علیؓ رضا بن موسیٰ کاظمؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، فوت ہوئے تو پرانے ہم مذہبوں نے جنازہ اُٹھانا چاہا مگر اُٹھ نہ سکا، آخر مسلمانوں نے تجہیز وتکفین کی [۸]۔

Marfat.com

ان کے فیضِ نظر نے جناب سرّی سقطیؒ میں ظہور کیا کہ بغداد میں کریانہ کی تھوک دکان تھی، بے حد و بے حساب نوافل پڑھتے اور بے اندازہ مال راہِ خدا میں خرچ کرتے۔ ایک بار بازار میں آگ لگی تو ان کی دکان کے علاوہ سب دکانیں جل گئیں، یہ دیکھا اور شکر کیا اور اپنی دکان بھی لٹادی[۹]۔

ان کے صحبت یافتہ حضرت جنید بغدادی تھے[۱۰]، وہ آپ کے بھانجے تھے۔ انہوں نے اسلامی تصوف کی تاریخ میں پہلی بار قلم اُٹھایا اور اسرار و رموز کی نقاب کشائی کی[۱۱]۔ تصنیف و تالیف کے علاوہ پہلی خانقاہ بھی حضرت شیخ جنید نے ہی قائم کی۔ خانقاہ کا مفہوم ایک ایسا ادارہ ہے جہاں انسانی سیرت سازی ہو سکے، سرکار رسالتمآب ﷺ کے عہد مبارک میں پورا مدینہ طیبہ ایک خانقاہ تھی۔ جہاں صحابہ کی سیرتیں ایک خاص سانچہ میں ڈھلیں اور اسی کا نتیجہ تھا کہ اسلام اقصائے عالم میں پھیل جانے کے بعد بھی ایک متحرک و فعال قوت رہا۔

شیخ جنیدؒ کے عہد میں ایسے مردانِ کار کی ضرورت پیش آ گئی جو اس اُمت کی رہنمائی کر سکیں جو ماورائے مادہ حقائق پر یقین رکھتی ہے اور جس کے راہنماؤں کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ روحانی تجربات سے واقف و شناسا ہوں، ایسے مردانِ کار کیلئے ایک ایسی تربیت گاہ کی ضرورت تھی جہاں مناسب ماحول، پاکیزہ صحبت اور مطلوبہ خلوت میسر آ سکے جہاں رہنمائی کیلئے سالکین موجود ہوں، اس وقت تک شیوخِ تصوف انفرادی طور پر طالبین کی تربیت کرتے تھے، اب وقت کی ضرورت تھی کہ تربیت کا نظام اجتماعی صورت اختیار کرے۔ شیخ جنیدؒ کا یہ اقدام دوررس تاریخی اثرات کا حامل تھا۔

شیخ ابوبکرؒ[۱۲] ان کی خانقاہ کے تربیت یافتہ اور حقایق تصوف برملا بیان کرنے کی

Marfat.com

وجہ سے خاصے شہرت یافتہ تھے، منصور الحلاج کے ہم عصر لیکن ان سے زیادہ ہوشمند فقہ میں مذہب امام مالکؒ کے پیرو تھے۔

شیخ ابو بکرؒ کے بعد موتیوں کی اس مالا کے گُہر ہائے بے بہا ابوالفضل عبدالواحد التمیمیؒ[۱۳]، شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ[۱۴] شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی تھے[۱۵]۔

شیخ ابوسعید مخزومی کو خرقہ آخر الذکر بزرگ سے ملا تھا جو آپ نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کو عطا فرمایا[۱۶]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۵۰]

Marfat.com

فیضِ روح القدس

شیخ ابوسعید کے ساتھ صحبتیں گرم تھیں[۱] اور اقامت بھی انہیں کے مدرسہ میں تھی کہ ۱۴۔شوال ۵۲۱ھ کی دوپہر کو خواب دیکھا کہ سرکار رسالتمآب ﷺ تشریف لائے اور فرمایا عبدالقادر تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے، عرض کی یارسول اللہ! میں عجمی فصحائے عرب کے سامنے زبان کیسے کھولوں۔؟ فرمایا اپنا منہ کھولو۔ آپ نے تعمیلِ ارشاد کی تو سرکار ﷺ نے اپنا لعاب دہن سات مرتبہ منہ میں ڈالا اور کہا، جاؤ قوم کو وعظ نصیحت کرو اور ان کو اللہ کے راستہ کی طرف بلاؤ۔ خواب سے بیدار ہو کر نماز ظہر پڑھی اور وعظ کیلئے بیٹھ گئے، کچھ لوگ اردگرد جمع ہو گئے۔ وعظ کا پہلا موقعہ...... گھبراہٹ قدرتی تھی۔ یکایک حالت کشفی طاری ہو گئی اور دیکھا کہ شاہ ولایت امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں۔ عبدالقادر وعظ کیوں نہیں کرتے عرض کیا گھبرا گیا ہوں، فرمایا منہ کھولو، تعمیل ارشاد کی تو جناب امیر المومنین

Marfat.com

نے چھ بار لعاب مبارک منہ میں ڈالا، آپ نے عرض کیا، آپ نے سات بار لعاب سے مشرف کیوں نہیں فرمایا۔ فرمایا، یہ سرکار رسالتمآب ﷺ کا ادب ہے۔ پھر آپ نے وعظ کا آغاز فرمایا۔ معلوم ہوتا تھا جیسے فصاحت و بلاغت کا دریا اُمنڈ رہا ہے۔ ایک سرمدی موسیقی کانوں میں رس گھول رہی تھی، دل گداز ہو رہے تھے اور روحیں سرشار......! بغداد کے گردونواح کے لوگ ٹوٹ پڑے اور چند یوم میں شہرت عراق سے نکل کر عرب وشام اور ایران تک پہنچ گئی۔ وعظ کی نشستیں شیخ ابوسعید مخزومی کے مدرسہ میں منعقد ہوتی تھیں، لیکن ہجوم خلق کے باعث وہ تنگ نظر آنے لگا۔ آخر ۵۲۴ھ میں ملحقہ مکان شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا، لیکن ہجوم خلق کے باعث وہ بھی ناکافی ثابت ہوا۔ آخر شہر سے باہر عید گاہ میں منبر رکھا گیا اور وہاں وعظ فرمانے لگے، آپ نے ایک وعظ میں اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ''میرا وعظ منبر پر بیٹھنا تمہارے دلوں کی اصلاح و تطہیر کیلئے ہے نہ کہ الفاظ کے الٹ پھیر اور تقریر کی خوشنمائی کیلئے، تاثیر کی عجیب حالت تھی لوگ گروہ در گروہ ہو کر آتے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے، پانچ ہزار سے زائد یہودیوں اور عیسائیوں نے دوران وعظ اسلام قبول کیا۔

ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے ابوعبداللہ عبدالوہاب سیاحت ممالک اور تحصیل علم وفنون کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو منبر پر وعظ کہنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی، جناب عبدالوہاب کہتے ہیں کہ میں نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے مگر میں دیکھتا تھا کہ حاضرین پر میری تقریر کا ذرا اثر نہیں بلکہ اہل مجلس کے شور و غل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے بیان پر ذرا متوجہ نہیں۔ مجلس کا یہ رنگ دیکھ کر منبر سے اترا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ جملے کہے کہ ''کل میں روزہ سے تھا، اُم یحییٰ [۲] نے کچھ انڈے بھون کر ایک کورے آبخورے میں طاق پر رکھ دیئے، ایک بلی نے اس آبخورے کو طاق سے نیچے پھینک

Marfat.com

دیا۔ آبخورہ ٹوٹ گیا اور انڈے خاک میں مل گئے‘‘۔

آپ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ مجلس گرم ہوگئی، ہر طرف وجد و حال کا سماں نظر آنے لگا۔ علیحدگی میں آپ نے فرمایا کہ عبدالوہاب تم کو معلوم ہے کہ تمہارے عالمانہ وعظ کا اثر کیوں نہ ہوا اور میرے معمولی الفاظ سے یہ کیفیت کیوں طاری ہوگئی، سنو تم کو علم ظاہر پر ناز ہے ابھی تم نے عالمِ باطن کا سفر نہیں کیا۔ مَیں جب کلام کرتا ہوں، خدا تعالیٰ کی تجلیاں نمودار ہوتی ہیں۔ میری نظر حقیقت پر رہتی ہے میں خودی گم کر کے کلام کرتا ہوں اور تم خودی کو قائم رکھ کر۔

شاعری، ترجمہ اور خطابت لکھنے کی چیز نہیں، شعر قالب کے بدلنے سے روح بھی بدل لیتا ہے۔ خطابت؛ جگہ اور وقت کی تبدیلی کے ساتھ اپنا ذائقہ بھی تبدیل کر لیتی ہے، کیونکہ سامعین پر خطیب کے الفاظ ہی نہیں، اس کی شخصیت، لب ولہجہ، اشارات، ماحول سب مل کر اثر انداز ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے خطیبوں کے خطبے اگر کچھ وقت گزرنے کے بعد پڑھے جائیں تو بدمزہ اور پھسپھسے معلوم ہوتے ہیں لیکن حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ کے خطبات، اثر آفرینی کے اعتبار سے ایک عجیب خصوصیت رکھتے ہیں، ان میں زور بیان کے ساتھ حقائق و معارف کی دلگداز ابدیت پورے حسن و جمال کے ساتھ رونما ہے[۳]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۵۸]

Marfat.com

شب و روز

آ یئے ! ایک دن شیخ کی صحبت میں بسر کریں، تہجد کے وقت آپ کے ہاں چلئے اور دیکھئے ذکر و شغل میں مصروف ہیں۔ خدام بیان کرتے ہیں کہ راتیں گزرتی ہی شب بیداری میں ہیں کسی سمے آنکھ لگ بھی جاتی ہوگی۔ پر ہم نے اپنے جاگتے میں آپ کو سوتے نہیں دیکھا، دل تو ہر وقت تجلی گاہ ہے، مگر ذکر و مراقبہ کے عالم میں جسم پر بھی تجلیات کا ورود ہو جاتا ہے، اس وقت کی کیفیت دیدنی تو ہے، گفتنی اس لئے نہیں کہ بیان ہوگا تو ادھورا ہوگا۔ لیجئے اذان ہوگئی، آپ مسجد تشریف لے گئے، مذہب امام حنبل کے مطابق اول وقت نماز ادا کر لی اور تلاوت کلام اللہ کی، سورج اُبھرنے پر اندرون خانہ تشریف لائے، چار حرم ہیں، گھر بچوں سے بھرا ہوا ہے چھوٹے بڑے افراد پچیس تیس سے کیا کم ہوں گے۔ ایک ایک فرد کی ضروریات دریافت کیں، بچوں کی بلائیں لیں، روزمرہ کی چیزیں خریدنے خود ہی بازار نکل

Marfat.com

گئے خدام ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں، بڑی سرکار ﷺ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، کیا میں ان سے بڑا ہوں؟،، گلی میں بچوں نے گھیر لیا کہ پیسے کی مٹھائی لا دیجئے بچوں کو گن لیا اور مٹھائی لے آئے۔ مٹھائی تقسیم کر رہے تھے کہ کچھ بچے اور آ گئے پھر بازار گئے اور مٹھائی لائے پھر تقسیم کی، گھر سے فارغ ہوئے، مدرسہ چلے گئے، فقہ و حدیث کا درس ہو رہا ہے۔ طالب علم اُلٹ پلٹ سوال کر رہے ہیں، آپ خندہ پیشانی سے جواب دے رہے ہیں، دوران درس استفتاء بھی آ رہے ہیں، لوگ عجیب و غریب سوالات لے کر آ جاتے ہیں۔

دیکھیئے! ایک استفتاء آیا، خدا جانے یہ واقعہ ہے یا ذہانت کا امتحان،،! لکھا ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی، اگر میں وہ عبادت نہ کروں جو روئے زمین کا کوئی مسلمان اُس وقت کر رہا ہو تو میری بیوی کو طلاق، بتائیے کہ وہ کونسی عبادت کرے، شیخ نے بے ساختہ جواب دیا۔ مسجد حرام کو خالی کر کے اکیلا طواف کعبہ کرے[۱]۔

دوپہر کو کھانے کا وقفہ ہوا۔ دستر خوان پر طالب علم بھی ہیں اور مہمان بھی، لیکن خود روزہ سے ہیں، آپ عام طور پر روزہ سے رہتے ہیں، ہفتہ میں ایک آدھ دن دوپہر کا کھانا کھا لیتے ہیں۔

ظہر کے بعد چندے مدرسہ میں ٹھہرے۔ پھر خانقاہ میں تشریف لے گئے؟ مریدین کی مشکلات کو سنا، کچھ لوگوں نے نذرانے پیش کئے[۲]، فرمایا ابوالفتح الطمان کو بلاؤ، یہ حضور کا دوکاندار ہے، خانقاہ، مدرسہ اور لنگر کا آٹا، مرچ، مصالحہ، اسی کے ہاں سے آتا ہے جو رقم آئی تھی اسے دے دی، کچھ بچ رہی، اسے اسی وقت فقراء میں تقسیم کیا۔ تقسیم کر کے فارغ ہوئے کہ ایک اور حاجتمند آ گیا، اسے جوتا اتار کر دے دیا، ابھی نیا ہی تھا،...... ایک اور آ گیا، اب جبہ بھی دے ڈالا، اتنا قیمتی جبہ ایک اشرفی گز کی چیز ابوالفتح الطمان اسی وقت بازار سے اور لے

Marfat.com

آیا جو آپ نے پہن لیا، کل آئے گا تو اس کی قیمت لے جائے گا۔ شام کو افطاری ہوئی ایک نان جو سامنے رکھا ہے، آدھا کھالیا خدا جانے کس بل پر جیتے ہیں......؟

شام کو ہجوم اکٹھا ہونا شروع ہوا۔ خلیفہ مستنجد باللہ بھی آ رہے ہیں، آپ اٹھ کر اندر چلے گئے، جب وہ مجلس میں آ کر بیٹھ گیا تو آپ بھی آ گئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آواز پاٹ دار ہے اور مجمع کے ہر گوشہ میں سنائی دیتی ہے، لوگوں کی حالت ملاحظہ کیجئے، بے خود ہیں، ادھر مسجد میں صدائے یرحمک اللہ سے گونج اُٹھی مستنجد باللہ نے متحیر ہو کر پوچھا کیا ہے؟

مصاحب نے جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر کو چھینک آئی ہے لوگ الحمدللہ کا جواب دے رہے ہیں۔ جھر جھری لے کر بولا، بادشاہت تو یہ ہے [۳]۔ وعظ ختم ہوا، ایک گروہ بڑھا اور آپ کے ہاتھ پر فسق و فجور سے توبہ کی، کئی ایک عیسائی بھی آئے اور قبولِ اسلام کیا۔ آپ عشاء پڑھ کر خلوت کدہ میں تشریف لے گئے، کون جانے وہاں کون کون سی عنائتیں سمیٹ رہے ہیں [۴]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۶۱]

Marfat.com

احیائے دین

عام مثال کی باتیں بھی بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ مجردات شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ موت مینڈھے کی صورت بن جاتی ہے، دولت غلاظت کے ڈھیر کی شکل میں سامنے آ جاتی ہے، دنیا مکروہ صفت بڑھی نظر آتی ہے، ملکوتی قوتیں مادی صورتوں میں دکھائی دیتی ہیں[۱]۔

شیخ بغداد سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے تو راستے میں ایک بیمار ضعیف ونزار کو دیکھا وہ جینے سے عاجز اور اٹھنے سے معذور تھا، جب آپ اس کے پاس پہنچے تو کہنے لگا، اے شیخ مجھ پر اپنی توجہ کر اور دم عیسیٰ نفس سے قوت عطا فرما، آپ نے اس کی صحت یابی کیلئے دعا مانگی اور اس پر دم کیا، اس کی نقاہت فوراً رفع ہوگئی اور وہ تندرست ہو گیا، اٹھ کر کہنے لگا، عبدالقادر مجھے پہچانا؟ آپ نے کہا نہیں، وہ بولا: میں تیرے نانا کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے، اب اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے مجھے حیاتِ تازہ عطا کی، تو محی الدین ہے۔ جب آپ بغداد میں داخل ہوئے تو ہر شخص آپ کو محی الدین کہہ کر پکار رہا تھا۔ شیخ کے کارنامہ احیائے دین کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔

Marfat.com

شریعت وطریقت کی جنگ کا خاتمہ:

قرآن شریعت اور طریقت کا جامع ہے اور رسالتمآب ﷺ کی تعلیمات دین کے ان دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہیں، اس لئے کہ وہ ادنیٰ و اعلیٰ اور کہ ومہ سب کیلئے رحمت ہیں۔شریعت و طریقت میں وہی فرق ہے جو طفولیت و بلوغت میں ہے جس طرح بچے جوانوں کے جذبات وواردات کونہیں سمجھ سکتے۔اسی طرح وہ لوگ جن کا دینی شعور بالغ نہ ہو۔ اہلِ طریقت کے جذبات، واردات کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور اسے شریعت وطریقت کے اختلاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسلام میں شریعت اور طریقت کا پہلا اختلاف حضرت عثمانؓ کے دور میں ظاہر ہوا جبکہ مسیح اسلام جناب ابوذر غفاریؓ [۲] نے امیر معاویہؓ اوران کے مصاحبین پر اعتراض کیا۔ یہ اعتراض کثرت دولت سے پیدا ہو جانے والی مفاد پرستی حسیّت وسطحیت پر تھا۔امیر معاویہ اپنا دفاع شریعت ہی کی سپر سے کرتے تھے، یہاں تک کہ معاملہ حضرت عثمانؓ تک پہنچا، وہ خود صاحبِ طریقت تھے لیکن سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے انہیں شرعی دلائل کی حمایت کرنی پڑی، ابوذر گوشہ نشین ہو گئے، لیکن ان کی جگائی ہوئی جوت اس عہد میں اور اس کے بعد اہل دل کو روشنی بخشتی رہی ،شریعت وطریقت کی دوسری واضح ٹکر جنابہ رابعہ بصریہؒ کی شکل میں ہوئی جب انہوں نے مکافات عمل کے محدود تصور کی بجائے فلاح وارتقاء کا قرآنی تصور پیش کیا جو خالص محبتِ الٰہی پر مبنی تھا[۳]۔ یہ اختلاف تیسری بار حضرت جنید بغدادیؒ کی ذات میں ظاہر ہوا جب انہوں نے مدرسہ کے سامنے خانقاہ کا دروازہ کھولا اور اسرار ورموز کے چہرہ سے پردہ اٹھا۔ پھر امام غزالی نے اس اختلاف کو اور بھی واضح کر دیا جب وہ مدرسہ نظامیہ کی صدر مدرسی چھوڑ کر درویشوں کے حلقہ میں جا کر شریک ہو گئے جب لوگوں کی طرف لوٹے تو تصوف کو

Marfat.com

دینی علم اور فقہ کو دنیاوی علم قرار دیا اور علمائے ظاہر کے عیوب کو نمایاں کر دکھایا۔ منصور الحلاج کے عہد میں ظاہر و باطن کی یہ جنگ اپنے عروج کو پہنچ گئی، انہوں نے اسلام کے تصور توحید کے لطائف وحقائق بیان کرنے شروع کئے اور ارتباط انسان و جہاں کو اپنے مکاشفہ کی روشنی میں ظاہر کیا تو اہل مدرسہ چیخ اٹھے۔ ان پر فتویٰ ارتداد لگایا گیا اور اس فتوے کے مطابق انہیں تختہ دار پر کھینچا گیا، اس واقعہ نے اہلِ ظاہر و باطن کے درمیان خلیج کو بہت وسیع کر دیا[۴]۔ شیخ جب مسند پر آئے تو فضا میں اس واقعہ کی پیدا کردہ تلخی پوری طرح موجود تھی۔ آپ فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے، جیسا کہ اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے، یہ مسلک روایات کے ظاہری معنی میں پکا اور متشدد ہے، اس لئے الحاد و زندقہ کی تہمت آپ پر نہ لگ سکتی تھی۔ افتاء اور درس کی مسند آپ کے پاس تھی۔ وقت کا کوئی قاضی اور مفتی آپ کے علم یا عمل پر اعتراض نہ کرسکتا تھا نتیجہ یہ کہ اہلِ طریقت کیلئے آپ کی ذات سپر بن گئی اور اہل شریعت آپ اور آپ کے متوسلین پر بدعتی اور غیر شرع ہونے کا الزام نہ لگا سکے جس طرح سرکار رسالتمآب ﷺ پر تورات کی شریعت اور انجیل کی طریقت جمع ہو گئی تھیں، اسی طرح آپ پر شریعت وطریقت کا اجماع ہو گیا۔ آپ کے بعد اہل شریعت کے اعتراضات میں کمی ہی آتی گئی اور انہوں نے عملاً صوفیا کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا، اور ادھر صوفیاء نے بھی حضرت کی تقلید میں عموماً ظاہر شریعت کا احترام پہلے سے زیادہ ملحوظ رکھنا شروع کر دیا[۵]۔

معتزلہ کا خاتمہ:

معتزلہ اسلام میں مادیت کے نمائندے تھے، وہ عقل کو چراغِ راہ گزر کی بجائے درون خانہ کے ہنگاموں میں دخیل سمجھتے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محبت و ذوق کی آگ ٹھنڈی

Marfat.com

ہونے لگی، بلاشبہ ان کی عقلیت پسندی فی نفسہ کوئی برائی نہ تھی لیکن تلوار سے خربوزہ کاٹنے کو کون اچھا سمجھے گا، اونٹ صحرا میں سفر کرنے کیلیئے تو بہت خوب ہے کہ یہ دیار حبیب ﷺ تک پہنچا دیتا ہے لیکن یہ اصرار کہ اسے شریک بزم بھی کیا جائے حماقت ہے۔

معتزلہ بھی عقل کا ایسا ہی احمقانہ استعمال کر رہے تھے، ماموں مستعصم واثق باللہ نے حکومت کے بل پر اس مسلک کو رائج کرنے کی کوشش کی، لیکن بعد میں پانسہ پلٹ گیا، ایک تو امام احمد بن حنبل کی قربانی نے حکومت کے ضمیر کو ہلا دیا۔ دوسری طرف ابوالحسن اشعری نے معتزلہ کے ہتھیاروں سے ہی ان کو شکست دیدی [۶] لیکن بے چین دل، متجسس دماغ اور بیقرار روحیں کیسے تسکین پاتیں۔؟ [۷]

امام غزالی نے جب عقل و ادراک کو حقیقت میں ناقص پایا تو تصوف کی طرف رجوع کیا، ان کی تحریروں نے بہتوں کو قائل کر دیا اور بہتوں کو مطمئن، لیکن ایسے بھی تھے جو صرف تحریر و تقریر پر ہی قناعت نہ کر سکتے تھے، وہ تو ایک ایسی شخصیت دیکھنا چاہتے تھے جس کے پیکر میں تصوف کا علم و عمل ڈھل گیا ہو جو علت و معلول پر گو ایک حرف نہ کہے لیکن اس کے اشارہ ابرو پر کائنات اپنے قانون توڑ دے وہ عقل کے نقص پر چاہے کچھ نہ لکھے لیکن اس کے سامنے پہنچ کر عقل کو اپنی عجز و درماندگی کا احساس ہو جائے۔ دل کشف و مشاہدہ کی منزلیں طے کر لے۔ جبر و قدر کے سارے معمے حل ہو جائیں اور امور ہستی کی تمام مشکلیں ایک ایک کر کے حل ہوتی جائیں۔

اس کے وجود سے ایسی روشنی پھوٹے جس سے ارتباط انسان و جہاں کے سارے راز کھل جائیں۔ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کے وجود میں ایک ایسی شخصیت سامنے آ گئی، ان کا محض دیکھنا ہر سوال کا جواب تھا، وہ مشکلات کہ مجسم حل تھے، گفتگو فرماتے تو الفاظ انفاسِ

Marfat.com

عیسوی بن کر پھیلتے خاموش ہوتے تو علم و عرفان کی خوشبو دلوں کو مہکا دیتی، نتیجہ یہ کہ عالم اسلام میں مادہ پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور معتزلہ تو اس طرح مٹے کہ ان کا نام لیوا بھی کوئی باقی نہیں ہے۔

رافضیت کی شکست:

جس وقت شیخ زیب محراب منبر ہوئے اسوقت شعیت عروج پر تھی۔ شعیت کی اساس و بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ سیاسی اور روحانی پیشوائی صرف ایک نسل کے افراد کا حق ہے، اس عقیدہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ بنو امیہ کے تغلب و استبداد کے خلاف بنو ہاشم نے جو جدوجہد کی اس میں انہیں اس چیز کی بھی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ اپنے فضائل کا اظہار کریں، وقت گزرنے پر متبعین کی نظروں میں یہ فضائل استحقاق کا رنگ اختیار کر گئے، آہستہ آہستہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ تمام حامیانِ بنو ہاشم کے ذہن میں یہ تصور قائم ہو گیا کہ سیاسی اور روحانی پیشوائی بنی آدم کی صرف اسی ایک نسل کا حق ہے اور اس کے ساتھ ہی افکار و عقاید کا ایک پورا نظام وجود میں آ گیا[۸]۔

افکار و عقائد کے اس نظام کو باقاعدہ شکل دینے کی پہلی کامیاب کوشش میمون القداح نے کی جو اس قدر محتاط شخصیت تھی کہ اس کے نام ونسب کی پوری تحقیق دشوار ہے۔ بہرحال اس قدر مسلم ہے کہ یہ شخص رسائل اخوان الصفا کے مصنفین میں سے ایک......اور محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق کا اتالیق تھا، افکار و عقائد کے ساتھ اس نے اپنی دعوت کا تنظیمی ڈھانچہ بنایا اس کے قواعد وضوابط اس خوبی کے ساتھ ترتیب دیئے کہ یہ ڈھانچہ حوادثِ زمانہ کے سینکڑوں تھپیڑے کھانے کے بعد بھی نہ ٹوٹا۔ میمون القدّاح سے پہلے شعیت کے موجودہ عقائد کا وجود نہ تھا، اس کا سب سے بڑا تاریخی ثبوت یہ ہے کہ بنو فاطمہ اور بنو عباس نے بنو امیہ کے خلاف جو مشترکہ جدوجہد کی تھی، اس میں بنو امیہ کے خلاف نفرت کے علاوہ کسی

Marfat.com

مخصوص نظام عقاید کا پتہ نہیں چلتا۔ بنو عباس نے بر سر اقتدار آ کر عام سنّی عقاید کا اظہار ہی کیا۔

ماموں الرشید نے اپنا جانشین امام موسیٰ رضا علیہ الرحمتہ کو بنایا۔ تاریخ کا ہر قاری ماموں کے اس اقدام کی وجوہات تلاش کرتا ہے اور کبھی کبھی وہ اس کی وجہ ماموں کی محبت اہلِ بیت گردانتا ہے لیکن ہر وہ آدمی جو سیاسی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اور پرانے بادشاہوں کے انداز سیاست سے آشنا ہے اس کیلئے یہ جاننا مشکل نہیں کہ معاملہ کیا تھا۔ ماموں اس طریقہ سے دور مغرب میں اُبھرتی ہوئی اسماعیلی تحریک ختم کرنا چاہتا تھا [۹]۔

جناب امام موسیٰ رضا علیہ السلام کو زہر دے دیا گیا تو اس خون ناحق کے نتیجہ میں امامیہ شیعوں کی ایک اور شاخ منظم ہو گئی [۱۰]۔ بغداد کی علمی فضا میں انہیں اپنے مذہب کے اصول و فروغ مرتب کرنے کا موقعہ تو خوب ملا لیکن حکومت کے حصول کیلئے وہ اسماعیلیوں کی تیکنیک اختیار نہ کر سکے۔ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد ان کے ایک اصحابی عثمان بن سعید نے اعلان کیا کہ امام حسن عسکریؓ کے ہاں ایک صاحبزادہ ہوا جو غائب ہو گیا اور جب امر الٰہی ہو گا ظہور کرے گا اور میں ان کا نائب ہوں، جناب جعفر برادر حسن عسکری نے اس بات کی اس وقت تردید کی اور کہا میرا بھائی لاولد فوت ہو گیا ہے چنانچہ اصحابِ حسن عسکری میں اس معاملہ پر بڑا اختلاف ہو گیا۔

عثمان بن سعید کے بعد ابو جعفر حسین بن نوح علیٰ ابوالحسن سمری نے مرتے وقت اعلان کیا کہ میرے بعد اب کوئی نائب نہ ہو گا کیونکہ امام کی غیبت صغریٰ ختم ہوئی، اب غیبت کبریٰ شروع ہے، اسی طرح اثنا عشری امامیہ شیعہ بلا امام رہ گئے [۱۱]۔ البتہ اس کے بعد بطور ایک فرقہ کے علما اثنا عشریہ نے اپنے افکار عقاید کی خوب ترویج کی۔ شیخ کے زمانے میں یہ

Marfat.com

کیفیت تھی کہ مصر میں اسماعیلیوں کی باقاعدہ حکومت قائم تھی اسماعیلی جابجا پھیلے ہوئے تھے، ان کی مضبوط تنظیم پراسرار فلسفہ اور اہل بیت کا مقدس نام لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ ان کی نزاری شاخ تو دہشت پسندی کی حامل تھی جس کے فدائی جابجا اکابر اہلِ سنت کو قتل کر رہے تھے اور اس طرح وہ دن بدن زیادہ طاقتور ہوتے جا رہے تھے۔ اس وقت شیخ کا وجود محبت الٰہی اور آیت ربانی ثابت ہوا وہ خود نجیب الطرفین سید تھے ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ کشف و کرامت کا کوئی مدعی امامت مقابلہ نہ کر سکتا تھا لیکن انہوں نے اپنی ذات کی بجائے لوگوں کو اپنے نانا کی ذات کی طرف بلایا، وہ مرتبہ اجتہاد کے باوجود امام احمد بن حنبل کے مقلد رہے، حسنی و حسینی تھے لیکن حماد الدباس اور ابو سعید مخزومی کے حلقہِ ارادت میں داخل ہونے پر فخر کرتے رہے اور آپ کی ذات کے بعد کسی کو جرات نہ ہو سکی کہ وہ بنو فاطمہ کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کر سکے، سلسلہ قادریہ کی تنظیم نے اس معاملہ کو انتہا تک پہنچا دیا۔ قادری درویشوں نے ہر جگہ اسماعیلی داعیوں کا تعاقب کیا اور لوگوں کو معرفت الٰہی کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے سیراب کر کے فریب سراب سے محفوظ کر دیا۔ قادری درویش مراکش اور تونس سے لے کر ہندوستان اور چین تک پھیل گئے ہر جگہ ان کا سامنا اسماعیلی داعیوں سے ہوا لیکن روشنی کے سامنے اندھیرا کیسے ٹھہر سکتا ہے، اسماعیلی اپنے خول میں سمٹنے پر مجبور ہو گئے ان کی تبلیغی سرگرمیاں ختم ہو گئیں اور وہ ایک نسلی فرقہ کی حیثیت سے بمشکل اپنے آپ کو باقی رکھے ہوئے ہیں [۱۲]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱٦۵]

Marfat.com

حاصلِ دین

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ نسبت قادریہ کی اشاعت اور سلوکِ قادریہ کی تدوین ہے۔[۱]

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب رسالتمآب ﷺ پر نزول وحی ہوا جس کے واسطے سے خداوند تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے بندوں تک پہنچائی اور اسے نمونہ ٹھہرایا۔ زندگی کے جس نقشہ کا ظہور آپ کی ذات میں ہوا وہی انسانیت کیلئے منزل گہہ مقصود قرار پایا، دوسرے یہ کہ آپ کو ایک ایسی قوت ودیعت کی گئی کہ آپ ﷺ کی صحبت میں آنیوالوں کے دل صاف ہوگئے، ان کے رذائل دھل گئے، وہ محبت حق تعالیٰ سے بھر گئے۔ ان کے اندر انوارِ الٰہیہ کی شمعیں روشن ہوگئیں، یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے کاموں کا تذکرہ کیا ہے تو فرمایا ہے:۔

Marfat.com

يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة.

''کہ وہ ان پر ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

اب ظاہر ہے کہ تلاوتِ آیات الفاظ وحی کا اعلان واظہار ہے۔ باقی رہا تزکیہ نفوس و قلوب اور تعلیم کتاب وحکمت، تو اس کا تعلق اسی قوتِ قدسیہ سے ہے جو آپ کی ذاتِ مبارک سے نکلتی ہے۔ جو کوئی بھی اس قوت کے طیف [۲] میں آجاتا ہے، اس میں حضور حق سے محبت وشیفتگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے رذائل خود بخود دھلنے اور فضائل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ کی توجہ اس طرف مبذول ہو جاتی ہے، وہ ایسے علوم سے آشنا ہونے لگتا ہے جن کا تعلق اس کائنات کے باطنی اسرار سے ہے۔ وہ کتاب خواں کی بجائے صاحب کتاب بن جاتا ہے [۳]۔ اور جب وہ زبان کھولتا ہے تو اس کے پاس زمین کی فلسفہ طرازی کی بجائے آسمان کی دانش ہوتی ہے اور جب وہ عمل کرتا ہے تو خدا کا نور اسے راہ دکھاتا ہے [۴]۔

اب دیکھو، آپ کی ذات سے نکلنے والی وہ روشنی سورج کی روشنی کی طرح سب رنگوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے مگر جب وہ کسی پر پڑتی ہے تو اس کی استعداد کے مطابق ایک رنگ کو نمایاں کر دیتی ہے۔

غور کیجئے آفتابِ نبوت کی روشنی ابوبکرؓ وعمرؓ ابوذرؓ وعلیؓ سب پر یکساں پڑی لیکن ابوبکرؓ میں سوز وگداز رحمت ورافت' عمر رضی اللہ عنہ میں تفقہ وعدالت، ابوذر رضی اللہ میں کیف و جذب اور جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ میں علم وحکمت کی الگ الگ نمود ہوئی۔ اس طرح دوسرے صلحائے اُمت کی کیفیات وواردات الگ الگ ہوئیں [۵]۔ پھر ان کے حلقے کے لوگوں میں انکی اپنی اپنی استعداد اور رنگِ طبیعت کے سبب احوال وواردات کا اختلاف ہوا، چونکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں فنائے ارادہ کا غلبہ تھا، اس کا نتیجہ

Marfat.com

یہ ہوا کہ آپ کے متوسلین میں بھی فنائے ارادہ کا رنگ غالب رہا اور اُمت نے سرکار رسالتمآب ﷺ کی اسی نسبت سے عموماً انہی کی وساطت سے استفادہ کیا۔

جب کسی کے دل و دماغ میں محبت الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ حجابات رفع ہو جائیں اور میرا خداوند تعالیٰ سے تعلق واضح اور محسوس ہو جائے۔ اس کیلئے خداوند تعالیٰ نے اپنے نام کو واسطہ اور وسیلہ قرار دیا ہے۔

اب دیکھئے کہ اسم اپنے مسمیٰ کی طرف محض ایک اشارہ ہے[۶]۔ اسے پا لینے کا وسیلہ نہیں لیکن حسنِ ازل نے اپنے ناموں کو عالمِ الفاظ میں اپنا تجلی گاہ قرار دیا ہے، آپ جوں جوں اسے دہراتے جائیں گے، دل بے نہایت مسرتوں اور بے حساب لذتوں سے پُر ہو جائے گا، ان لذتوں سے آشنائی اور ان مسرتوں سے واقفیت محبتِ الٰہی کی آگ دل میں پوری طرح بھڑکا دے گی تا آنکہ نا آشنائی کا حجاب دل سے ہٹ جائے اور انسانی ''انا'' حسنِ ازل سے ہمکنار ہو جائے۔ صوفیاء نے ذکر و فکر کے جن طریقوں کو اختیار کیا ہے، ان کا مقصد دل و دماغ، نفس و روح اور ان کے ظاہری و باطنی پہلوؤں کو انوار ذکر سے بھر دینا ہے تا کہ وسواس دور ہوں، خطرات و خیالات کو تسکین ہو، روح لطیف ہو، عشق و محبت پوری قوت کے ساتھ بڑھ کر اسم سے بڑھ کر مسمیٰ کو پائے۔

یہی سبب ہے کہ سلوکِ قادریہ کی ابتداء ذکر الٰہی سے ہوتی ہے دیگر جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، ان کی غرض یہ ہے کہ طبیعت پوری یکسوئی کے ساتھ اس طرف متوجہ رہے۔ اس کے بعد مگر اس کے ساتھ فکر و مراقبہ کی باری آتی ہے، مراقبہ کا مطلب دل و دماغ اور روح کی پوری قوت کے ساتھ حضور حق کی طرف توجہ ہے[۷]۔ یہ توجہ اسم سے زیادہ مسمیٰ کے قریب ہوتی ہے۔ پھر مراقبہ ''نفی'' اور ''نفی النفی'' کرائے جاتے ہیں۔ ''مراقبہ

Marfat.com

نفی ‘‘ کا مفہوم یہ ہے کہ پھر سالک ذکر وفکر کرتا ہوا اپنے آپ کی نفی کر دیتا ہے اور مراقبہ ’’ نفی النفی ‘‘ کا مطلب یہ کہ جو أنا نفی کر رہی ہے، اس کی بھی نفی کر دی جائے [۸]۔

یہ دونوں مراقبے سلسلہ عالیہ قادریہ کے خصائص سے ہیں۔ ان سے روح انسانی روحِ کائنات سے اس طرح ہم آہنگ ہوتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے یہ بات اس قدر حاصل نہیں ہو سکتی۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۷۹]

Marfat.com

مقامِ غوثیت (۱)

حکومت و سلطنت کے کارخانہ کو دیکھئے!، اہل کاران مال، پولیس، فوج، منشی، متصدی، تحصیلدار، حاکمانِ ضلع، سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں، واجبات ٹیکس مال گذاری وصول کر رہے ہیں۔ ملزموں کی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے، مجرموں کو سزائیں مل رہی ہیں، قواعد دان فوجیں سرحدوں پر جمع ہیں کہیں اندرون ملک مشقیں کر رہی ہیں۔ یہ حکومت کا ظاہر ہے لیکن اس کا باطن تو ان بند کمروں میں ہے جہاں بیٹھ کر اعیانِ سلطنت پالیسیاں مرتب کرتے ہیں اور اس باطن کا باطن ان دماغوں میں ہے جہاں سے نظم ونسق کی تدابیر پھوٹتی ہیں، ایک سائنسدان کائنات کے ظاہری نظم ونسق کو دیکھتا ہے، اس کے قوانین کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کوشش یقیناً اچھی اور قابل ستائش ہے، ایک فقیہہ پوری کائنات کے پیش منظر پر انسانی زندگی کے ظاہری پہلو کے ظاہری ضوابط مرتب کرتا ہے کہ یہ ضروری ہیں اور ان کے بغیر زندگی

Marfat.com

عدم تنظیم کا شکار ہو جاتی ہے۔

لیکن کائنات کی اس پوری سکیم کا باطن کیا ہے......؟ زندگی کی تگ و دو میں کیا کچھ کارفرما ہے؟ ان ہزار در ہزار عوامل کو چلانے والی قوتوں کے اندر کیا کچھ ہے......؟...... یہ تو وہی جان سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ سکے۔ جہاں پالیسیاں بنتی ہیں اور جہاں اس سکیم کو بنانے والا خود اپنے بھیدوں سے نقاب اٹھا دے، اپنے اسرار کھول دے اور پردہ میں جو کچھ پنہاں ہے اسے ایک ایک کر کے وا کر دے، اولیاء الٰہی یقیناً وہ شخصیتیں ہیں جنہیں ولایت بھی نصیب ہے اور ولایت میں وہ یاران خدا ہیں اور حاکمانِ کائنات بھی۔ ملاء اعلیٰ اور خطیرۃ القدس کا کوئی راز ان سے پوشیدہ نہیں[۲]۔

آپ نے خضر اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو قرآن کریم میں بھی پڑھا کہ جب موسیٰؑ اس شخصیت مبارک کے پاس پہنچے، جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے کہا:

اتینٰہ رحمة من عندنا علمنه من لدنا علما

''ہم نے اپنے ہاں سے رحمت دی اور اپنے پاس سے علم عطا کیا''۔

تو ان کی یہ حالت تھی کہ ہر ہر واقعہ کی تعجب خیزی پر ہمہ تن سوال ہو ہو گئے۔ شکست کشتی کو وہ برداشت نہ کر سکے، بچے کا قتل ہوا تو جھنجھلا گئے اور بلا مزدوری دیوار کھڑی کی گئی تو حیران رہ گئے، یہاں تک کہ جناب خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا:۔ **هذا فراق بینی و بینک.**

''اب مجھے آپ سے الگ ہونا ہے''۔[۳]

اس لئے کہ وہ کائنات کے حقیقی اسلوب سے آشنا تھے اور یہ ابھی ظاہری شرع و آئین کی حفاظت پر مامور، تو اولیاء کا گروہ ہی ایسا ہے جو باطن حوادث اور حقیقت اشیا کو سمجھتا ہے، اس گروہ میں مختلف سطح کے لوگ ہیں ہر ایک حسب استعداد منشائے قدرت کا راز داں

Marfat.com

ہے، ان میں ابدال ہیں جن کی روحانی لطافت ہر جگہ ان کے مثالی جسموں کو ظاہر کر دیتی ہے ان میں اقطاب ہیں جو اس کارخانہ کے مختلف پہلوؤں کے رموز و اسرار سے آشنا ہوتے ہیں[۴]۔ پھر انہیں میں ایسی شخصیات بھی ہوتی ہیں جو تمام اسماء الٰہیہ کی جامع ہوتی ہیں، اس پر تمام مظاہر کونیہ روشن ہوتے ہیں، وہ اس حدیث قدسی کے مطابق کہ:

مَایَزَالُ عَبدِی یَتَقَرّبُ إلیّ بِالنّوافِلِ حتیّٰ اُحِبَّهٗ فِاِذَاَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهٗ الذی یَسْمَعُ بِهٖ و بَصَرَہ الذی یُبْصِرُ بِهٖ ویَده التی یَبْطِشُ بِهاورِجْلَهٗ التی یَمشِی بِهاوانْ سَألَنِی لَاُعْطِیَنَّهٗ .

"جب انسان نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مانگے تو میں اسکو عطا کرتا ہوں" [۵]۔

اگر وہ اس عالم میں یوں زمزمہ سرا ہو تو کیا عجب ہے؟

سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخمرتی نحوی تعال

مجھے عشق نے وصلِ حبیب کے جام پلائے، اور میں نے شراب کو کہا میری طرف آ

ولو القیت سری فی بحار لصار الکل غوراً فی الزوال

اگر میں اپنا بھید سمندر پر ڈال دوں تو وہ خشک ہو جائیں۔

ولو القیت سری فی جبال لدکت و ختفت بین الرمال

Marfat.com

اگر میں اپنا بھید پہاڑوں پر ڈال دوں تو وہ ٹوٹ پھوٹ کر ریت بن جائیں۔

ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

اگر میں اپنا بھید مردہ پر ڈال دوں تو وہ قدرتِ الٰہی سے زندہ ہو جائے۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۸۲]

Marfat.com

کوہِ عظمت (۱)

علوم وفنون کے ماہرین ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں، وہ اپنے اپنے متعلقہ علوم کی تحصیل کرتے اور مرتبہ مہارت تک پہنچتے ہیں، اس علم کو درس وتدریس کے ذریعہ اوروں تک پہنچاتے ہیں، اس کے اصولوں پر فروعات کو ترتیب دیتے ہیں اور نئے نئے مسائل کو حل کرتے رہتے ہیں لیکن ان میں سے ایک ایسا شخص پیدا ہو جاتا ہے جو کائناتِ علم کے نئے زمین و آسمان دریافت کر لیتا ہے، وہ نئے نظریات ومسلمات دریافت کرتا ہے اور ایک نئے عہد کا بانی بن جاتا ہے[۲]۔

بقراط اور جالینوس کے عہد میں طبیبوں کی کمی نہ تھی، ان کے ہم عصر طبیب صداقت و مہارت میں کم درجہ کے نہ تھے، لیکن کیا بقراط و جالینوس کا قدم اپنے عہد کے اطباء کی گردنوں پر نہ تھا اور کیا آج اطباء کی گردنیں ان کے بار سے آزاد ہیں؟۔

سقراط اور ارسطو کے ہم عصر منطقی موشگافیوں اور فلسفیانہ نکتہ طرازیوں میں کچھ کم تو نہ تھے، لیکن ایک بات تھی جس نے سقراط وارسطو کو اس مقام پر لے جا کھڑا کیا جہاں دوسرے اہل علم کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں اور ان کے بعد بھی کون ہے جو یہ دعوے کرے کہ اس کی گردن سقراط وارسطو کے احسان سے بوجھل نہیں ہے؟

Marfat.com

نیوٹن اور آئن سٹائن ریاضی کے استاد تھے مگر کیا ان کا عہد اس علم کے اساتذہ سے بھرا ہوا نہ تھا، پھر کیا تھا کہ یہ لوگ اپنے اپنے عہد کے بانی بن گئے، دوسرے لوگ علم پڑھتے اور پڑھاتے رہے لیکن علم ان کے اندر سے پھوٹا اور دوسروں کو ان کا دیا ہوا علم پڑھنا پڑا۔ معاصرین کی گردنیں ان کے قدم بوسی کیلئے جھک گئیں اور آج اگر کوئی آئن سٹائن سے آگے بھی نکل جائے تو کیا وہ اس کا منتِ کش احسان نہ ہوگا۔

شیخ علیہ الرحمۃ نے معرفتِ الہٰیہ کے ان مقامات کو پالیا تھا، جنہیں پانے کیلئے ان کے معاصرین ان کے محتاج تھے، آپ نے دریائے حقیقت سے وہ موتی نکالے تھے جنہیں دوسرے انہیں کے ہاتھوں سے لے کر دیکھ سکتے تھے، ان مقامات کی تصریح اس لئے نہیں ہو سکتی کہ وہ بے حرف وصوت سے تعلق رکھتے تھے لیکن اہل دل کو تو علم تھا کہ ان کا علم زبان وکلام کی بجائے کسی اور ذریعہ سے آتا ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اپنے مہمان خانہ واقعہ محلّہ حلبہ کی مجلس وعظ میں ارشاد فرمایا قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله ۔تو مہمانخانہ میں بیٹھے ہوئے تمام مشائخ عراق نے اس کی تصدیق کی اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ ابونصر اُٹھے اور قدم مبارک گردن پر رکھ لیا، پھر ہر ایک بے تاب تھا کہ اپنی گردن پر آپ کا قدم رکھے۔اس بات کو جب دنیا کے دوسرے مشائخ نے سنا جو روم میں تھے یا شام میں ایران میں تھے یا توران میں، چین میں تھے یا شام میں، مشرق میں تھے یا مغرب میں تو اس کی تصدیق کی[۳]۔

حاشیہ بر صفحہ

[۱۹۰]

Marfat.com

کرامات

(الف)

اگر آپ کسی سے خبر سنیں کہ مراد آباد میں مردہ زندہ ہو گیا۔ سکھر میں ایک لکڑی جانور بن گئی اور حیوانی خصائص کے ساتھ زندہ رہ کر پھر لکڑی بن گئی۔ ملتان میں درخت چلنے لگا اور حیدر آباد میں لوہا بولتا رہا تو غالباً آپ یقین نہ کریں گے کہ ایسی باتیں خلاف عادت اور عجیب وغریب ہیں، اور آپ کے یقین نہ کرنے کی وجہ صرف یہی ہوگی کہ ایسی باتیں آپ نے پہلے کبھی ہوتے نہیں دیکھیں، آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ دو اور دو پانچ نہیں ہو سکتے۔ مربع مدوّر نہیں ہوسکتا اور مثلث مستطیل نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسا ہونا محالات عقلیہ سے ہے، اور ایک کا تصور دوسرے کے تصور کا مناقض ہے، لیکن مردہ کا زندہ ہونا، لکڑی کا جانور بننا، درخت کا چلنا اور پتھر کا بولنا آپ کی نظروں میں اس لئے محال ہے کہ آپ نے ایسا ہوتے نہیں دیکھا...... ایسا کبھی نہیں ہوسکتا، اس کیلئے آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ آج سے سو برس پہلے کسی دانا بینا

Marfat.com

شخص کو یہ کہا جاتا کہ لندن کی آواز ٹوکیو میں بعینہٖ سنائی دی جا سکتی ہے یا لاہور میں ناچ ہو رہا ہے تو اسے گوجرانوالا میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، یا گوشت پوست کا ایک انسان خلا میں پہنچ کر دن رات میں زمین کے گرد سترہ چکر لگا سکتا ہے تو وہ چیخ چیخ کر اسے ناممکن قرار دیتا، لیکن کیا یہ سچ مچ ناممکن تھا۔ سو برس پہلے کا انسان ان چیزوں کو صرف اس لئے ناممکن کہتا تھا کہ اس نے اس سے پیشتر ایسا ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ اس غریب کو امکانات اشیاء کا علم نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج جو چیزیں نادان بچوں کی نظروں میں روزمرہ کا واقعہ ہیں، اُس عہد کے دانا بینا کیلئے ناممکن تھیں۔

ٹیلی ویژن آپ نے نہیں دیکھا لیکن آپ کو ایک ایسے آلہ کے وجود پر یقین ہے جو میلوں دور کی چیز کو پردہ پر منعکس کر دیتا ہے۔ آپ نے زمین کے گرد گھومنے والے راکٹوں کا بچشم خود معائنہ اگرچہ نہیں کیا، لیکن آپ کو ان کی موجودگی پر اس طرح یقین ہے جیسے گرد و پیش کی چیزوں پر یہ اشیاء عجوبہ بھی ہیں اور آپ نے انہیں دیکھا بھی نہیں لیکن پھر بھی ان کی ہستی کا یقین ہے، ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ آپ کو ان لوگوں کی زبانی اس کا پتہ چلا ہے جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جو بھروسہ کے قابل ہیں جو دھوکا دینے والے، گپ ہانکنے والے اور کمزور عقل کے مالک نہیں، پھر ان کی تصدیق اتنے زیادہ لوگوں نے تواتر کے ساتھ کی ہے کہ اس پر یقین نہ کرنا حماقت معلوم ہوتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کے اکثر معاملات کی بنیاد ہی شہادت کے تسلیم کرنے پر ہے تاریخ اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ عینی شاہدوں کا بیان ہے، فلسفہ سائنس اور دیگر علوم وفنون کے کلیات جزئیات کو آپ صرف معتبر شہادتوں کی بنا پر ہی قبول کرتے ہیں، پھر اگر آپ یہ سنتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ والا عصا اژدہا

Marfat.com

کی صورت میں تبدیل ہو گیا اور سرکار رسالتمآب ﷺ کے سامنے کنکریوں نے کلمہ پڑھا تو اس سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے؟ انکار کی کوئی منطقی وجہ تو معلوم نہیں۔ صرف تعجب کی بنا پر انکار کرنا عقل مندی سے زیادہ بیوقوفی کا ثبوت ہے۔ شہادت اس پایہ کی ہے کہ آپ اسے جھٹلا نہیں سکتے اگر اسے جھٹلا دیا جائے تو کونسا معاملہ ہے جسے شہادتوں کی بنا پر تسلیم کیا جا سکے؟ لیکن چونکہ ایسے واقعات عام طور پر وقوع پذیر نہیں ہوتے ان کی توجیہہ سے ذہن و دماغ عاجز ہوتے ہیں اور وہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی تائید میں بطور نشان ظاہر ہوتے ہیں، اسلئے انہیں اور معجزہ کرامت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے[ا]۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات سچے پاکباز اور معتبر راویوں کی زبان سے ہم تک پہنچی ہیں اور اس قدر تواتر کے ساتھ کہ ان کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھنے کی حماقت کا ارتکاب کرے۔

کرامت کیا ہے؟ یہ خدائے قادر و قیوم کے ساتھ شخصی تعلقات کا اظہار ہے ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، زہر مارتا ہے اور تلوار کاٹتی ہے، اس لئے یہ خدا کا قانون ہے، اس کی عادت وسنت ہے اور اسی عادت وسنت پر پوری کائنات چل رہی ہے۔ جمادات ونباتات، چرند پرند، انسان وحیوان کافر مومن اور نیک و بد سب اس کے محکم قانون سے بندھے ہوئے ہیں، یہ اس کی رحمت عام ہے کہ اس نے اپنا قانون سب کیلئے رکھا ہے لیکن خدا صرف قانون ہی نہیں، شخصیت بھی ہے، وہ جن لوگوں سے پیار کرتا ہے، ان کیلئے اس کی شخصیت کا پورا خزانہ کھل جاتا ہے۔ وہ جاگتے ہیں تو اس کا نور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ سوتے ہیں تو وہ ان پر اپنے پیار کی مقدس چادر پھیلا دیتا ہے۔

وہ جب کوئی ارادہ کرتے ہیں تو ان کے ارادے کو پوری کرنے کا ذمہ داری اٹھالیتا

Marfat.com

ہے اور اس کیلئے وہ نئے قوانین تخلیق کرتا ہے، اسلئے کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے اس کی رحمتِ خاص ان کیلئے ہوتی ہے اور یہی رحمت خاص ہے جس کا ظہور خرق عادت کی صورت میں نظر آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی رحمت اپنی محبت اور اپنی شفقت کے اظہار کیلئے دو ناموں کو پسند فرمایا ہے، پہلا نام رحمٰن رکھا۔ جس میں عمومیت کا پہلو ہے اور اپنے آپ کو رحیم کہا جو خصوصیت رکھتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر انہی دو اسماءٗ کی تجلیات کے ساتھ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً یہ اس کا قانون ہے، دو فوجیں آمنے سامنے ہوں تو کثرت تعداد بہتر ساز و سامان قواعد دانی، قلت تعداد، ناقص سامان اور عدم تربیت پر غالب آیا کرتی ہے لیکن جہاں اس کا شخصی تعلق ہو تو وہاں تعداد کی کمی کو پورا کرنے کیلئے ملائکہ مسوّمین کو بھیج دیا جاتا ہے اور ہتھیاروں کی کمی کسی کے ہاتھ سے کنکریوں کو تیر قضا بنا کر پوری کردی جاتی ہے [۲]۔

شیخؒ کی کرامات بتاتی ہیں کہ وہ کس درجہ مقرب بارگاہ الٰہی تھے، ان کے خدائے قادر قیوم سے کتنے روابط تھے، آپ کی روح مبارک روح کائنات سے اس درجہ قریب تھی کہ آپ کا ارادہ کائنات میں ہر ممکن تصرف کرسکتا تھا اور یہ جو کچھ تھا بغداد کی پوری آبادی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆

(ب)

ریاضت وعبادت سے جب روح میں لطافت پیدا ہوتی ہے تو اس کا پہلا ثمرہ عالم مثال کے عجائبات و آثار کا نظر آنا ہے۔ بعض اوقات صاحبِ مشاہدہ کے فیضان سے دوسروں کو بھی وہ چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں جو عام نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حامل وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں اکثر مثالی صورت میں آتے اور کئی بار

Marfat.com

ایسا ہوا کہ صحابہؓ نے بھی انہیں کسی اجنبی یا دحیہ کلبی کی صورت میں دیکھا شیخ علیہ الرحمۃ کی قوت روحانی کے توجہ وتصرف کا کمال یہ تھا کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والوں نے بھی بار ہا رجال الغیب اور عالم مثال کے دیگر عجائبات بچشم خود ملاحظہ کیے۔ سہیل بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظمؓ بغداد سے کئی دن غائب رہے۔ اہلِ بغداد بہت مضطرب ہو کر آپؒ کو تلاش کرنے لگے۔ کسی نے بتایا کہ مَیں نے آپ کو دجلہ کے کنارے جاتے دیکھا ہے۔ لوگ جب دریا کے کنارے پہنچے دیکھا کہ آپ پانی پر چلے آ رہے ہیں، مچھلیاں انبوہ درانبوہ پانی سے اُبھر اُبھر کر آپ کے پاؤں چوم رہی ہیں، اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا، ایک بڑی سبز رنگ کی جائے نماز آپ کے سامنے ہوا میں معلق ہو گئی، ان پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں، ایک سطر میں

الآ ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون.

اور دوسری میں:

سلام علیکم اھل البیت انه حمید مجید لکھا ہوا تھا۔

آپ صف پر کھڑے ہو گئے اور بہت سے لوگ غیب سے نمودار ہو کر آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اہلِ بغداد نے بھی کنارے پر صفیں باندھ لیں۔ نماز کے بعد آپ نے بآواز بلند یہ دعا پڑھی۔

اللھم انی اسئلک بحق محمد حبیبک وخیرک من خلقک انک لاتقبض روح مریدی او مریدہٖ الا علیٰ توبة

"الٰہی تیرے حبیب اور بہترین خلائق محمد ﷺ کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مرید کے مریدوں کی روح قبض نہ کرنا جب تک وہ توبہ نہ کر

Marfat.com

لیں''۔

اس وقت آپ کے بدن سے سبز رنگ کا نور نکل رہا تھا، غیب سے آواز آئی:

المبشر فانی قد استجبت لک.

(خوش ہو کہ ہم نے تیری دعا کو قبول فرمایا)

ایک دفعہ رمضان المبارک میں ایک مرید آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ آج شام کو روزہ میرے غریب خانہ میں افطار فرمائیں اور آپؒ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔ پھر ایک اور مرید آیا اور اس نے بھی یہی درخواست کی اس کی دعوت بھی قبول فرما لی۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ستر مرید آپؒ کو افطار کی دعوت دینے آئے اور آپ نے ہر ایک کے ہاں آنے کا وعدہ فرمالیا۔ جب افطار کا وقت آیا تو آپؒ ہر ایک مرید کے گھر موجود تھے صبح کو جب یہ سب لوگ مدرسہ میں جمع ہوئے تو ہر ایک نے از راہِ فخر بیان کیا کہ کل شام حضرت نے میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایا اور روزہ افطار کیا۔ غرض سب ایک دوسرے کو جھٹلانے لگے۔ مدرسہ کے خدام نے ان کا جھگڑا سنا تو کہا رات کو حضرتؒ مدرسہ سے باہر کہیں تشریف نہیں لے گئے۔ آپ نے تو یہیں روزہ افطار فرمایا۔ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اصل واقعہ بیان کیا تو آپؒ نے فرمایا تم سب سچے ہو، اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو اتنی طاقت عطا کی ہے کہ وہ بیک وقت بہت سے مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں[۳]۔

☆☆☆

ایک دفعہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ مجلس کے حاضرین میں کچھ بے توجہی پیدا ہو گئی۔ آپؒ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا، تم میرے کلام میں دھیان نہیں دے رہے لیکن اللہ

Marfat.com

تعالیٰ چاہے تو وہ میری تقریر سننے کیلئے سبز پرندوں کو بھیج دے، آپ کے یہ الفاظ فرماتے ہی سبز پرندوں کے غول کے غول فضا میں نمودار ہوئے اور آ کر مجلس میں اِدھر اُدھر بیٹھ گئے، یہ واقعہ دیکھ کر لوگ ششدر رہ گئے۔

☆☆☆

آپ کے خادمِ خطاب کا بیان ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور وعظ ترک کر کے تمام اہل مجلس کے سامنے ہوا میں پرواز کرنے لگے۔ دوران پرواز آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے، آپ اسرائیلی ہیں، اب مجھ محمدی کی چند باتیں سن لیجئے۔ چند لمحات کے بعد آپ منبر پر تشریف لے آئے اور وعظ میں مشغول ہو گئے، مجلس برخاست ہوگئی تو لوگوں نے دوران پرواز آپ کے ارشادات کی وضاحت چاہی، آپ نے فرمایا حسنِ اتفاق سے آج حضرت خضر علیہ السلام کا گزر اس طرف سے ہوا۔ میں ان سے مجلس میں تشریف آوری کیلئے کہہ رہا تھا، چنانچہ انہوں نے میری درخواست قبول کرلی مجلس میں کچھ دیر بیٹھ کر میرا کلام سنتے رہے۔

☆☆☆

شیخ ابوالغنائم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو دیکھا کہ آپ کے پاس چار اجنبی اشخاص بیٹھے ہیں جنہیں میں نے پہلے نہ سنا نہ دیکھا تھا۔ میں ٹھٹھک کر وہاں کھڑا ہوگیا۔ اتنے میں وہ اٹھ کر جانے لگے، آپ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا، جاؤ ان سے دعا کراؤ میں دوڑ کر دروازے پر پہنچا، ان چاروں اشخاص سے دعا کا طالب ہوا، انہوں نے فرمایا ہم کیا اور ہماری دعا کیا۔ تم تو ایک عظیم المرتبت ہستی کی خدمت میں ہو، جسکی دعا اور نظرِ شفقت کے ہم محتاج ہیں، یہ فرما کر وہ چاروں حضرات چلے گئے، میں نے واپس آ

Marfat.com

کر آپ سے پوچھا یا حضرت چاروں اشخاص کون تھے، فرمایا یہ کوہ قاف کے اکابر اولیاء سے ہیں اور دروازے سے نکلتے ہی اپنے اپنے مرکز پر پہنچ گئے۔

☆☆☆

ایک دفعہ آپ شیخ علیؒ بن ابی نصر الہیتی اور شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ کے ہمراہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ پر فاتحہ خوانی کیلئے تشریف لے گئے، شیخ علیؒ کا بیان ہے کہ جب ہم وہاں پہنچے تو امام موصوف کی قبر شق ہوئی۔ آپ نے اس میں سے برآمد ہو کر سیدنا غوث الاعظمؓ کو سینے سے لگالیا اور آپ کی خدمت دین کی تعریف و ستائش کی، پھر حضرت کو خلعت فاخرہ پہنائی۔

☆☆☆

ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظمؓ شیخ علی ابن ابی نصر الہیتی کے ہمراہ حضرت شیخ معروف کرخی کی قبر پر تشریف لے گئے۔ قبر کے پاس آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ السلام علیک اے شیخ معروف کرخی۔ آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں، پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔ چند دن بعد آپ پھر شیخ علی ابن ابی نصر الہیتی کے ہمراہ شیخ معروف کرخی کے مزار پر تشریف لے گئے اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیک اے شیخ معروف کرخی، ہم دو درجے آپ سے بڑھ گئے، قبر سے آواز آئی، **وعلیک السلام یا سید اهل الزمان.**

☆☆☆

آپ کے ہمعصر شیخ ابو مدین بڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے، ایک دن انہوں نے اپنے ایک مرید ابو محمد صالح دلبرجان الزکائی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی سے فقر کی تعلیم حاصل کرو، چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق حضرت کی خدمت میں بغداد پہنچے، خود ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس دن تک بیٹھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو آپ نے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، ابو صالح ادھر دیکھو اور میں نے ادھر دیکھا تو اپنے آپ کو عین بیت اللہ شریف کے سامنے پایا، پھر فرمایا اسطرف دیکھو۔ میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابو مدین کو کھڑا پایا، پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ اب تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس، میں نے عرض کی، اپنے شیخ کے پاس پھر فرمایا، ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے ویسے ہی۔ میں نے عرض کی جس طرح آیا تھا ویسے ہی جاؤں گا، پھر فرمایا، اچھا جو تیری مرضی پھر فرمایا۔ فقر کی سیڑھی توحید ہے اور توحید یہ ہے کہ دوئی کو یکسر دل سے نکال ڈالو اس کے بعد آپ نے ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈالی اور تمام جذبات اور ارادہ میرے دل سے نکل گئے اور میں دولت فقر سے مالا مال ہو گیا۔

☆☆☆

ایک دن سیدنا غوث الاعظم وعظ فرما رہے تھے، منبر کے قریب ہی شیخ علی ابن ابی نصر الہیتی بیٹھے تھے۔ دوران وعظ ان کو نیند آ گئی۔ سیدنا غوث الاعظم اس وقت خاموش ہو گئے اور منبر سے نیچے آ کر شیخ کے سامنے مؤدبانہ کھڑے ہو گئے کہتے ہیں وہ پسینے میں تر بتر ہو گئے، خواب سے بیدار ہوئے آپ نے فرمایا اے شیخ علی تم اسوقت آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا بیشک، آپ نے فرمایا یہی وجہ تھی کہ منبر سے اُتر کر باادب کھڑا ہو گیا تھا لیکن یہ تو بتاؤ کہ حضورؐ نے تم سے کیا فرمایا، شیخ علی نے عرض کی کہ حضورؐ نے

Marfat.com

مجھے تاکید فرمائی کہ ہمیشہ شیخ عبدالقادر کی خدمت میں رہنا، لوگ بہت حیران ہوئے اور شیخ علیؒ سے پوچھا کہ سیدنا غوث الاعظمؒ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ آپ سرور کونینؐ کے دربار میں حاضر ہیں۔ شیخ علیؒ نے جواب دیا کہ میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا۔ حضرت غوث الاعظمؒ اسے عالم بیداری میں دیکھ رہے تھے اور اسی لئے آپ منبر سے اُتر کر باادب کھڑے تھے۔

☆☆☆

آپ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ کا بیان ہے کہ سال کا ہر مہینہ اپنے آغاز سے پہلے آپ کی خدمت میں انسانی شکل میں پیش ہوا کرتا تھا، اگر وہ مہینہ خیر و برکت سے ہوتا تو نہایت اچھی شکل میں آتا، اگر سختی و تنگ حالی کا ہوتا تو بُری صورت میں آتا، یہ صورتحال مسلسل قائم رہتی اور آپ تفصیل کے ساتھ ان مہینوں میں وقوع پذیر ہونے والے حالات کا اظہار کرتے رہتے، شیخ ابوزکریا یحییٰ بن ابی نصر بغدادی کا بیان ہے کہ میرے والد ایک ماہر عامل تھے، ایک دفعہ آپ نے اپنے عمل کے زور سے جنات کو بلایا، لیکن خلاف معمول وہ بہت دیر کے بعد آئے اور آتے ہی کہنے لگے، اے شیخ صاحب سیدنا غوث الاعظمؒ وعظ فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلایا کرو، میرے والد صاحب نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے ہم ان کی مجلس میں حاضر ہو کر مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے ہیں وہاں آدمیوں سے زیادہ تعداد ہماری ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہزاروں نے ان سے ہدایت پائی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

☆☆☆

(ج)

مستقبل انسان کیلئے ہمیشہ پردہ راز رہا ہے، کل کیا ہوگا؟ یہ فکر انسان کو ہمیشہ ستاتا رہا

Marfat.com

ہے، وہ اس کیلئے اندازے اور تخمینے لگاتا ہے لیکن کسی حتمی اور یقینی جواب سے محروم رہتا ہے، کسی دوسرے کے دل و دماغ کی دنیا بھی مستقبل کی طرح پراسرار دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے جسے چاک کر کے سینوں کے راز ٹٹولنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے حریم قدس میں جگہ دے دیتے ہیں تو اس پر حوادثِ مستقبلہ اور اسرارِ غیبیہ منکشف کر دیتے ہیں، وہ آنے والے واقعات کو گزری ہوئی باتوں کی طرح دیکھتا ہے اس کی نظر لوحِ محفوظ پر ہوتی ہے، پھر کیسے ممکن ہے کہ کسی کا سینہ اپنے رموز یا مستقبل اپنے اسرار چھپالے جاسکے۔

☆☆☆

آپ کے خادم شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الفتح الہردی کا بیان ہے کہ حضرت مجھے ہمیشہ محمد طویل کے نام سے پکارا کرتے تھے، حالانکہ میرا قد طویل نہیں تھا، ایک دن میں نے عرض کیا سیدی میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں، آپ مجھے طویل فرماتے ہیں، فرمایا تو طویل العمر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا شیخ ابوعبداللہ محمد ایک سو سینتیس برس تک جیئے اور دور دراز مقامات تک سیاحت کی۔

☆☆☆

ایام محرم ۵۵۹ھ میں ایک دن سیدنا غوث اعظمؓ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکایک آپ اُٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کیلئے پکارا، سب لوگ دوڑ کر باہر آ گئے، ان کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے، چنانچہ میں باہر آ گیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلایا کہ کوئی دب نہ جائے۔

Marfat.com

☆☆☆

آپ کا ایک شاگرد علم فقہ میں نہایت غبی اور کند ذہن تھا لیکن آپ اس کے ساتھ بہت محبت کرتے۔ آپ کے عقیدت مند ابن سمحل نے ایک دن کہا۔ سیدی آپ ایسے کند ذہن طالب علم پر ایسی محنت فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ہفتہ کے بعد یہ محنت ختم ہو جائے گی۔ ابنِ سمحل کہتے ہیں کہ جب ساتواں دن آیا تو وہ یکا یک بیمار ہو گیا اور شام سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

☆☆☆

مظفر جرمیؒ سے روایت ہے کہ چہار شنبہ کی رات کو میں اپنے مدرسہ میں سویا کرتا تھا کہ صبح مجلس میں شرکت کر سکوں اور آپ کے قریب بیٹھ سکوں، ایک رات سخت گرمی تھی کہ نیچے سونا بہت مشکل تھا، اسلئے مدرسہ کی چھت پر لیٹ گیا وہیں اوپر ایک کمرہ تھا جس میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرماتے تھے، لیٹتے ہی میرے دل میں کھجوریں کھانے کی خواہش پیدا ہوئی، عین اسی وقت سیدنا غوث اعظمؒ نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھولی، اور میرا نام لے کر فرمایا، لو بھئی کھجوریں کھالو، اب تو تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔ میں فرط حیرت سے دم بخود ہو گیا کیونکہ آپ مجھے جانتے تک نہیں تھے۔

ابوالفرح بن الہامیؒ ابتدا میں سیدنا غوث اعظم کی کرامت کا انکار کرتے تھے لیکن آپ سے ملاقات کرنے کا شوق بھی تھا، ایک دن عصر کے وقت آپ مدرسہ کے قریب سے گزرے، اس وقت مدرسہ کی مسجد میں نماز عصر کیلئے تکبیر کہی جارہی تھی اور جماعت کھڑی ہو گئی تھی۔ ابوالفرح کو عجلت میں وضو کرنا یاد نہ رہا اور دوڑ کر جماعت میں شامل ہو گئے، جب نماز سے فارغ ہوئے، سیدنا غوث اعظمؒ نے فرمایا۔ فرزندِ من، تم نے غلطی سے نماز بے وضو پڑھ لی

Marfat.com

ہے، وضو کر کے نماز دوبارہ ادا کرو۔ ابوالفرح حیران رہ گئے اور اسی دن سے آپ کے معتقد ہو گئے۔

شیخ بدیع الدین ابوالقاسم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مسند امام حنبلؒ کا ایک نسخہ خریدنے بغداد آیا۔ یہاں ہر شخص کو شیخ عبدالقادرؒ کے فضل و کرم اور کرامات کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں آپ کی خدمت میں جاؤں گا، اگر وہ فی الواقعہ صاحب باطن ہوئے تو میرے ضمیر کا حال جان جائیں گے۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ جب شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں جاؤں تو وہ میرے سوال کا جواب نہ دیں اور مجھ سے منہ پھیر لیں، پھر اپنے خادم سے کہیں، اس شخص کی پیشانی کے داغ کے برابر ایک چھوہارا اور چند دانگ شہد لے آؤ۔ جب یہ چیزیں خادم لے آئے تو آپ اپنی کلاہ مبارک مجھے پہنا دیں اور میرے سلام کا جواب دیں، شیخ ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ میں نے جو دل میں سوچا تھا خدا کی قسم ویسا ہی ہوا اور پھر سیدنا غوث اعظمؒ نے مجھ سے فرمایا، کیوں ابوالقاسم تم یہی چاہتے تھے۔ میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور آپ کے ہاتھ بیعت کر کے آپ کی شاگردی اختیار کی۔

☆☆☆

شیخ زین العابدین ابوالحسن مصری کا بیان ہے کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ حج کر کے بغداد آیا۔ ہمارے پاس سوائے چھری کے کچھ نہ تھا، اسے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے لیکن شکم سیر نہ ہوئے، اس کے بعد شیخ عبدالقادرؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں دیکھ کر خادم سے فرمایا، چند فقرا حجاز سے آئے ہیں، ان کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا، غریبوں نے اسے فروخت کر کے چاول کھائے لیکن ان کا پیٹ نہیں بھرا، ان کیلئے کھانا لاؤ، ہم حضرت کی گفتگو سن کر سخت حیران ہوئے، خادم کھانا لینے گیا تو میرے دل

Marfat.com

میں شہد کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور میرے رفیق کو کھیر کی اشتہا پیدا ہوئی۔ اتنے میں خادم دو طباق لایا، ایک میں کھیر تھی اور دوسرے میں شہد، خادم نے کھیر والا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور شہد والا طباق میرے دوست کے سامنے، آپ نے فرمایا، نہیں نہیں، شہد کا طباق زین الدین کے سامنے رکھو اور کھیر کا اس کے ہمراہی کے سامنے میں بے اختیار ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا، آپ نے فرمایا۔ ''مرحبا! واعظِ مصر، میں نے عرض کی، حضورؒ آپ یہ کیا فرماتے ہیں، مجھے تو الحمد شریف پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں، آپ نے فرمایا نہیں مجھے ایسا کہنے کا حکم ہوا ہے، پھر میں نے آپ کی شاگردی اختیار کی اور سال بھر آپ کی خدمت میں رہ کر علوم وفنون میں درجہ کمال حاصل کیا۔ پھر آپ کی اجازت سے بغداد میں وعظ کہنا شروع کیا، کچھ عرصہ بعد میں نے آپ سے مصر جانے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی مجھے ہدایت کی کہ دمشق پہنچنے پر تمہیں ترکی فوج ملے گی جو مصر پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہی ہو گی، اس کے جرنیل سے کہہ دینا کہ اس سال مصر مت جاؤ، ورنہ ناکام ہو جاؤ گے البتہ، اگلے سال آؤ گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ چنانچہ جب میں دمشق پہنچا تو مجھے ترکی فوج ملی۔ میں نے اس کے سپہ سالار سے مل کر کہا کہ اس سال تم کامیاب نہیں ہو سکتے، اگلے سال آنا، لیکن سپہ سالار مصر رہا کہ ہم اسی سال مصر پر حملہ کریں گے۔ میں ترکی فوج کو وہیں چھوڑ کر مصر پہنچا، وہاں خلیفہ مصر ترکوں کے مقابلہ کی تیاری میں مصروف تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ ترکی فوج شکست کھائے گی اور تم فتح پاؤ گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب ترکی فوج شکست کھا کر مصر سے چلی گئی تو خلیفہ مصر نے میری بے حد حوصلہ افزائی کی، دوسرے سال ترکوں نے پھر مصر پر حملہ کیا، اس دفعہ وہ کامیاب ہو گئے، مصر پر قابض ہو کر انہوں نے بھی میری بہت عزت کی، اس طرح دونوں سلطنتوں کی جانب سے مجھے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہو گئے اور یہ سب

Marfat.com

کچھ سیدنا غوث اعظمؒ کی برکت سے ہوا۔ مصر میں میرے مواعظ وخطبات نے بھی بہت شہرت حاصل کی اور میں حضرت کے ارشاد کے مطابق واعظ مصر کے لقب سے پکارا گیا۔

☆☆☆

شیخ علیؒ ابن ادریس یعقوبیؒ اپنے وقت کے سرتاج العلماء میں تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں پہلے پہل بغداد میں آیا تو کسی سے جان پہچان نہ تھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے علم وفضل کی شہرت سن کر مدرسہ میں آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق سے بآواز بلند فرمایا! عبدالرزاق باہر جا کر دیکھو کون آیا ہے، وہ باہر آئے اور مجھے دیکھ کر اندر چلے گئے اور حضرت کو بتایا کہ ایک نوجوان باہر بیٹھا ہے، آپ نے فرمایا، یہ نوجوان صاحب علم وفضل ہوگا اور عزت وناموری کے تخت پر بیٹھے گا، اسے اندر لے آؤ، چنانچہ شیخ عبدالرزاق مجھے آپ کی خدمت میں لے گئے، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، علی، یہاں بیٹھو، پھر آپ نے مجھے کھانا کھلایا اور فرمایا لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ ان کو تیری ضرورت ہوگی، اللہ تعالیٰ تجھے عزت اور شہرت عطا کرے گا۔

اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے نوازا اور میں مختلف علوم وفنون سے ماہر ہو کر شہرت اور عزت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا اور ہمیشہ سیدنا غوث اعظمؒ کو یاد کرتا رہا۔

شیخ ابوالحسن سعد الخیر کا بیان ہے کہ میں ۵۲۹ھ میں ایک دفعہ شیخ محی الدین عبدالقادر کی مجلس میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا، اس وقت آپ زہد کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے، میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ معرفت کا مضمون بیان کریں۔ آپ نے یکایک زہد کا موضوع چھوڑ کر معرفت کے موضوع پر تقریر شروع کر

Marfat.com

دی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ آپ یہ موضوع چھوڑ کر شوق کے بارے میں کچھ فرمائیں، آپ نے فوراً شوق کے موضوع پر کلام شروع کر دیا۔ اب میں نے چاہا کہ آپ فنا و بقا کے مسئلہ کی وضاحت کریں۔ آپ نے فنا و بقا کا مسئلہ بیان کرنا شروع کر دیا، پھر میرا دل غیب و حضور کے موضوع پر آپ کے ارشادات سننے کیلئے بے تاب ہوا۔ آپ نے اس موضوع پر ایک سیر حاصل تقریر فرما دی، پھر بآواز بلند فرمایا: ابوالحسن تمہیں یہی کافی ہے۔ میں فرطِ حیرت سے دم بخود ہو گیا اور پھر عالم بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

☆☆☆

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ۱۵ جمادی الآخر ۵۵۶ھ کو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی معیت میں نماز جمعہ کیلئے جا رہا تھا، راستہ میں کسی شخص نے آپؒ کو سلام تک نہ کیا حالانکہ پہلے آپؒ جس راستہ سے گزرا کرتے تھے ہجوم خلائق زیارت کیلئے ٹوٹ پڑتا تھا، میں حیران تھا کہ آج کیا ماجرا ہے، ابھی یہ بات میرے دل میں ہی تھی کہ آپ نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور چاروں طرف سے لوگ سلام و زیارت کیلئے اُمڈ پڑے، آپ نے فرمایا، کیوں عمر تیری یہی خواہش تھی، تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں، چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

☆☆☆

ابوالفضل احمد بن قاسم بزاز کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کیلئے ایک ایسا نفیس کپڑا درکار ہے جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو، میں نے کپڑا تو دے دیا لیکن دل میں خیال کیا کہ شیخ عبدالقادر بادشاہوں جیسا لباس پہنتے ہیں، اتنا خیال آنا تھا کہ میں نے پاؤں کے تلوے میں شدید درد محسوس کیا، ایسا

Marfat.com

معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سوئی چبھ گئی ہے درد کی شدت سے میں بے ہوش ہو گیا لیکن وہ کسی صورت کم ہوتا دکھائی نہ دیتا، بالآخر میں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اُٹھا کر حضرت کی خدمت میں لے چلو۔لوگ مجھے آپ کی خدمت میں لے کر پہنچے تو آپ نے فرمایا، ابوالفضل تو میری خوش پوشی پر اعتراض کرتا ہے، خدا کی قسم میں حکم الٰہی کے بغیر اچھا نہیں پہنتا، لوگ مُردوں کو اچھا کفن دیتے ہیں اور مجھ کو یہ کفن ہزار موت کے بعد حاصل ہوا ہے، پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے پاؤں پر پھیرا، یک لخت درد موقوف ہو گیا اور میں اٹھ کر پھرنے لگا۔

☆☆☆

شیخ ابو محمد الجونیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر بڑی تنگدستی کے دن آئے میں اور میرے اہل وعیال فاقہ پر فاقہ کر رہے تھے، اسی حالت میں سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:۔ کہ جونی بھوک اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے، جسے وہ دوست رکھتا ہے، اسی کو عطا فرماتا ہے جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تو نے اب تک میرے لئے فاقہ فقر اختیار کیا، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تجھے خود کھلاؤں گا۔

حضرت کے ارشادات سے میں مبہوت ہو گیا، پھر فرمایا، جو شخص اپنی مصیبت کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دوگنا اجر دیتا ہے، اے جونی فقر کو چھپانے میں ہی بہتری ہے، پھر آپ نے مجھے پوشیدہ طور پر کچھ دیا اور اسے مخفی رکھنے کی تاکید فرمائی۔

☆☆☆

شیخ ابوبکر تمیمیؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حج کی نیت سے مکہ معظّمہ جا رہا تھا راستہ میں ایک جیلانی کا ساتھ ہو گیا، اثنائے سفر وہ شخص سخت بیمار ہو گیا کہ اسے اپنے مرنے کا یقین

Marfat.com

ہو گیا، مجھے دس دینار ایک چادر اور کپڑا دیا، وصیت کی کہ جب بغداد جاؤں تو یہ چیزیں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں پیش کر دینا اور ان سے درخواست کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں، اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ حج کے بعد میں بغداد واپس آیا تو میری نیت بدل گئی اور میں نے مرحوم شخص کی امانت اپنے پاس رکھ لی۔ ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ سرِ راہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے آپ سے مصافحہ کیا، تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے دبایا اور فرمایا: ابوبکر تم دس دینار کی خاطر خوف خدا سے عاری ہو گئے۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ پھر دوڑتا ہوا گھر گیا اور اس جیلانی کی امانت سیدنا غوث الاعظمؒ کی خدمت میں پیش کر دی۔

☆☆☆

۵۶۰ھ میں آپ کے ایک عقیدت مند خضر حسینی موصلی خدمت عالی میں حاضر ہوئے، آپ پر اسوقت کشفی حالت طاری تھی، اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے خضر موصل چلا جا وہاں تیرے ہاں اولاد پیدا ہوگی، بچے کا نام محمد رکھنا اسے سات سال کی عمر میں بغداد کا ایک نابینا حافظ قرآن مجید حفظ کرائے گا اور تیری عمر ۹۴ سال ایک ماہ اور سات دن ہوگی اور تو اربل میں بقائمی ہوش و حواس وفات پائے گا۔ آپ کے حکم کے مطابق خضر حسینی موصل جا کر مقیم ہوئے وہاں صفر ۶۰۱ھ میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے محمد رکھا۔ وہاں ایک نابینا حافظ قرآن رہتا تھا، محمد کی عمر سات سال کی ہوئی تو اس حافظ کی شاگردی میں دے دیا گیا۔ اس نے سات ماہ میں محمد کو قرآن حفظ کرا دیا۔ اس وقت خضر حسینی نے اس کا نام اور وطن پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرا نام علی ہے اور میرا وطن بغداد ہے۔ معاً خضر حسینی کو سیدنا غوث اعظمؒ کی پیش گوئی یاد آ گئی، یہ محمد بعد میں حافظ ابوعبداللہ محمد کے نام سے مشہور ہوئے۔

Marfat.com

ان کا بیان ہے کہ میرے والد خضر حسینی نے ۹ صفر 925ھ کو اربلی میں چورانوے سال ایک ماہ اور سات دن کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت ان کے ہوش وحواس بالکل صحیح تھے۔

(د)

اشیاء کائنات پر تصرف دلیل نبوت ہے، اس لئے کہ جب ایک شخص یہ اعلان کرتا ہے کہ میں خالقِ کائنات کا فرستادہ ہوں تو اس پر بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر فرستادہ خدا ہے تو کیا اس کی مخلوق اس کی تصدیق کر سکتی ہے؟ اور اللہ کی مخلوق کی تصدیق تو یہ ہے کہ وہ اس کے اشارے پر اپنی عادت اور خصوصیت تبدیل کر دے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کو معجزات سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ پھر جب خدائے قادر قیوم انبیاء کے علاوہ کسی اور کو بھی اپنے حضور میں تقرب عطا فرماتے ہیں تو اس کی عزت وتکریم کیلئے اسے اشیائے کائنات پر تصرف دے دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ چونکہ کمال تقرب الٰہی رکھتے تھے۔ اسلئے آپ کا تصرف اس کی کائنات پر بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ کی بیشتر کرامات معجزات انبیاء کے رنگ میں تھیں کہ اس کی وجہ سے لوگوں پر حجت الٰہی قائم ہوئی۔

☆☆☆

شیخ ابوعبدالمالک ذیال کا بیان ہے کہ رات میں مدرسہ عالی میں کھڑا تھا، اتنے میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وہاں تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں عصا تھا۔ آپ کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ معاً آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا مبارک زمین پر گاڑ دیا وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور مدرسہ میں ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ ایک گھنٹہ تک عصائے مبارک اسی طرح چمکتا رہا۔ پھر آپ نے اُسے زمین سے اُٹھا لیا تو جیسا تھا، ویسا ہی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، ذیال تم یہی چاہتے تھے۔

Marfat.com

شیخ ذیال کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ۵۶۰ھ میں پیش آیا۔

☆☆☆

جمادی الاول ۵۵۱ھ میں بغداد کی ایک عورت اپنے لڑکے عبداللہ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، سیدی: میرا یہ فرزند آپ سے بیحد عقیدت رکھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ آپ سے فیض حاصل کرے، اسے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے۔ آپؓ نے اس عورت کی استدعا قبول فرمالی اور عبداللہ آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرت نے اسے چند اذکار و اشغال تلقین فرمائے اور مجاہدہ ریاضت کا حکم دیا چند دن کے بعد عبداللہ کی ماں اپنے فرزند کو دیکھنے آئی، عبداللہ بہت دبلا اور زرد نظر آرہا تھا اور جو کی روٹی کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر بچے کی والدہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؒ بھی اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے۔ ایک قاب میں بھنی ہوئی مرغی رکھی ہوئی تھی جس میں سے کچھ کھا چکے تھے اور ہڈیاں پاس پڑی تھیں۔ اس عورت سے صبر نہ ہو سکا اور کہنے لگی، حضرت آپ تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر آپؓ نے اپنا ہاتھ مرغی کی ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا:۔

قم باذن اللہ الذی یحی العظام و هی رمیم

کھڑی ہو جاؤ، اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔

آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ مرغی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بولنے لگی، وہ عورت سکتے میں آ گئی، آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، تیرا لڑکا جب اس درجے پر پہنچ جائے گا، اس وقت اس کا جو جی چاہے کھائے، اس وقت کیلئے جو کی روٹی ہی مناسب ہے۔ وہ عورت بہت نادم ہوئی اور عفو تقصیر کی خواستگار ہوئی۔

Marfat.com

☆☆☆

ایک دن ابوالفتوح سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں حضرت احمد ابدال عطسیؒ کی رحلت کی خبر لائے اور درخواست کی کہ ان کی جگہ اور کوئی دوسرا ابدال مقرر فرمایئے، آپ نے فرمایا، بہت اچھا، جلد ہی کسی کو مقرر کیا جائے گا۔ اسی رات ایک چور چوری کی نیت سے آپ کے دولت کدے میں آیا، ایک حجرے کے کچھ برتن اٹھانا چاہتا تھا کہ یک لخت بینائی سلب ہو گئی، گھبرا کر حجرے سے باہر نکلا۔ حضرتؒ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہاں کس غرض سے آیا ہے۔ اس نے سچ سچ سارا حال بتا دیا۔ آپؒ نے اس سے توبہ کرائی اور پھر اپنا لب مبارک اس کی آنکھوں پر لگایا اور اس کی بینائی فوراً عود کر آئی۔ اب آپ نے اسے فیضِ باطنی سے نوازا اور تزکیہ نفس اور سلوک کی منازل طے کرا کر ابدال بنا دیا، پھر اس کا تقرر حضرت احمد عطسیؒ کی جگہ کر دیا۔

☆☆☆

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اچھل کر بغداد کی طرف بہنے لگا۔ اہلِ بغداد گھبرا اُٹھے اور سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے، حضرت نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر اپنے عصائے مبارک کو وہاں گاڑ دیا اور فرمایا، بس یہیں رک جاؤ، آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ طغیانی تھم گئی اور سیلاب کا پانی اُترنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ دریا اپنے کناروں کے اندر اپنی اصلی حد پر بہنے لگا۔

☆☆☆

ایک دن سیدنا غوث اعظمؒ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے، سامعین ہزاروں کی

Marfat.com

تعداد میں جمع تھے۔ یکا یک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ لوگ بارش سے بچنے کیلئے منتشر ہونے لگے، آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا مولائے کریم تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ شیخ عدی بن مسافر اور حضرت کیمائیؒ موجود تھے، بیان کرتے ہیں جہاں تک سامعین موجود تھے، بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا، لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری رہی۔

☆☆☆

آپؒ کی مجالس میں بعض اوقات حاضرین کی تعداد ستر ہزار سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اور لوگ کئی کئی فرلانگ تک پھیلے ہوتے تھے لیکن آپ کی آواز نزدیک و دور ہر شخص کو یکساں پہنچتی تھی، حالانکہ کوئی دوسرا شخص گلا پھاڑ کر بھی چلاّتا، اس کی آواز اتنے مجمع عظیم میں دور کے لوگوں تک بمشکل پہنچتی تھی، اس کے برعکس آپ نہایت متانت اور وقار کے ساتھ اپنا وعظ فرماتے اور اسی کا ایک ایک لفظ ہر شخص کو یکساں اور صاف سنائی دیتا۔

☆☆☆

ایک دفعہ رات کے وقت عباسی خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر آپؒ کی مجلس میں حاضر ہوا اور سلام کر کے مؤدبانہ بیٹھ گیا۔ اس کے ہمراہ دس غلام اشرفیوں کی تھیلیاں اُٹھائے ہوئے تھے۔ خلیفہ نے یہ اشرفیاں آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، آخر آپ نے ایک تھیلی دائیں ہاتھ میں پکڑی اور ایک بائیں میں اور پھر دونوں کو دبایا، اشرفیاں خون بن گئیں، خون تھیلیوں سے ٹپکنے لگا۔ پھر آپؒ نے فرمایا! اے ابوالمظفر تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ لوگوں کا خون نچوڑ کر میرے پاس لائے ہو۔ خلیفہ پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو گیا اب حضرتؒ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ اگر اس کا نسبی رشتہ رسولِ

Marfat.com

اکرم ﷺ سے متصل نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں اس خون کو اس کے محلات تک بہا دیتا۔

☆☆☆

ایک دفعہ خلیفہ بغداد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کوئی کرامت دیکھنے کی خواہش کی، آپؒ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو، خلیفہ نے کہا، اس وقت میں دو تازہ سیب دیکھنا چاہتا ہوں، ان دنوں سیبوں کا موسم نہیں تھا، آپ نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا، دو تازہ سیب آپ کے ہاتھ میں آ گئے۔ آپ نے ایک سیب چیرا تو نہایت شیریں اور خوشبودار نکلا۔

☆☆☆

ایک دن آپ مجلس میں وعظ فرما رہے تھے، اس وقت سخت تیز ہوا چل رہی تھی اتنے میں ایک چیل شور مچاتی ہوئی مجلس پر گزری جس سے اہلِ مجلس کے خیالات پراگندہ ہو گئے، آپ نے اوپر نظر اُٹھائی۔ اے ہوا اس چیل کا سر اُڑا دے۔ یہ الفاظ ابھی زبان مبارک پر تھے کہ چیل کا سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا گرا۔ اب آپ منبر سے نیچے اترے اور چیل کے ٹکڑوں پر ہاتھ رکھ کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ اسی وقت وہ چیل قدرت الٰہی سے زندہ ہو کر اُڑ گئی۔

ایک دفعہ آپؒ وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا اُڑتے ہوئے آئی اور آپ پر بیٹ کر دی۔ بیٹ کرتے ہی چڑیا مر کر گر پڑی، جب آپؒ وضو سے فارغ ہوئے تو بیٹ دھوئی اور پھر اُسے اُتار کر شیخ ابن مسعود کو دے دیا کہ اسے فروخت کر کے قیمت خیرات کر دو یہ اس کا بدلہ ہے۔

☆☆☆

خلیفہ مستنجد باللہ کا ایک رشتہ دار مرضِ استسقا میں مبتلا ہو گیا۔ بہت علاج کئے کچھ

Marfat.com

افاقہ نہ ہوا اور بالآخر اسے آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی اور مرض کی شدت کی وجہ سے پیٹ پھولا ہوا تھا، آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا، آناً فاناً اس کا پیٹ قدرتی حالت میں آ گیا اور مریض بالکل شفایاب ہو گیا۔

☆☆☆

ایک دفعہ شیخ ابوحفص عمر بن صالح حدادی اپنی اونٹنی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے لیکن یہ میری اونٹنی نہایت لاغر ہے اور طویل سفر کرنے سے معذور ہے اور کوئی سواری میرے پاس نہیں ہے، آپ نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اونٹنی کی پیشانی پر رکھا اور اپنے قدم مبارک سے ایک ٹھوکر لگائی شیخ ابوحفص کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ اونٹنی نہایت توانا ہو گئی اور برق رفتاری میں سب اونٹنیوں پر بازی لے گئی۔

حاشیہ بر صفحہ

[۲۲۰]

Marfat.com

وداع و وصال

بغداد کے لوگوں نے اپنے اندر ایک اجنبی کو پایا تھا جو طالب علم کی حیثیت سے یہاں آیا، آٹھ برس ایک اچھے طالب علم کی طرح گزارے، پھر نہ جانے اسے کیا ہوا کہ وہ پچیس برس جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتا رہا لیکن جب اس نے زبان کھولی تو فصحائے عرب گنگ ہو گئے، اس کے کلام کی تاثیر کو صرف فصاحت و بلاغت کی فسوں طرازی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کی مجلس دلوں کیلئے مقناطیس تھی، گنہگار آتے تو تائب ہو کر اُٹھتے، غیر مسلم شریک ہوتے تو کلمہ پڑھتے، وہ ایسے بیان کرتا جس سے وہ فقہا، علماً، فلاسفہ اور صوفیاء کہ، اس شہر میں رہنے کے باوجود ناواقف تھے، لیکن اسی پر بس نہ تھا، وہ تو ایک عجیب و غریب شخصیت تھی جس کے سامنے سینوں کے بھید کھلے ہوئے تھے، وہ چہروں کی طرح دلوں کو بھی دیکھ لیتا تھا، مستقبل اس کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح تھا، مہینے اور سال یوں معلوم ہوتا کہ اپنی آمد سے پہلے اسے اطلاع دے دیتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو اس رنگ سے بتانے آئے ہیں۔

Marfat.com

اس کی مجلس مردان غیب سے بھری ہوتی، اس کے اشارے پر سبز پرندوں کے غول پیدا ہوتے اور غائب ہو جاتے، عالم وعظ میں وہ بارہا دیکھتے کہ اس کے منبر کے پاس مقدس ترین شخصیتوں کے تخت رکھے ہیں۔

وہ انہیں دجلہ کی لہروں پر نماز پڑھتے اور ان کے اقتدا میں مردانِ غیب کو صف بستہ پاتے۔ انہوں نے سنا تھا کہ عیسیٰؑ کو بیماروں کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کرنے کی قوت حاصل تھی، لیکن شیخ عبدالقادر کے روپ میں تو انہوں نے یہ معجزہ متشکل دیکھا تھا۔

لوگ ان کے حضور میں کرامتیں دیکھنے آتے، پر کرامتیں لے کر اور باکرامت بن کر جاتے۔

شخصیت چالیس برس تک ان کے درمیان اس انداز میں رہی اور دس ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو عالم بقا کی طرف روانہ ہوگئی[۱]۔

وہ اپنے بعد صالح اور باعلم اولاد، متقی، متدین، مرید باکرامت، رفقاء اور قادری درویشوں کی ایک تنظیم چھوڑ گئے جنہوں نے ان کے مشن کو مراکش سے چین تک ایک قلیل عرصہ میں پہنچا دیا اور بعد میں ان کا یہ عالم ہے:

یکے از مشائخ گفتہ کہ چہار کس از اولیاً کرام در قبور خود تصرف می کنند مثل تصرف ایشاں در حیات، بیشتر ازاں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی رحم اللہ اجمعین

حاشیہ بر صفحہ

[۲۲۳]

حاشیہ

أنیس المظاهر إلی سیرت الشیخ سید عبدالقادر

از

سید سید علی ثانی گیلانی

(تعالیقات و حواشی ابواب کی ترتیب سے ملاحظہ کیجیے)

Marfat.com

Marfat.com

﴿عزم سفر﴾

[۱] گیلان ایک صوبہ کی حیثیت کا حامل ہے۔تب بھی تھا۔یہ بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے کنارے واقع ہے۔اسکے مغرب میں صوبہ مازندران (Mazandaran) اور اس کے مشرق میں صوبہ اردبیل (Ardabil) اور شمال میں زنجان (Zanjan) اور قزوین (Qazvin) اور جنوب کی جانب تلیش (Talysh) ہے۔صوبہ کے عین وسط میں رشت (Rasht) کا شہر ہے جو" نقرئی بارشوں کا شہر" The City of Silver Rains کے نام سے مشہور ہے۔جیلان کا رقبہ کم و بیش [2] 14'042km ہے۔اس میں بولی جانے ولی اہم زبانیں، گیلکی (Gilaki) ازری (Azeri) تلیش (Talysh) فارسی (Persian) ٹیٹی (Tati) ہیں، کرد تھوڑا بہت کردش زبان بھی بولتے ہیں۔صوبہ کے باقی اہم شہر، اسٹر، آستانہ اشرفیہ، بندر انزلی، فومان، ہشت پر، لاہیجان، لینگرود، رشت اور رودسر ہیں۔اسی میں ذیلی بستی "جیل" یا "گیل" بھی ہے۔

اس کے اہم تعلیمی ادارے (۱) یونی ورسٹی آف گیلان (۲) اسلامک آزاد یونی ورسٹی آف آسٹرا (۳) اسلامک آزدایونی ورسٹی آف بندر انزلی۔(۴) اسلامک آزادیونی ورسٹی آف رشت (۵) اسلامک آزدایونی ورسٹی آف لیہجان (۶) گیلانی یونی ورسٹی آف میڈیکل سائنسز (۷) انسٹیٹیوٹ آف ہائیر۔

Marfat.com

ایجوکیشن فار اکیڈمک جہاد آف رشٹ (۸) ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ٹریننگ آرگنائزیشن آف گیلان۔

[۲] اس بستی کے تین نام تاریخ میں ملتے ہیں۔ نیف، نیق اور بُشْتِیر ۔ پہلے دو نام تو ایک ہی بستی کے بیان کیے جاتے ہیں۔ بشتیر دوسری بستی ہے۔ ''بستانی'' نے اپنے دائرہ المعارف میں اسکی یوں تطبیق کی ہے کہ ایک بستی میں ولادت اور دوسری میں پرورش ہوئی ہوگی۔

[۳] آپ کو یوم عرفہ کے دن بیل نے مڑ کے کہا: یا عبد القادر مَا لِھٰذا خُلِقْتَ کہ تم اس کام کیلئے پیدا نہیں کیے گئے، ساتھ ہی آپؒ کو میدان عرفات میں حجاج کرام نظر آئے، تب آپؒ نے اپنا ارادہ پختہ کرلیا۔

ربنا ما خَلقتَ ھٰذا باطِلاً اللہ تعالیٰ نے تو کوئی چیز بھی بیکار نہیں پیدا فرمائی...... تو پھر انسان، جو خلیفۃ اللہ فی الارض ہے بھلا وہ کیسے فضول کاموں کیلئے ہوسکتا ہے بلکہ و ما خَلقتُ الجن و الانس الا لِیَعبُدُون کے تحت وہ تو صرف اللہ کی عبادت (محبت کیلئے پیدا کیا گیا ہے)۔ صوفیاء نے کائنات کی آفرینش کے متعلق جو کُنتُ کنزاً مَخفیاً کا اشارہ کیا ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے یہ لکھا:

> ''ان بزرگواروں نے خدا کو بھی ایک معشوق سمجھ لیا ہے جس نے اپنے حسن لایزالی کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کیلئے یہ کائنات بنائی جو گویا ایک آئینہ ہے کہ اس میں اپنی صورت نظر آرہی ہے اچھا خاصا بچوں کا کھیل ہے، بھان متی کا تماشا ہے، پتلیوں کا ناچ ہے...... آگے چل کر مزید لکھتے ہیں...... دنیا حق و باطل کی رزمگاہ ہے، لیکن متصوفین حق و باطل کی جاں گاہ بحث کو چھوڑ کر لہو ولعب کی زیادہ تر دلکش داستاں چھیڑ دیتے ہیں''۔

درآنحالیکہ اس سارے نظریے میں کھیل تماشا یا لہو ولعب صوفیاء نے کہیں بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ یہیں تو وہ اس کو الـٰه واحد تسلیم کر رہے ہیں اور اس کی یکتائی کے بعد کائنات کی تخلیق کا ذکر بھی اسی لیے ہے کہ لیعبدون ......اور لیعبدون بھی تو أن أُعرِف کا مترادف ہے۔ فخلقت الخلق بھی کیا یہی جملہ نہیں کہ وماخلقت الجن و الانس الا۔!!

مولنا تب شاید کسی اور مسلک کے مؤید تھے۔ ایک واقعہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جس

Marfat.com

نے مولانا کی زندگی کی ڈگر تبدیل کردی۔ کہ انارکلی بازار لاہور میں مولنا کا خطاب تھا۔ جب مجمع ہو چکا تو اچانک لوگ اٹھنے لگے مولنا نے یک لخت اس تبدیلی کو محسوس کیا تو سبب پوچھا: لوگ کہاں گئے؟ جواب ملا کہ ساتھ ناصر باغ میں مولانا عبدالغفور ہزاروی کی تقریر ہے۔ لوگ وہ سننے گئے ہیں۔ مولنا جھلا کر بولے اگر ہم سے بڑھیا تقریر ہے تو ہم بھی سنیں گے۔ جب ناصر باغ پہنچے تو مولنا ہزاروی کا بیان عروج پہ تھا۔ سن کر دم بخود رہ گئے اور بول اٹھے۔

چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا

لہذا صوفیاء کے نزدیک شرع کا قول لیعبدون اور محبت کا بول اُعرِف ہے۔ اور پھر محبت قرآن نے بھی کب منع کی ہے دیکھیے۔ والذین امنوا اشد حبا للہ...... اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ...... وہ محبوب ازلی ہی تو ہے۔ پھر یہ اعتراض کیسا؟ قرآن تو خود اللہ تعالیٰ کو محبوب ازلی بیان کرتا ہے۔ محبوب تو محبوب ہے جس رنگ میں بھی ہو، شیخ عطاء اللہ جنونؒ کہتے ہیں۔

سجدے سے سروکار رکھا اے فطرت مجبور

مسجود کا کیا دیکھنا، بت ہے یا خدا ہے

اگر ابلیس اس محبت کے امرِ الٰہی کو جانتا تو آدم کو سجدہ کے انکار پر رجیم تھوڑا ہوتا۔!!!

جناب غوث اعظم اپنے الہامی رسالہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل مجدہ نے فرمایا: یا غوث الاعظم ماظهرت فی شئی کظهوری فی الانسان۔ "اے غوث اعظم میرا ظہور اسقدر کسی شے میں نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں"۔

[۴] یہاں اٹھارہ اور بارہ کی بحث وجود میں آئی ہے۔ نقول ومنقول سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سفر بغداد کہ وقت جناب کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ جبکہ ہماری خاندانی روایات میں عمر بارہ سال کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ ان دوروائتوں میں تطبیق یوں ہی ممکن ہے کہ آپؒ نے تعلیم کیلئے سفر دو مرتبہ کیا۔ اوّل بارہ سال کی عمر میں، خواہ بغداد کا تھا یا کسی اور جگہ کا...... دوسرا اٹھارہ سال کی عمر میں، یہ سفر بالاتفاق، سفر بغداد ہی تھا۔ ڈاکو والا واقعہ اس آخری سفر میں پیش آیا..... ایک عقلی اندازہ یہ ہے کہ عموماً بچوں سے کوئی تعرض نہیں کرتا، ڈاکو بارہ سی

Marfat.com

بات پہ حیران ہوتے تھے کہ اچھا بھلا دیدہ و بینا نوجوان ہے اور بظاہر اسکے پاس کچھ بھی نہیں مگر پھر بھی کہتا ہے کہ میرے پاس رقم ہے۔ آخر کیا ماجرا ہے؟ اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ اگر آنجناب اس وقت بچے ہوتے، تو ڈاکو اتنی سنجیدگی سے اس پر نہ اڑتے اور بچہ سمجھ کے چھوڑ دیتے۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۴۸۸ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[۵] شیخ ابو صالح موسیٰ لقب جنگی دوست بن سید عبداللہ الثالث بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد الرومی (المورث) بن سید داؤد الامیر بن سید موسیٰ الثانی بن سید عبداللہ الثانی بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سیدنا امام حسن المجتبیٰ بن امام علی المرتضیٰ علیہ السلام۔

کچھ آباء کرام کے مختصر احالات یوں ہیں:

حضرت سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس اللہ

۲۷ رجب ۴۰۰ھ، گیلان میں ولادت ہوئی۔ ۴۶۰ھ میں اپنے والد مکرم سیّد عبداللہ الثالث سے بیعت و خلافت میں سرفراز ہوئے۔ ۱۱ ذیعقدہ ۴۷۶ھ میں وصال ہوا، مزار شریف گیلان میں ہے۔ آپ کا اسم گرامی سیّد موسیٰ، کنیت ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ "قلائد الجواہر" میں یہ بیان کی گئی ہے کہ "آپ جنگ کو دوست رکھتے تھے"۔ "ریاض الحیات" میں یہ تشریح ہے کہ "آپ ہمیشہ مجادلۂ نفس فرماتے رہتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ طویل روزہ رکھا، جب افطار کا وقت آیا تو پھر ٹھنڈا پانی دیکھ کر اپنے نفس کو فرمایا: کیا تجھ میں میں ابھی بھی لذتوں کی خواہش ہے حالانکہ تجھے گرم پانی بھی کافی تھا۔ تب خضر علیہ السلام نے آپ کو بشارتِ الٰہی سے آگاہ کیا کہ اللہ نے سلام کے بعد آپ کے قلب کو "جنگی" اور آپ کو "دوست" بنالیا ہے۔ آپ کے نصائح بڑے پر اثر انداز میں ہوتے حاضرین کو دم مارنی کی مجال نہ ہوتی۔ آپ نے، عباسی خلفاء القادر باللہ ابوالعباس اور القائم بامر اللہ ابو جعفر کا عہد پایا ہے"۔ آپ کا مزار جیلان میں ہے جو سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے، صرف جون، جولائی کے مہینوں میں وہاں جایا جاسکتا ہے۔

حضرت سیّد عبداللہ قدس سرہ

۱۳ رمضان المبارک ۳۶۵ھ، گیلان میں ولادت اور ۱۴ رجب المرجب ۳۸۷ھ میں، پدر

Marfat.com

بزرگوار حضرت یحییٰ زاہدؒ سے بیعت وخلافت پائی۔ اور ربیع الاول ۴۷۳ھ میں وفات پائی۔ مرقد مبارک گیلان ہی میں ہے۔ آپ بہت عابد وزاہد، خلیق، سخی اور صاحبِ فیض وکرامت تھے۔ نو سال کی عمر میں تفسیرِ قرآن کا نصاب مکمل کیا۔ ھدی للمتقین کی تفسیر کے ضمن میں استاد سے سوال کیا کہ متقیوں کو جزا کیا ملے گی؟ استاذ نے کہا رب کی رضا کی سند اور جنت الفردوس۔ یہ سنتے ہی عجیب حالت طاری ہوگئی، اور فرمایا افسوس ہے مخلوق پر جو اطاعت گزاری نہیں کرتی۔ آپ کی مجلسِ وعظ میں ہزاروں انسانوں کا مجمع ہوتا تھا۔ ہر ملت ومذہب کے لوگ شامل ہوتے۔ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اور "انت الھادی، انت الحق، لیس الھادی اِلّاھو"۔ آپ کا خصوصی ورد تھا۔ حنفی المذہب تھے، آپکی شادی فاطمہ بنت سید عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر ثانی بن امام علی نقی کے ساتھ ہوئی۔

حضرت سیّد یحیٰ الزّاہد قدس سرہ'

۱۷ شعبان المعظم ۳۴۰ھ، مدائن میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ۳۷۰ھ میں اپنے والدِ گرامی سیّد محمد مورث علیہ الرحمتہ سے بیعت وخلافت حاصل کی۔ ۲۴ رمضان المبارک ۴۳۰ھ بعمر ۹۰ نوے سال وفات پائی۔ مزارِ مبارک بغدادِ قدیم میں ہے۔ آپ کی کنیت ابو علی اور لقب زاہد اور نقی ہے۔ مادرزاد ولی تھے۔ چھ سال کی عمر میں جب تعلیم کیلئے استاد کے پاس پہنچے۔ تو جتنا استاد بتلاتے تھے۔ آپ اِس سے آگے بھی پڑھتے جاتے، استاد کو تعجب ہوتا تھا۔ استاد نے اِس تعجب کا اظہار کیا، تو حضرت نے جواب دیا۔ "آپ معلم ہیں اور میں متعلم"۔ "حضرت ابن جریح رحمتہ اللہ علیہ نے تو بطنِ مادر ہی میں باتیں کی تھیں، میری عمر تو پورے چھ سال ہے۔ اللہ کی عطآ اور بخشش پر آپ متعجب کیوں ہیں۔!!" "ذٰلِكَ فضل اللہ یوتیہِ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم"۔ یہ عارفانہ کلام سن کر استاد نے آپ کو عارف باللہ سے خطاب کیا۔ اور یہ آپ کے نام کا سابقہ بن گیا۔ تمام عمر نماز باجماعت ترک نہیں ہوئی اور ہر نماز کیلئے تازہ وضو فرماتے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی مزار سے لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین کا ورد عطا ہوا، سو وہ جن جو انکی خدمت پر مامور تھا آپ کی خدمت میں آ گیا۔

حضرت سیّد محمد مورث علیہ الرحمتہ والسلام

۱۳ رمضان المبارک ۲۹۹ھ، مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ والدِ بزرگوار حضرت سیّد داؤد

Marfat.com

سے ۳۴۹ھ میں بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ ۷ اربیع الاول ۴۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔ مزارِ مبارک جنت البقیع میں ہے۔ ''محمد'' اسمِ گرامی، ابوالقاسم کنیت، اور شمس الدین و عابد القاب ہیں۔ متقی، متواضع، عابدِ شب زندہ دار، زاہد سجدہ گذار تھے۔ حُسنِ خُلق اور حُسنِ کلام میں مشہورانام تھے۔ جنّات میں سے ایک نیکوکار سردار، آپ کا خدمتگار تھا جو نصف رات کے بعد آپ کو بیدار کرنے پر مامور تھا۔ اسکی آواز کبھی کبھی اہل خانہ بھی سنتے تھے۔ ''الصلوٰۃ، الصلوٰۃ خیر من النوم، یا ابا القاسم شمس الدین'' ۔ ایک جماعتِ یہود آپ کی مجلس میں حاضر ہوئی اور حضرت عُزیر علیہ السلام کے بارے پوچھا۔ آپ نے نہایت موثر پیرایہ میں حالات بیان کئے اور اُنکے اِس دعویٰ کی تردید فرمائی کہ حضرت عُزیر ابن اللہ ہیں۔ آپ کے دلائل سے متاثر ہوکر جماعتِ یہود مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ اپنے والد کی نو اولادوں سے صرف آپ ہی صاحبِ اولاد ہوئے، باقی کمسنی ہی میں وفات پاگئے۔

حضرت سیّد داؤد علیه الرحمته والسلام

ولادت، ۱۱ شعبان ۲۴۵ھ، مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ ذوالحجہ ۲۷۷ھ میں اپنے والدِ گرامی حضرت موسیٰ الثانی علیہ الرحمتہ سے بیعت وخلافت پائی۔ ۱۲ شعبان ۳۲۱ ھجری میں وصال فرمایا۔ قبرِ منور آپ کی، جنتِ معلےٰ مکہ المکرّمہ میں ہے۔ داؤد نام مبارک ہے۔ کنیت ابومحمد، اور ابوبکر ہیں۔ سراج الدین لقب ہے۔ قلبِ مبارک سوز وگداز کا حامل تھا۔ خشیتِ الٰہی کا غلبہ ہر وقت رہتا تھا۔ اکثر اوقات رقت طاری رہتی۔ آیۃ شریفہ۔ ''یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً وقودھا الناس والحجارۃ''۔ وردِ زبان رہتی تھی۔ ایک روز جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو لوگ تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا۔ ''مسلمانو''! خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں فرقِ مراتب کو دخل نہ دو، یہاں سب بندے برابر ہیں۔'' یہاں کسی کی بھی تعظیم جائز نہیں ہے۔

حضرت سیّد موسیٰ الثانی علیه الرحمته والسلام

۶ محرم الحرام ۱۹۳ھ، مدینہ المنورہ میں ولادت ہوئی۔ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں والدِ مکرم سیّد عبداللہ سے بیعت وخلافت کی سعادت پائی۔ ماہ صفر المظفر ۲۸۸ھ میں رحلت فرمائی مزار مقدس جنت البقیع میں ہے۔ نامِ گرامی سیّد موسیٰ اور کنیت ابوعمر ہے۔ آپ حضرت امام جعفر الصادق کے نواسہ ہیں۔ آپ

Marfat.com

کی والدہ کا نام سیدہ ہالہ تھا۔ نہایت متقی، صالح، کریم وفیاض تھے۔ آپ علوم وفضائل صادق علیہ السلام کے مظہر اور سچے شارح تھے۔ آپ کے مواعظ ونصائح سے متاثر ہو کر غیر مسلم، مشرف بہ اسلام اور فاسق وفاجر اعمالِ بد سے تائب ہو جاتے صاحبِ کنز الانساب کے بقول آپ خود اور آپ کی اولاد نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کی شادی سیدہ زینب بنت ابراہیم بن مرتضی بن امام موسی کاظمؑ سے ہوئی۔

حضرت سید عبداللہ الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رجب ۱۰۳ھ مدینہ طیبہ میں ولادت ہوئی۔ ۱۳۳ھ میں والد محترم حضرت موسی الجونؒ نے بیعت وخلافتِ جدّیہ سے سرفراز فرمایا۔ ماہِ جمادی الآخر ۱۵۶ھ، مدینۃ الرسول ہی میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ زاہد شب زندہ دار۔ تہجد کے ایک دوگانہ میں پورا کلام مجید مکمل فرماتے۔ دن روزہ اور ذکرالہیٰ میں بسر کرتے پیروار اور جمعہ کو وعظ کیلئے مجلس آراستہ کرتے۔ سیدہ رقیہ بنت امام زین العابدین کے بطن سے تین صاحبزادے ہوئے۔ دو اموی اور عباسی مظالم کا سامنا کرتے ہوئی شہید ہوئے۔

حضرت سیّد موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ

ولادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۵۲ھ، مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ربیع الاول ۱۹۸ ہجری میں اپنے والدِ ماجد سے بیعت کی اور خلافت پائی۔ ماہ ربیع الآخر ۲۱۳ھ میں جمعہ کے دن وفات پائی۔ مرقد پاک جنت البقیع مدینہ میں ہے۔ آپ کا نام موسیٰ اور لقب جون ہے۔ بروایت کنز الانساب، آپ کی والدہ سیّدہ رقیہ بنت امام زین العابدین تھیں۔ آپ کے دو حقیقی بھائی سید محمد نفس ذکیہ اور سید ابراہیم نفسِ مرضیہ کا شمار شہداء اہل بیت میں ہوتا ہے۔ ایک بار آپ ہارون رشید کی طلبی پر دربار میں تشریف لے گئے۔ ایک جگہ پاؤں پھسلا، گر پڑے۔ خوشامدی ہنسے، ہارون رشید کو بھی ہنسی آ گئی۔ آپ نے ہارون کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ "امیر! ہمارا گرنا ضعفِ عمر کی وجہ سے تھا"۔ الحمد للہ مدہوشی ومستی کی وجہ سے نہ تھا"۔ ہارون رشید نے شرم سے نگاہیں نیچی کر لیں۔

حضرت سید عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۷۰ ہجری، مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی شعبان ۹۲ھ میں والد ماجد سیدنا

Marfat.com

حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور خلافت سے مشرف ہوئے۔آپ سید الشہداء، شہید کربلا امامِ عالی مقام حسین علیہ السلام کے نواسہ تھے۔آپ کی والدہ کا نام سیدہ فاطمہ صغریٰ تھا۔آپ ساداتِ نبی فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے پہلے نجیب الطرفین شہزادے تھے۔اہل حجاز، اہل ایمان اسی لئے آپ کو ''المحض'' اور المُجَل کے القاب سے پکارتے تھے۔امام نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ کے استاذ اور شیخ تھے۔عباسی خلیفہ ابو منصور جعفر نے بغاوت کے الزام میں گرفتار کروالیا۔دونوں استاذ شاگرد کو ایک ہی جیل میں رکھا گیا۔طرح طرح کی اذیتوں کے بعد، ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۵ھ میں رحلت فرمائی، کئی روایات میں آپ کا وصال اور امام ابوحنیفہ کی وفات کا سن ایک ہے۔دونوں ہی زہر دے کر شہید کر دیے گئے۔واللہ اعلم بالصواب۔اور آسودۂ جنت البقیع ہوئے۔۔آپ کی نجابت اور سیرت خاصے صفحات بلکہ کتاب کا تقاضا کرتی ہیں۔(میں اللہ سے توفیق چاہتا ہوں کہ یہ خدمت انجام دے سکوں)۔

حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

ولادتِ باسعادت ۱۲ رمضان المبارک ۲۹ھ ہجری، مدینہ طیبہ بعہد حضرت عثمان غنیؓ ہوئی۔ بیعت وخلافت اپنے والد مکرم سیدنا امام حسن علیہ السلام سے ۴۵ھ میں پائی۔اور وفات ۱۷ سترہ رجب ۹۷ھ ہجری میں ہوئی۔مدفن جنت البقیع ہے۔آپ صورت وسیرت میں اپنے والد سے مشابہ تھے۔اسی لئے آپ کو حسن المثنیٰ کہا جاتا تھا۔آپ کی عمر شریف ۴۰ھ ہجری میں شہادتِ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے وقت دس ۱۰ سال کی تھی۔صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری نے ثقات التابعین میں آپ کا شمار کیا ہے۔''سعادت الکونین'' کی روایت میں آپ کا معرکہ کربلا میں شامل ہونا ثابت ہے۔اور شیخ محدث دہلوی نے آپ کے بارے بہت کچھ لکھا ہے، تحریر کیلئے طوالت کا خوف دامن گیر ہے۔تفصیل، آئیندہ پر رکھی ہے۔آپ کا نسب پانچ بیٹوں سے جاری ہوا۔

[۶] جب کسی نے آپؓ سے پوچھا: متی علمت انک ولی الله ؟ کہ آپ کو کب سے پتہ ہے کہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔تو آپ نے جواب دیا: انا ابن عشر سنین فی بلدنا اخرج من دارنا واذهب الی المکتب فاری الملائکة علیهم السلام تمشی حولی فاذا وصلت الی المکتب سمعت الملائکة یقولون افسحوا لولی الله حتی یجلس کہ میں بارہ سال کا تھا جب مدرسہ جایا

Marfat.com

کرتا تھا تو فرشتے میرے ارد گرد چلتے تھے جب مدرسہ پہنچتا تو وہ کہتے جگہ دو کہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

ایک دن ایک شخص نے پوچھا ماھذالصبی کہ یہ بچہ کون ہے؟ تو فرشتے نے جواب دیا: ھذا من بیت الاشراف یہ بچہ سادات خاندان کا ہے۔

[۷] آپؒ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی کھیل کود کیلئے جاتا تو غیب سے آواز آتی اِلیَّ یا مبارك اے خوش بخت ہماری طرف آ! میں جھٹ اپنی والدہ کی آغوش میں چھپ جاتا۔ جب نیند آتی تو پھر آواز آنے لگ جاتی کہ عبدالقادر ہم نے تم کو اس لئے نہیں پیدا کیا۔

[۸] حضرتؒ کی پیدائش بھی اک کرامت سے کم نہیں!۔ یہ تو میڈیکل کا عمومی تجزیہ ہے کہ جب عورت ۵۰ سال سے اوپر جاتی ہے تو بچہ جننے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ مگر قدرت یہی چاہتی ہے کہ ایک باکرامت کی پیدائش بھی کرامت سے کم نہ ہو۔

آپؒ کی والدہ بھی امام حسین علیہ السلام کے خاندان کی شہزادی تھیں۔ نسب یوں ہے۔

سیدہ ام الخیر، امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی زاہدؒ بن سید ابو جمال محمد بن سید محمود بن سید ابو عطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسی بن سید ابو علاء الدین محمد جواد بن سید امام علی رضا علیہ السلام بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین علیہ السلام بن امام شش جہات علی المرتضیٰ علیہ السلام

بعض کتب میں آپ کے نام نامی کے ساتھ الحسنی الحسینی کے بجائے الحسنی الجعفری لکھا ہوا ہے۔ جس سے آپ کے ننھالی نسب کی طرف اشارہ ہے۔ کہ آپ کا نسب امام جعفر الصادقؒ سے ملتا ہے۔ اور، دوسرا اس سے آپ کی آنجناب سے محبت بھی چھلکتی ہے۔

[۹] حضرت کے دریافت کرنے پر شیخ نے کہا کہ میں ’’غریب النسب‘‘ ہوں یہ اس وقت کے سادات کا اندازِ تکلم تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو پہچان جاتے تھے۔ یوں اپنا نام ونسب چھپانے کا سبب وہ عداوت امت تھی جو تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اور جو اولادِ آدم کے مقدر میں ہے۔ حضرت ہاشم سے عبدالمطلب اور ان سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک وہاں سے جناب علیؓ تک...... اور کربلا میں تو انتہا ہوگئی اور اس کے بعد ستم

Marfat.com

ظریفی یہ کہ جو بھی اہل بیت کی محبت کا لبادہ اوڑھ کر آیا حکومت ہتھیاتے ہی ''طوطا چشمی'' سے بڑھ کر بے وفائی کی صورت اختیار کر گیا۔ پھر اہل بیت رسول ﷺ پر وہ مظالم ڈھائے کہ الامان!

واقعہ کربلا کے بعد اولاد امام حسین پر کسی حد تک آزمائش کا دور کم ہوا، تو ساتھ ہی اولاد امام حسن کو ابتلاء و آزمائش سے یوں دوچار کیا گیا کہ یہ عرصہ طویل سے طویل ہوتا چلا گیا آخر کار آنجناب ؑ کی اولاد نے حسنی سید کہلوانا ہی چھوڑ دیا۔ پرائے تو پرائے تھے اپنے بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ یہ سلسلہ بھی سرکار غوث اعظمؒ کے وجود مسعود کے برکت سے دم توڑ گیا۔ سلام اللہ علیہم اجمعین

جناب حسن مثنیٰ اور سیدہ فاطمہ صغریٰ جب مدینہ میں اپنے آبائی مکان میں تھے تو خلیفہ کا حکم اس کو خالی کرنے کا ملا۔ انکار پر، مکان اور پر گرادینے کا فیصلہ سنایا گیا۔ حضرت عبداللہ المحض کو اس قدر طویل قید کی سزا سنائی گئی کہ آپؒ کا وصال بھی جیل کی دیواروں میں ہوا۔ محمد نفسؓ ذکیہ اور ابراھیم نفس رضیہؓ کو شہید کیا گیا۔ موسیٰ الجون کو بعد میں ملک بدر کیا گیا۔ اور حسنی سادات کو نظر آنے پر بلا عذر قتل کر دینے کا مژدہ جان فگار سنایا گیا۔

[۱۰] بلاشبہ اعلیٰ مقاصد کیلئے قربانیاں ناگزیر ہوا کرتی ہیں، امام حسنؑ اور اولاد حسنؑ نے اس سلسلہ میں اپنی طویل جدوجہد جاری رکھی۔ یہ واحد خاندان ہے جس کے پرائے نہیں اپنے بھی دشمن تھے۔ اور یہ سلسلہ آج تک بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ محبت اہل بیت کا لبادہ اوڑھنے والوں کی ناانصافی دیکھئے کہ امام حسنؑ اور آپ کی اولاد کی قربانیوں کو آج بھی پس پشت ڈالا ہوا ہے، بلکہ نازیبا الفاظ بکنے سے بھی نہیں چونکتے۔ جب سرکار غوث اعظم کو وہ عروج نصیب ہوا کہ تمام قربانیوں کا صلہ مل گیا...... تب آپؒ کے خلاف محاذ آرائی شروع ہوئی اور آج تک بھی جاری ہے۔ کہ آپؒ کو اہل بیت رسول ہی ماننے سے انکار کر دیا...... سورج کو دیکھ کے منہ چھپانے سے اس کی آب و تاب کو کیا فرق پڑتا ہے؟ اولاد حسنؑ کا وطیرہ ہی شروع سے یہ رہا بقول فیض

مقام، فیض، کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

[۱۱] آپؒ سے چھوٹے ایک اور بھائی حضرت سید احمد بھی تھے (جو لاولد رہے)۔ آپ کی پیدائش

Marfat.com

بھی ایک کرامت ہے۔

[۱۲] تب سیدنا کی والدہ ماجدہ نے یہ کلمات تلقین فرمائے تھے: اللہ الکافی وقصدت الکافی ووجدت الکافی و کفانی الکافی ولکل کاف کافی ونعم الکافی ولله الحمد

کہ بیٹا، اللہ ہی کافی ہے اور میں نے اس کافی کا ارداہ کیا اور اس کافی کو ہی پایا اور وہ کافی ہی میرے لئے کافی ہوا اور کافی ہی سب کیلئے کافی ہے اور تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔

اسی نصیحت کو آپؒ نے پلے باندھ لیا اور ہر مصیبت، ہر آزمائش میں اسی کافی کا سہارہ ہی لیا اور یہی نلت السعد من مولی الموالی کا مفہوم اصلی ہے۔

[۱۳] سردار کا نام تاریخوں احمد بدوی قذاق آتا ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ بعد میں وہ شخص اہل معرفت وطریقت میں سے ہوا۔

[۱۴] کسی نے استفسار کیا کہ مقام قطبیت کیسے حاصل ہوا حضورؓ نے ارشاد فرمایا:

درست العلم حتی صرت قطباً

ونلتُ السعد من مولی الموالی

اس میں مولی الموالی کی الفاظ زیادہ غور وخوض کے لائق ہیں اکثر لوگ مثال کے طور پہ پہلا فقرہ پڑھ کر مطلب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسرے فقرے کو بھول جاتے ہیں۔ سعادت امداد غیبیہ سے پائی اور یہی مادرزاد ولی اللہ ہونے کی اعلی دلیل ہے۔ جو آپکو نسب کی برکت سے حاصل ہوئی۔

❀❀❀

Marfat.com

﴿دیارِ غربت﴾

[۱] ''دیارِ غربت'' سے مراد حکیم صاحب کے نزدیک اجنبیت ہے۔ عربی ادب میں غریب سے اجنبی کا معنی لیا جاتا ہے۔ جس طرح اندلس میں پہلے اموی خلیفہ اور مؤسس عبد الرحمن الداخل نے پہلے کھجور کے لگائے گئے درخت کو مخاطب کر کے کہا:

نشأت بأرض انت فیها غریبة
فمثلك فی الاقصاء و المنتأی مثلی

......اور علامہ اقبال نے کہا:

قصور وار، غریب الدیار ہوں لیکن
تیرا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد

حکیم صاحب بھی حضرت شیخ کے لئے یہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ
اجنبی شہر کی اجنبی منزلیں......!!

[۲] بغداد تو اس وقت واقعی ''باغ داد'' تھا۔ جس کے سامنے چین و روما جیسی سلطنتیں ہیچ تھیں۔ قدیم و جدید تاریخ و تمدن کا مرقع......اور نئی و پرانی تہذیبوں کا آئینہ دار......!

''اس عظیم الشان شہر کی تعمیر کا سہرا عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے سر ہے، جس نے ۱۵۸ھ میں اسے اپنا دارالخلافہ بنانے کے لئے آباد کیا تھا۔ یہ شہر بابل و نینوا کے ایک خوبصورت قطعہ زمین پر دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہوا تھا۔ اس کا نقشہ ماہر مہندسین (نقشہ نویس) نے تیار کیا۔ عالم اسلام کا یہ پہلا شہر تھا

Marfat.com

جو مدور (گول) تھا۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ ملتا ہے کہ اس کی تعمیر میں ایک لاکھ مزدور اور راج روزانہ مصروف عمل رہتے تھے۔ تعمیراتی سامان مختلف ممالک سے منگوایا گیا تھا، اسی طرح معمار، نقاش اور دیگر کاریگر بھی ملکوں ملکوں کے چیدہ چیدہ ماہرین تھے۔ اس شہر کے عین درمیان میں شاہی ایوان کی عالیشان عمارت واقع تھی، جس کو اس زمانے میں "قصر الذھب" کا نام دیا جاتا تھا۔ قصر الذہب کے درمیانی ہال پر دو سو چالیس فٹ بلند گنبد بنایا گیا تھا، جسے "قبتہ الخضر" کہہ کر پکارا جاتا تھا، اس کی چوٹی پر ایک گھڑسوار مجسمہ نصب کیا گیا تھا۔ "قبتہ الخضر" بغداد کے ہر حصے سے بخوبی دیکھا جاسکتا تھا، پورے شہر کے اردگرد، دوہری فصیل بنائی گئی تھی، جس میں ایک ایک میل کے فاصلے پر چار دروازے تھے، جن کے نام باب الکوفہ، باب البصرہ، باب الخراسان اور باب الشام تھے۔ ان دروازوں سے گھڑ سوار علم ہاتھ میں لے کر با آسانی گزر سکتا تھا۔ دروازے اتنے بھاری تھے کہ ان کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت پڑتی تھی۔

[۳] دجلہ۔ ایران و عراق کی مذہبی تاریخ میں دجلہ و فرات کی وہی اہمیت ہے۔ جو ہندوستان میں گنگا و جمنا کی ہے...... انکے ساتھ عجیب و غریب قصے بھی منسوب ہیں۔ بہر حال دجلہ اموی و عباسی خلفاء کی سیر گاہ کا کام بھی دیتا رہا تھا۔

اور کئی خون آشام منظر بھی دجلہ و فرات نے دیکھے۔

بقولِ اقبال:

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہیں تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

[۴] بجرہ:۔ درمیانی سائز کی کشتی بلکہ چھوٹا جہاز کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ جو اس وقت کے امراء اپنے عیش و عشرت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ جو ہر طرح کے سامان تعیش سے لبریز ہوتا تھا۔

[۵] چنگ و دف:۔ چنگ۔ طاؤس کی قسم کا ایک ساز ہے طاؤس جو لکڑی کے مور کی شکل کا بنا ہوتا ہے۔ اور اس پر سات سروں کی نسبت سات تاریں ہوتی ہیں جو سات سر نکالتی ہیں۔ اسی کی جدید ترین شکل ستار ہے۔ یعنی (سہ۔تار) تین تاروں والا، اور (Gitar) جو انگلش ایجاد ہے۔

Marfat.com

دف: ایک لکڑی کی پلیٹ پر چمڑا مڑھا گیا ہوتا ہے۔ قدیم وقت میں اسی سے طبلہ۔ یا طبل کا کام لیا جاتا تھا۔ یہ دو ساز اس دور کے آلات طرب کا اہم جزو تھے۔

اور اسی تعیش پسندی نے مسلمانوں کے دل سے جذبۂ جہاد نکال دیا اور طاؤس و رباب نے ہاتھ سے قلم اور تلوار چھین لی۔ آج بھی ہمارے راہنما اس کو جدت اور روشن خیالی......اور اسلامی روح کے فلسفہ جہاد کو قدامت 'بنیاد پرستی کہتے' ہیں۔ جب کہ اپنے دور کا یورپی تعلیم یافتہ اور سب سے زیادہ روشن خیال، اقبالؔ بھی یہ کہتا ہے۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

کیا اس لحاظ سے اقبالؔ اپنے دور کا سب سے بڑا دہشت گرد نہیں۔ اگر نہیں تو...... آج ہوتا......تو ضرور ہوتا۔ چونکہ اس نے اس خیال پہ بھی بھرپور طنز کیا تھا کہ یہ دور علم کا ہے اور سارا کام قلم سے لینا چاہیے۔

فتویٰ ہے شیخ کا کہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں رہی نہیں اب تلوار کارگر

[۶] نبیذ۔ نبیذ کھجور اور انگور کا وہ شربت ہے۔ جو رات کو کسی پیالہ میں چند کھجوریں یا انگور بھگو کر بنایا جاتا تھا۔ اسکے پینے کی شرعی اجازت ہے۔ چونکہ نہ اس میں نشہ ہوتا ہے۔ اور نہ ہی عقل زائل ہوتی ہے۔ شراب یعنی الخمر کی تعریف بھی یہی ہے کہ الخمر ما خامر العقل (بخاری) شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ قلیلہ فکثیرہ حرام اور اس کی قلیل و کثیر مقدار بھی حرام ہے۔ باقی فقاع، تبع، انگور، جو، گندم، منقیٰ اور کھجور کی شرابیں تھی جن کو امراء استعمال کرتے تھے۔

[۷] یہ اس وقت کی تہذیب کی عروج کی نشانی ہے۔ آج بھی یورپ کے کئی جدید شہروں کو چھت دار کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی رونق پر دن اور رات اثر انداز نہیں ہوتے۔ ایک سے موسم میں امور تجارت و حرارت ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں۔

[۸] بغداد اس وقت ''عروس البلاد'' تھا اور ''مینارۂ نور'' جس کی وسعت خلافت ہزار ہا مربع میل تک پھیلی

Marfat.com

ہوئی تھی۔یعنی اپنے دور کی سب سے بڑی مملکت جس کے سامنے وسائل سفر وتراحل عاجز آجاتے تھے۔ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بادل کے ٹکڑے کو دیکھ کر۔جو بغداد شہر میں بن برسے گذرا جارہا تھا۔کہا......

۔''جہاں بھی جاکر برسو گے سلطنت تو ہماری ہوگی''۔

مشرق ومغرب کی آنکھ اس وقت بغداد سے بھیک مانگ رہی تھی۔

[۹] سیدنا علی المرتضیٰ نے مدینہ طیبہ سے قصر خلافت جب کوفہ منتقل کیا تو تمام اصحاب رسول ﷺ جو اصحاب علم وفن تھے وہیں سکونت اختیار کر گئے۔علم کا سب سے بڑا مصدر تو خود آپ کی ذات والا صفات تھی۔ساتھ ابن مسعودؓ بھی کوفہ تشریف فرما ہوئے ان دو اصحاب کی موجودگی کوفہ میں مینار نور تھی،انہیں کے خلفاء اور تلامذہ میں وہ بے مثال شخصیات ہوئیں کہ عالم اسلام میں انکی نظیر ملنا مشکل ہے۔حماد بن ابی سلیمان اور نعمانؒ بن ثابت امام ابوحنیفہ ایسے مشاہیر بھی تھے۔

بصرہ کو بھی عامر بن عبداللہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات میسر آئی تھیں۔اس وقت ۵۸ھ میں ابو جعفر منصور عباسی نے بغداد کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔تو کوفہ وبصرہ کا تمام علمی وعملی روحانی سرمایہ بھی یہاں منتقل ہو آیا۔

[۱۰] مامون الرشید، خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا جو اپنے بھائی امین الرشید کے بعد تختِ خلافت پہ متمکن ہوا۔عہد خلافت ۱۹۸ھ تا ۲۰۸ھ اس نے ۲۰ برس حکومت کی۔اپنے ذاتی کمال واوصاف میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔اہل بیت رسول ﷺ سے عقیدت رکھتا تھا۔اس نے امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہد کا اعلان کیا تو تمام عباسی خاندان اس کے خلاف ہو گیا۔

[۱۱] جب بغداد کے عروج وتمکنت کا یہ حال تھا تب مغربی دنیا کے سب سے تہذیب یافتہ شہر۔فرانس کے بادشاہ شارلیمان کو نام کے ہجے لکھنا نہ آتے تھے۔اور اس دور میں جب بغداد میں ۱۰۰۰ حمام تھے تو اہل مغرب ابھی نہانے (Bathing) کے شعور سے کوسوں دور تھے۔

[۱۲] مناظرہ بازی کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوگی جب اہل تاتار (وحشی) بغداد پر حملہ کے لیے اپنے شمشیر وسناں تیز رہے تھے،تو اس رات اہل بغداد دجلہ کے کنارے ایک وسیع میدان میں شیعہ سنی مناظرہ

Marfat.com

سننے میں مصروف تھے۔اور حیف یہ کہ مناظرہ اس پر تھا کہ خرگوش حرام ہے یا حلال؟ افسوس صد افسوس!

[۱۳] الحاد: ظلم وتعدی میں بڑھ جانا اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے بارے ایسی ایسی تاویلات کرنا جو قرآن و سنت کے برعکس اور صوفیہ کے عقائد کے خلاف ہوں۔ یہ دونوں امر، ان دنوں بہت عام رواج پکڑ چکے تھے۔

[۱۴] فسق شرعی قسم کی گناہ کو کہتے ہیں۔ یعنی شریعت کی مخالفت میں کوئی ادنی سا کام کرنا فسق ہے۔

[۱۵] ابو العتاہیہ، عہد عباسیہ کا نامور شاعر۔ ولادت ۱۳۰ھ اور وفات ۲۱۱ھ پورا نام اسماعیل بن قاسم بن سوید ابو اسحاق لقب ابو العتاہیہ ہے۔ حجاز کے گاؤں میں پیدا ہوا۔ کوفہ میں پرورش پائی۔ شاعری میں حد کمال کو پہنچا ہوا تھا مگر۔ مذہبی اور اخلاقی اقدار میں حد زوال کو تھا۔

[۱۶] بغداد کا سب سے بڑا مدرسہ ''نظامیہ'' تھا۔ جس کو نظام الملک نے آباد کیا تھا۔ اس نسبت سے اسے مدرسہ نظامیہ کہا جاتا ہے۔

[۱۷] آپؒ کے بقیہ اساتذہ کے تاریخ میں یہ نام بھی ملتے ہیں۔ محمد بن حسین بن محمد الفراء، ابوبکر احمد بن المظفر، ابوجعفر بن احمد بن الحسین، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی، ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف، ابوالبرکات ہبۃ اللہ ابن مبارک، ابونصر محمد، ابوعبداللہ یحیی، ابوالحسن بن المبارک بن الطیوری، ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن حشیشاء، وغیرہم علیہم الرحمۃ

تصوف آپؒ نے شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب الہمدانی سے حاصل کیا۔

[۱۸] اس حالت کی شرح غالبؔ نے کیا خوبی کہی

قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن!

بھوک اور جوع کی حالت کو بھی فقر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو الہام فرمایا۔ یا غوث الاعظم اذا رأیتَ الفقیر المحترق بنار الفقر والفاقۃ والمنکسر بکسرۃ الفاقۃ فتقرب الیہ لانہ لا حجاب بینی و بینہ۔ ''یا غوث اعظم جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر فاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقہ کے اثر سے شکستہ حال ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو، کیونکہ میرے

Marfat.com

اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے''۔

[۱۹] وہ ہستی ''منّان'' ہے، جس کے احسان تلے اگر کوئی دبے تو وہ کسی دوسرے کے احسان تلے دبنے نہیں دیتا۔

[۲۰] یہ وہی خاندانی تربیت کا اثر ہے کہ جب پانچ صدیاں پہلے آپؓ کے دادا سیدنا علی المرتضیٰ خود روزہ سے تھے اور آپ کے اہل وعیال بھی مگر پھر بھی جب تین دن مسلسل کسی یتیم، مسکین اور اسیر کی آواز کان پڑتی رہی تو اپنا کھانا ان کو کھلا کر خود فاقہ مست رہے۔

[۲۱] جب دستار فضیلت کے بعد تمام علوم ومعرفت میں کوئی ہم پلہ نہ تھا۔

جو، وجود امام غزالی کی صورت میں اہل بغداد سے چھن گیا تھا۔ اور اہل بغداد برسوں سے ایک ایسی شخصیت کے متلاشی تھے جو بیک وقت علم وعرفان میں کامل ہو۔ جو لوگوں کے مسائل بھی حل کرے اور مشکلات سے بھی چھٹکارا دلائے۔ شریعت میں بھی کامل ہو اور طریقت کے اسلوب سے بھی واقف ہو۔ نہ شاہان وقت کی وظیفہ خوار ہو، نہ کسی ایک مسلک ومذہب کی مؤید ودعوی دار...... ہر طرح سے پروقار اور نشہ احدیت سے سرشار...... جو عالم اور ولی بھی ہو، اور آل علیؑ بھی ہو...... آخر وہ وجود مسعود حضرت شیخ کی صورت میں نمودار ہوا اور اہل بغداد کی تسکین کا سامان ہونے لگا۔

حضرت خواجہ نصیرؒ الدین گیلانی نے کیا خوب تصویر کشی کی ہے۔

سر کی زینت عمامہ ہے عرفان کا...... مرحبا مرحبا
جبہ تن پر محمد ﷺ کے احسان کا...... مرحبا مرحبا
رنگ آنکھوں میں زہراء کے فیضان کا...... مرحبا مرحبا
روپ چہرے پہ آیات قرآن کا...... مرحبا مرحبا
سج کے بیٹھا ہے دولہا جیلان کا...... مرحبا مرحبا

ایسا لگتا ہے کہ شیخ کے وجودِ مسعود سے...... زمانے کا خاموش نقیب اور وقت کا عدیل منصف اُن تمام مظالم کا انتہائی معقول بدلہ چکانا چاہتا ہے...... جو ان کے آباء واجداد پر ڈھائے گئے۔

جب کسی سے حضرت کے جدِ اعلیٰ امام حسن کو خلافت سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا گیا

Marfat.com

تھا اور حسن مثنیٰ کے اوپر مکان گرا دینے کا حکم دینے کے بعد جلاوطنی کا مژدہ جان فگار سنایا گیا۔ کبھی امام حسین کو کربلا بلایا گیا تو کبھی امام سجاد کو پا بہ زنجیر در بدر پھرایا گیا۔ کبھی عبداللہ المحض کو جیل بھجوایا گیا، تو کبھی محمد نفس زکیہ اور ابراہیم نفس رضیہ کو قتل کروایا گیا۔ کبھی امام جعفر الصادق کو دربار میں بلوایا گیا تو کبھی علی بن موسیٰ رضا کو ولی عہدی کے پردے میں زہر دلوایا گیا......

آہ......! کس کس واقعہ کو بیان کروں اور کیا کیا جانے دوں......

کبھی موسیٰ الجون کے ضعف اور پیری کا دربار خلافت میں مذاق اڑایا گیا، سادات بنی فاطمہ اور خصوصاً حسنی حضرات پر فتویٰ (کہ نا قابل معافی اور واجب القتل ہیں) لگایا گیا............ آہ......!

پر اب وقت بدل چکا ہے۔ بنی فاطمہ سلام اللہ علیھا کا آفتاب تاب دار اپنی پوری شان سے افق علیٰ پر جلوہ گر ہے۔ جس کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ وہ تخت خلافت سے اگرچہ ظاہری طور پر دور ہے مگر خلیفہ وقت ہمیشہ اس کی ذات سے خوفزدہ ہے۔ کبھی شیخ کے آباء کو دربار بلایا جاتا تھا...... مگر اب خلیفہ حضرت کے درِ اقدس پر شرف باریابی کے لیے بھی ہفتوں پہلے اجازت کا طلبگار ہوتا ہے۔ کہیں پھر جا کر رسائی حاصل ہوتی ہے۔

عفو و کرم کی انتہا نہیں، علم و حلم کی مثال نہیں، علماء و مشائخ دم بخود ہیں کسی میں مناظرہ و کلام کی مجال نہیں۔ کبھی حسنی سادات خلفاء (اموی و عباسی) کے ڈر سے اپنے آپ کو ''غریب النسب'' بتاتے تھے مگر آج یہ ہستی بغداد کی جامعہ میں علی الاعلان، برسرِ منبر فرما رہے ہیں۔

؎ انا الحسنی والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجال

مگر اب خلفاء کے خوشامدی اور درباری علماء کی سٹی گم ہے کوئی فتویٰ لگانے والا نہیں بلکہ اپنے جبہ و دستار کو اچھال کر ناچنے لگ جاتے ہیں۔ اور اہل وجدان و معرفت اور اہل علم و محبت ہیں کہ ان کی گردنیں اس فرمان پر جھکی جا رہی ہیں۔

حضور آنجناب کے وجود کی برکت سے بنی فاطمہ کی کھوئی ہوئی عزت و حرمت تو اپنی جگہ بحال ہوئی ساتھ ہی ساتھ ان محبان اہل بیت کا پول بھی کھل گیا جو دن رات انکی محبت کا ڈھول پیٹتے تھے، جن کی

Marfat.com

زبانیں تو اہل بیت کی مداح میں مصروف تھیں اور ان کے دل اہل سیاست کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔حضرت السید والشیخ کے آستینیں چڑھاتے ہی وہ آستین کے سانپ بھی گر پڑے۔

اب حالات الٹ ہیں، مخالف مان گئے ہیں اور موافق مخالف بن گئے ہیں یاللتعجب ......!

یہ کیاماجرا......؟ یہ کیا سلوک ومحبت ہے اہل بیت رسول کے ساتھ......؟

اب جب بنی فاطمہ سلام اللہ علیھا کا مہر منور اور آفتاب تابدار طلوع ہو چکا ہے۔جو بیک وقت اہل ایمان کے لیے اپنی روپہلی کرنیں اور اپنے معاندین کے لیے تیز شعاعیں برساتا ہے۔تو تعجب کیسا......؟اب مخالفت کیسی......؟ کیا محبت یہ ہے کہ اب اس وقت بھی محبان اہل بیت کی سرجل رہے ہیں۔واہ!رے......محبت!!

بجاطور پر بنی فاطمہ کا وارث ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔جو بیک وقت حسنی وحسینی ہو' تاکہ حسب ونسب پہ حرف نہ آئے اور ایسا عالم جس کے سامنے علماء اپنی تاویلات نہ پیش کرسکیں ایسا مقرب بارگاہ ہو جسکے وسیلے سے لوگ تقرب ذات چاہیں۔ایسا طاقتور اور جری ہو جس کے سامنے سورماؤں کے سانسیں اٹک جائیں۔ایسا مسیحا ہو جس کے دم سے مردے زندہ ہو جائیں۔

سو یہ تمام خوبیاں خداوندِ قدوس وسلام نے حضور کے وجودِ مسعود میں رکھ دیں اور انکو احیاء دین محمدی کے لیے منتخب کرلیا۔اور یوں اولاد علی وفاطمہ پر مظالم ایک باب جو عرصہ دراز سے کھلا تھا آج بند ہو گیا۔سلام اللہ علیہم

گلشن مصطفیٰ کی پھبن اور ہے...... یہ چمن اور ہے
شاہ ابرار کی انجمن اور ہے...... یہ چمن اور ہے
بوئے گلدستہ پنجتن اور ہے...... یہ چمن اور ہے
شان آل حسین وحسن اور ہے...... یہ چمن اور ہے
سرمدی رنگ ہے اس گلستان کا.......... مرحبا مرحبا

Marfat.com

بیرون در

[۱] حضرت شیخ رضی اللہ عنہ جب بغداد آئے تو اس وقت بغداد میں فقہ امام احمد رضی اللہ عنہ بن حنبل کا سکہ چلتا تھا۔ اور ہر طرف علماء وفقہاء امام احمد بن حنبل کے مقلد نظر آتے تھے۔ سو آپ نے بھی انہیں سے تعلیم حاصل کی۔ مگر...... جو اہل بیت رسول کا طرہ امتیاز ہے وہ بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ بیک وقت ائمہ اربعہ کے مذاہب کے مجتہد تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب پر وافی وکافی قدرت عطا فرمائی تھی۔ اور پھر یہ چار مذاہب بھی تو اہل سنت والجماعت کے تھے نہ کہ اہل بدعت وسیاست کے۔ اور ان ائمہ اربعہ کا آپس کا رشتہ بھی تعلم وتلمذ میں پیوست ہے۔ الغرض یہ کہ اگرچہ شیخ درس وفتویٰ تو امام احمد کے مسلک ومنہج پر دیتے مگر تمام فقہ اسلامیہ کے مجتہد اور مبلغ تھے۔ مثال کے طور پر حضور کی کتاب "غنیۃ الطالبین" جو سراسر فقہ امام احمد کے مذہب کی داعی ہے۔ اس میں بھی نماز کا طریقہ حنفی کے مطابق ہے۔ یہ اس امر کا قرینہ ہے۔ آپ کی ذات والا صفات اس مقام پر پہنچ کر ان مسائل سے بالاتر ہو گئی تھی جو مسائل فقہاء اور مقلدین جہاد فقہ کو درپیش تھے۔

[۲] اسلام میں فرقہ بندی کا دور شیعہ وخوارج سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ فرقے بھی کسی عقیدہ کے باعث نہیں محض سیاسی آراء کے اختلاف کے باعث معرض وجود میں آئے۔ انکی بحثوں کا سارا دارومدار مذہب کی بجائے آئین وسیاست سے متعلق تھا۔ اور عقائد وہی تھے جو تمام امت مسلمہ کے تھے مگر بعد ازاں ان میں بعض اعتقادی خرابیاں آتی چلی گئیں اور انکے مباحث کا میدان بھی علیحدہ ہوتا چلا گیا۔

شیعہ اسلام کے اولین فرقوں میں آتا ہے۔ اسکا ظہور خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

آخری دور میں ہوا۔ حضرت علی کے عہد کے بعد جوں جوں آل ہاشم پر بنوامیہ کے مظالم بڑھتے گئے، یہ مذہب بھی پروان چڑھتا گیا۔

انکے عقائد کی پہلی گروہ بندی پہلی صدی ہجری کے اوائل یا اواخر میں ہوئی اور شیعہ مسلک پر جو پہلی مستند کتاب سامنے آئی یہ "الکافی" تھی۔ جسے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) نے تالیف کیا تھا۔ باقی کتب شیعہ اس کے بھی بعد کی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا، کہ جب شیعہ مسلک اعتقادی طور پر پروان چڑھا۔ تب تک امام الأئمہ امام جعفر الصادق اور امام نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ دونوں استاذ شاگرد اپنی بھرپور علمی اور اجتہادی آراء متعارف کروا چکے تھے۔ انکے متبعین بھی کافی مقدار میں صنف وتالیف کا کام شروع کر چکے تھے۔ چونکہ امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا سن وصال ۱۴۸ھ اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سال وفات ۱۵۰ھ ہے۔

تب بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ ایک سیاسی فرقہ تھا جس نے بعد ازاں اعتقادی فرقے کا روپ دھار لیا۔

اسی طرح پروفیسر ابوزہرہ مصری کہتے ہیں "اسلام کے سیاسی فرقوں میں ایک خوارج بھی ہے۔ پہلے حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھے۔ جب آپ نے جنگ صفین میں تحکیم کو قبول کر لیا تو مخالف ہو کر علیحدہ محاذ آرائی شروع کر دی اور الحکم الا اللہ کا نعرہ لگایا۔

آخر حضرت علی نے جنگ نہروان میں انکی کمر توڑ دی۔ مگر جب اموی حکومت کا پورا پورا عروج ہوا تو یہ لوگ دوبارہ ابھر آئے اور پے در پے بغاوتیں بھی کرنے لگے......ساتھ ہی انہوں نے اپنے عقائد بھی مرتب کر لیے"۔

[۳] اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ اور خوارج دونوں کا تعلق اسلام کے سیاسی فرقوں سے تھا نہ کہ اعتقادی فرقوں سے۔ اور نہ ہی ان کی کوئی مستند کتاب نظر پڑتی ہے۔

اسلام کے اعتقادی فرقوں میں۔ معتزلہ، قدریہ، جبریہ، وغیرہ کا نام آتا ہے۔

[۴] واصل بن عطاء، حضرت خواجہ حسن بصری کا شاگرد انتہائی ذہین اور زبان آور شخص تھا۔ جب اس دور میں یہ سوال اٹھا کہ "گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے یا نہیں"۔ تو اس نے حضرت خواجہ

Marfat.com

سے اختلاف کیا۔ واصل نے کہا ''میں کہتا ہوں گناہ کبیرہ کا مرتکب علی الاطلاق مسلمان نہیں ہے بلکہ وہ کفر وایمان کی درمیان منزل میں ہے''۔ جبکہ آپ اہل سنت والجماعت مسلک کے مؤید تھے آپ نے اس کو ٹوکا تو اس نے اپنا علیحدہ حلقہ درس قائم کرلیا۔

علامہ ابن خلکانؒ لکھتے ہیں۔ واصل بن عطاء اچھا خاصا ادیب اور علم الکلام کا گویا موجد تھا جیسا کہ اس کی تصانیف کی فہرست دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے۔

''یہ پہلا شخص تھا جس نے مسلک حق (جمیع اہل اسلام) کے خلاف قلم اٹھایا۔ تاریخ کی بعض کتب میں اس کا سن وفات ۱۳۱ھ ہے مگر صاحب کشف الظنون نے اس کی ولادت ۸۰ھ مدینہ میں لکھی ہے اور وفات ۱۸۱ھ میں لکھی۔ اس کی تصنیفات میں۔ کتاب التوبۃ، کتاب الخطب فی التوحید والعدل، کتاب الدعوۃ، کتاب السبیل الی معرفۃ الحق، کتاب طبقات اہل العلم والجہل، کتاب المنزلۃ بین المنزلین، قابل ذکر ہیں۔

[۵] تعارف آئندہ ابواب میں آئے گا انشاءاللہ۔

[۶] پروفیسر ابوزہرہ مصری اسلام کے سیاسی فرقوں کے بعد لکھتے۔ اب تک جن فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ زیادہ تر سیاسی قسم کے گروہ تھے۔ اب ان کا ذکر کریں گے جو اپنی وضع کے لحاظ سے حقیقتاً اعتقادی فرقے کہلاتے ہیں۔ انہوں نے وہ مسائل پیدا کردیئے جن کا تعلق صرف اعتقاد کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔ ان میں مرجیہ، جبریہ یا جہمیہ اور قدریہ ہیں۔

جبریہ۔ اس فرقہ کو جہم بن صفوان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے۔

''انسان جو عمل کرتا ہے اس میں اس کے ذاتی ارادہ کو کوئی دخل نہیں فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا اچھا یا برا فعل جو انسان سے ہوتا ہے۔ دراصل اللہ ہی کرتا ہے۔ انسان اپنے فعل میں ایک تنکے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ہوا ہلادے تو ہلتا رہتا ہے''۔

عہد بنوامیہ میں اس فرقے کو شہرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ عقیدہ بنوامیہ کے مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے خاصا اہم کردار ادا کررہا تھا۔ کہ بنوامیہ اپنے ہر ظلم کو خدا کی طرف سے اس کا ہونا قرار دے رہے تھے۔

Marfat.com

اس شخص نے سب سے پہلے قرآن کے مخلوق ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ عہد عباسیہ میں معتزلہ میں ضم ہو کر رہ گئے۔

قدریہ:۔ قدریہ کا عقیدہ یہ تھا کہ ''انسان خود اختیاری طور پر ہی تمام افعال کرتا رہتا ہے''۔ یہ لوگ دیدار الٰہی کے بھی مخالف تھے۔ اور نہیں مانتے تھے۔ بالآخر عہد بنی عباس میں یہ بھی معتزلہ میں شامل ہو گئے۔ اور عہد عباسیہ میں معتزلہ بھرپور سیاسی واعتقادی فرقے کے طور پر ابھرا۔ ھارون الرشید نے اس مذہب کو اپنا لیا اور اہل اسلام پر وہ ظلم ڈھائے کہ مثال نہیں ملتی۔

[۷] خواجہ عالم حسن بصری رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس خاصا وسیع تھا۔ آپ اپنے دور کی بے مثال شخصیت تھے۔ ایک طرف تابعی تھے۔ اور دوسری طرف جناب علی المرتضیٰ کے ہونہار شاگرد، زیادہ تر کسبِ فیض امام حسنین کریمین سے کیا۔ آپ مذہبی اور فلسفیانہ، ہر طرح کے سوالات کا شافی جواب دیتے، آپ جامع العقول والمنقول تھے اور حبِ آل رسول کے مسلک پر گامزن تھے۔ جب جبر وقدر کا مذہب زیادہ زور پکڑنے لگا تو آپ نے امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ''جبر وقدر'' کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ پیغمبر علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ کا علم خدا کا علم ہے۔ اللہ آپ کا محافظ اور آپ خلق خدا کے محافظ ہیں۔ امام الحسن المجتبیٰؑ نے تفصیل سے جواب لکھا چند نکات یہ تھے کہ:

جو خیر وشر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں سمجھتا، کافر ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے فاجر ہے۔ اور مذھبنا بین القدر والجبر۔ اور ہمارا مذہب ''قدر وجبر'' کے درمیان ہے۔۔

ایک اور روایت سے یہ بھی اندازہ پڑتا ہے کہ کسی حد تک یہ سوال خلافت حضرت علی علیہ السلام میں بھی اٹھا مگر آپ چونکہ باب مدینۃ العلم تھے۔ آپ کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی اور یہ بحث وقتی طور پر دب گئی۔

ایک شخص نے خدمت میں آکر عرض کیا امیر المؤمنین انسان کو کتنا اختیار ہے؟ آپ نے اس شخص کو کہا کھڑا ہو جا۔ اپنا ایک پاؤں اٹھا لے۔ جب اس نے ایک قدم اوپر اٹھا لیا، تب آپ نے فرمایا اب دوسرا بھی اوپر اٹھا لے۔ اس نے عرض کی کہ ایسا تو نہیں کر سکتا تب آپ نے فرمایا۔ بس! یہی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا اختیار انسان کو دیا اور اتنا ہی اپنے پاس (تقدیر میں) رکھا ہے۔ تب وہ لاجواب ہو کر تائب

Marfat.com

ہو گیا۔

[۸] واصل بن عطاء کو انسان کے مختار مطلق ہونے پر تو پہلے ہی اصرار تھا۔ اب اس نے خلق قرآن کا مسئلہ بھی اٹھایا۔ تو حضرت خواجہ عالم نے غصے سے اس کو مجلس سے اِعتزلْ عنا۔ یعنی ہم سے دور ہٹ۔ تو وہ علیحدہ ہو گیا۔ اور اسی وجہ سے اس کے متعلقین کو معتزلہ کا نام دیا گیا۔

[۹] محدثین کرام اگر عقل پرستوں اور فلاسفہ کے مقابلے میں نصوص (قرآن و حدیث) کو من وعن رکھنے اور محض روایت و نقل کو ترجیح نہ دیتے، تو نہ جانے دین میں صرف عقل پرستی کی بنیاد پر کیا کیا شامل ہو جاتا۔

[۱۰] مذہب تو وہی درست تھا جو عقل و نقل اور روائیت و درائیت سب پر یکساں پورا اترتا ہو اس امر کے مدعی صحابہ کے بعد تابعین اور خصوصاً جناب علیؓ المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے۔ انہی میں حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، حمادؒ بن ابی سلمان اور ابوحنیفہؒ جیسی شخصیات بھی تھیں ان کے عقائد قرآن و سنت کی روشنی میں تھے اور جمیع اہل اسلام کے مطابق و موافق تھے۔ یہی آگے چل کر اہل سنت والجماعت کے نام سے سواد اعظم بنتا گیا۔ امام مالک، شافعی، احمد بن حنبل کا فقہ و اجتہاد کا منہج تو، ہر کے نزدیک علیحدہ تھا مگر عقائد میں بالکل متفق اور ایک دوسرے کے موافق تھے۔

اہل سنت کے نزدیک (۶) چھ اصول ایمان تھے۔

ایمان باللہ، ایمان بالرسول، ایمان بالکتب،

ایمان بالملکۃ، ایمان بآخرۃ، ایمان بالقدر،

جن کی بنیاد نصوص قرآن و حدیث پر تھی۔ شیعہ (روافض) اصول اربعہ لے آئے یعنی توحید، عدل، نبوت، امامت اور اس کے بعد معتزلہ نے اپنے اصول خمسہ ایجاد کر لیے۔

۱۔ توحید

۲۔ عدل

۳۔ وعدہ وعید

۴۔ کفر واسلام کی درمیانی منزل کا اقرار

۵۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

Marfat.com

یہ "**اصول خمسہ**" بظاہر عنوان سے بڑے دل فریب نظر آتے ہیں کہ جیسا کہ ہر باطل فرقے کے نظر آتے ہیں مگر اندر سے زہر ہلاہل سے کم نہ تھے۔ان کے اصول سے طرز عمل سے نصوص شرعیہ کا احترام بھی باقی نہیں رہا تھا۔معروف ومنکر کی روشنی میں معتزلی عقائد معروف اور تمام مخالفین کے عقائد منکر تھے۔جن میں سرفہرست اہل سنت تھے۔

[۱۱] اہل سنت والجماعت کا مسلک اس کے بھی بین بین ہے۔یعنی دونوں طرح ہی ممکن ہے۔

[۱۲] ~~

احکام ترے حق میں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پاژند (اقبال)

[۱۳] مامون نے بنی ہاشم کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے امام علی رضا کو اپنا ولی عہد نامزد دیا۔مگر جلد ہی اس سے بھی آنکھیں پھیرلیں۔امام نے اپنے عقائد کو اپنی جگہ اٹل رکھا۔اور آخر یہی چیز آپ کی شہادت کا سبب ٹھہری۔معتزلہ چونکہ عقل پرست تھے۔ان کے پیش نظر یہ اصول تھا کہ یا تو کوئی خالق ہے یا مخلوق،حادث ہے یا قدیم۔اور قرآن کو حادث اور مخلوق کے ماننے سے اس کے برعکس شبہ وارد ہوتا تھا۔اور یہ عقیدہ عیسائیوں کی طرف مائل معلوم پڑتا ہے۔جیسا کہ انکا کہنا ہے کہ عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ سے مراد عیسیٰ کا قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے۔جو اس عقلی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے معتزلہ قرآن کو مخلوق نہ ماننے والے کو مشرک قرار دے کر اس کے خلاف کاروائی ضروری قرار دیتے تھے۔

دوسری طرف علماء اہل سنت اور محدثین کے نزدیک قرآن کے مخلوق ہونے کے لیے کوئی نص قطعی قرآن وسنت میں نہ تھی۔جبکہ قرآن کو کلام اللہ ثابت کرنے کے لیے یہ آیت یحرفون کلام اللہ محدثین کے لیے کافی تھی۔اور دوسری بات کہ محدثین کے نزدیک یہ عقلی اصول بھی تھا کہ مخلوق کو فنا ہے جبکہ کلام اللہ کو فنا نہیں۔جیسا کہ اگر قرآن کی آیت کو جلا ڈالا جائے تو اس مراد یہ نہیں کہ وہ فنا ہوگئی بلکہ اس کا وجود ویسے کا ویسا ہی ثابت وموجود ہے۔

مامون محدثین کے اس جواب پر سیخ پا ہوگیا،اور اس نے اسحٰق بن ابراہیم نائب السلطنت بغداد کے نام تین تفصیل سے خط لکھے جن میں چند علماء کو اس بات پر قائل کرنے کے احکامات تھے۔جن کے

Marfat.com

باعث...... امام احمد بن حنبل کے ساتھ اور کئی ساتھیوں کو دربار بلایا گیا۔ کئیوں کو پابہ زنجیر کیا گیا۔ کئی قتل کروا دیئے گئے، کئی حیل و حجت سے باز یاب بھی ہو گئے۔

ان میں جو مشہور علماء و محدثین کے نام ہیں وہ یہ ہیں۔

ابو حسان زیادی، بشر بن الولید، علی بن ابی مقاتل، ذیال بن الهشیم، سجادہ، قواریری، قتیبہ ...... اور خصوصاً محمد بن نوح

سوال یہ ہے کہ مامون جب بغداد میں تھا تو اس کا علماء کے ساتھ یہ رویہ تو نہ تھا۔ پھر اب آخر کیا وجہ تھی۔؟ دراصل بادشاہوں کے حاشیہ نشین کبھی شہنشاہوں کی آنکھوں پر ایسی پٹی بندھ دیتے ہیں۔ کہ انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ایسا ہی ایک حاشیہ نشین احمد بن داؤد، مامون کو میسر آیا۔

[۱۴] خیر......! امام احمد بن حنبل پر ہر ممکن سزا و جزا کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ کوڑے کھاتے کھاتے جب بے ہوش ہو جاتے تو تلوار و نیزہ کی نوک سے ان کے جسم کو نوچا جاتا تاکہ ہوش میں آجائیں اور ہوش میں آتے ہی دوبارہ ویسے ہی حالات سے دوچار کیا جاتا۔

مامون کی وفات کے بعد معتصم مسند آراء ہوا تو اس نے تکلیف و ایذا کا نیا راستہ امام پر واگذار کر دیا۔

ایک مصنف نے ان حالات کا خوب نقشہ کھینچا ہے:

فرمان شاہی نافذ ہو چکا۔ سرکاری ملازمت میں منسلک قاضیوں اور معلمین اور دوسرے کمزور علماء کی بہت بڑی اکثریت نے سرکاری جبر کے آگے سر جھکا کر فرمان پر دستخط کر دیے ہیں۔ بعض اصحاب کو مفاد و مراعات کے دام سے رام کیا گیا ہے۔ تھوڑی سی تعداد عقیدۂ حق پر قائم رہ کر عقوبت کا سامنا کرتی ہے۔ کچھ ممتاز علماء کو دربار میں بہ طور مجرم پیش کرنے کے لیے گرفتار کیا جاتا ہے۔ چار اصحاب اکٹھے گرفتار ہوتے ہیں امام احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری اور محمد بن نوح المضروب......، سجادہ اور قواریری نے گرفتاری کے چند گھنٹے کے بعد شاہی فرمان قبول کر لیا۔ اب صرف دو قیدی تھے، جنہیں اسحق بن ابراھیم کے حکم سے طرطوس روانہ کر دیا گیا۔ اس قافلے کی پوری روائیدِ سفر ہم یہاں بیان نہیں کر

Marfat.com

سکتے۔دو تین باتیں جو مختلف مراحل میں پیش آئیں۔وہ زمانی فصل کو نظر انداز کر کے یکجا پیش کی جا رہی ہیں۔

مرحلہ اوّل

(دونوں محترم و معزز قیدی پا بجولاں لے جائے جا رہے ہیں اور لوگ ارد گرد جمع ہیں)۔

مرحلہ دوم

(جیل خانے میں اسحٰق بن ابراہیم جیسا بڑا پولیس افسر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی دربار میں پیشی کے لیے خود ہی حکم نامہ لے کر پہنچتا ہے اور امام کو اپنا تہدید آمیز مشورہ دیتا ہے)۔

(امام کو ہتھکڑی بیڑی کے ساتھ دربار کی طرف لے جایا جاتا ہے)

دربار میں:

(وزراء، عہدہ داروں اور درباری علماء کی ایک بڑی تعداد مسندوں اور کرسیوں پر جلوہ افروز ہے۔امام جب پیش ہوتے ہیں تو معتصم کے اشارے سے چاروں طرف سے الٹے سیدھے سوالات اور اعتراضات کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔مگر امام بغیر کسی مرعوبیت اور بغیر کسی جذباتی ہیجان کے صبر و سکون سے ہر سوال کا جواب دیتے جاتے ہیں۔امام کا یہ عمل استحکام اور ان کے کردار کی استقامت بعض درباروں میں بڑا تند و تیز ردعمل پیدا کرتی ہے)۔

دوسرا دن:

(اسی طرح دربار آراستہ ہے اور امام کو پیشی میں لایا جاتا ہے)۔

تیسرا دن:

(آج دربار کا نقشہ دوسرا ہے، مرحلہ بہ مرحلہ تخولف کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ایک دستہ امام کے راستے کے دونوں طرف ننگی تلواریں لیے کھڑا تھا۔دوسرا نیزہ برداروں کا۔تیسرا ایک جتھا کوڑے اور تازیانے لیے صف بستہ تھا۔حضرت امام کو جبریت کے ان مظاہروں کے درمیان سے گزار کر لے جایا گیا۔حضرت امام حسبِ معمول روزے سے تھے۔امام کے پہنچنے پر معتصم نے تخت پر بیٹھے ہوئے متکبرانہ انداز میں خطاب کیا)۔

Marfat.com

(ایک ایک کر کے پورے انیس کوڑے برس گئے۔امام کے سر سے لہو پھوٹ کر کندھوں پر سے ہوتا ہوا بہ رہا ہے۔نیم بے ہوشی کے عالم میں حضرت امام نے پانی مانگا۔مگر جب لایا گیا تو یہ کہہ کہ واپس کر دیا کہ میں روزے سے ہوں)۔

(معتصم نے سزا موقوف کرا کے،امام کو بے ہوشی کی حالت میں علیحدگی کا حکم دیا۔پھر جب وہ ہوش میں آ گئے تو ۲۵ رمضان کو انہیں سرکاری انتظام سے پورا لباس پہنا کر سواری پر محل سے رخصت کر دیا گیا۔اس مرحلے پر احمد ابن ابی دؤادان کی دائیں جانب تھا اور اسحٰق بن ابراہیم بائیں جانب۔پھر اسحٰق بن ابراہیم کے گھر لے جا کر امام کے ہمسایوں اور محلّہ داروں کو بلا کر ان کی مجلس میں امام کی آزادی کا اعلان کیا گیا کہ لو یہ زندہ سلامت آ گئے ہیں)۔

(مسلہ خلقِ قرآن پر لوگوں پر سختی کرنے کا دور ختم ہو گیا۔قاضی ابن ابی دؤاد واثق باللہ کی نظروں سے گر گیا۔اور بعد میں ان کی جائداد کی ضبطی ہوئی اور خدا کی طرف سے فالج کا جان لیوا حملہ ہوا۔ساتھ ہی معتزلہ کی کمر ٹوٹ گئی)۔

(حضرت امامؒ کا جب انتقال ہوا تو حالت یہ تھی کہ جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد (بہ اختلاف روایات) ۴،۵ لاکھ سے لے ۸،۱۰ لاکھ تک تھی۔اسی منظر سے متاثر ہو کر ۲۰ ہزار غیر مسلم (یہودی، مجوسی، نصاری) اسلام لائے)۔

اتنے تشدد کے بعد لوگوں کو یہ علم ہو گیا۔امام احمد بن حنبل پر یہ عقیدہ لادا نہیں جا سکتا۔

معتصم کے بعد واثق کے دور میں امام پر اگرچہ مار پیٹ کی سزا تو نہ تھی البتہ انہیں گھر میں نظر بند کر دیا گیا۔مگر اب اس مسئلہ کا زور ٹوٹ چکا تھا یہ خلق قرآن کا عقیدہ بھی ایک مذاق بن کر رہ گیا۔

ایک دن خلیفہ کا خاص مسخرہ (عبادہ) دربار میں:

''اللہ تعالی امیر المؤمنین کو قرآن کے بارے میں صبر جمیل کی توفیق دے......آمین!

واثق: خدا تمہیں سمجھے، نالائق! کیا قرآن کی وفات ہو گئی ہے؟

Marfat.com

مسخرا :امیر المؤمنین ! آخر کیا چارہ ہے ہر مخلوق پر موت وارد ہوگی ،اور آج نہیں تو......

کل......!میں نے سوچا' زندگی کا کیا بھروسہ تعزیت ہی کرلوں۔

(واثق کچھ گہری سوچ میں ڈوب جاتا ہے)

مسخرا : (بڑی سنجیدگی سے) امیر المؤمنین ! آئندہ سال لوگ تراویح میں کیا پڑھیں گے؟

واثق :خدا تجھے غارت کرے ،اپنی زبان بند کر۔

......اس واقعہ نے رہی سہی کسر بھی نکال دی۔

آخر مامون کے دور ۱۹۴ھ سے شروع ہونے والا ۳۴ سالہ ابتلاء کا دور واثق کی وفات ۲۳۲ھ میں ختم ہوا۔اور حضرت امام نے المتوکل کے عہد خلافت میں وصال فرمایا۔

[۱۵] بہر حال۔پھر بھی عقل و درائیت پر نقل و روائیت ہمیشہ حجت رہی اس ضمن میں امام محمد باقرؒ اور امام ابو حنیفہ کا ایک مناقشہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ و رائے کا نیا نیا چرچا تھا تو مدینہ آئے ،تو امام باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ،انہوں نے فرمایا: آپ نے تو میرے نانا کے دین اور انکی احادیث کو قیاس سے بدل ڈالا۔

امام ابو حنیفہ نے کہا معاذ اللہ!

جناب باقرؒ بولے آپ نے ایسا کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ: تشریف رکھیئے تاکہ میں بھی مؤدبانہ طریقے سے بیٹھ سکوں۔کیونکہ میرے نزدیک آپ اسی طرح لائق احترام ہیں جیسے آپ نانا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی نظر میں۔

جناب باقرؒ تشریف فرما ہوئے۔امام ابو حنیفہؒ بھی زانوئے ادب تہ کر کے سامنے بیٹھ گئے۔

امام ابو حنیفہ :میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں ان کا جواب مرحمت فرمائیے۔

کیا مرد کمزور ہے یا عورت؟

جناب باقر:عورت۔

ابو حنیفہ : آپ کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مطابق عورت کو ایک حصہ ملے اور مرد کو دو۔

Marfat.com

امام باقر: بے شک

امام ابو حنیفہ :اگر میں نے قیاس سے دین کو بدلا ہوتا تو عورت کو مرد کی نسبت دوگنا حصہ دیتا۔

ابو حنیفہ:اچھا یہ فرمائیے نماز بہتر ہے یا روزہ؟

امام باقر :نماز

ابو حنیفہ :اگر میں نے دین کو قیاس سے بدلا ہوتا تو حیض کے بعد عورت کو نمازیں پوری کرنے کا حکم دیتا نہ کہ روزے۔

ابو حنیفہ :اچھا اب یہ فرمائیے کہ پیشاب زیادہ نجس ہے یا نطفہ؟

امام باقر : پیشاب زیادہ نجس ہے۔

امام ابوحنیفہ : تو حضور اگر میں دین کو قیاس سے بدلتا ہوتا تو فتوی دیتا کہ پیشاب کے بعد غسل اور نطفہ کے بعد وضو کافی ہے۔مگر ایسا نہیں کیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام یہ سن کر اٹھے اور ابوؒحنیفہ کو گلے لگا کر انکی پیشانی پہ بوسہ دیا۔

[۱۶] اسکو تصوف کی مخالفت نہیں البتہ دوری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔عموماً شروع میں علماء دین صرف اور صرف شریعت کے علم کو ترجیح دیتے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔شروع سے ناواقف شخص تصوف کا دعویٰ کرے تو جاہل اور دیوانہ ہے۔البتہ بعد میں سب کو تسکین صوفیاء کے دامن کرم میں ملتی ہے۔

ایک مرتبہ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما دونوں استاد شاگرد بیٹھے تھے اور یہ مسئلہ زیر غور تھا کہ اگر کوئی ایک نماز بھول جائے اور اسکو یہ بھی یاد نہ ہو کہ کونسی رہ گئی تو اسکو ادا کیسے کرے۔اچانک وہاں سے حضرت شیبان راعیؒ (مشہور صوفی) کا گزر ہوا، جو امی محض تھے۔امام شافعی نے کہا میں یہ مسئلہ ان سے پوچھتا ہوں امام احمدؒ نے کہا استاذ جانے دیں یہ صوفی بے ڈنگ سے لوگ ہوتے ہیں۔مگر امام شافعی نے ان کو بلا کر مسئلہ عرض کیا۔تو انہوں نے جواب دیا: بھئی! میں آپ جیسی فقہ تو نہیں جانتا، البتہ وہ شخص پانچ نمازیں بالترتیب ادا کرے۔(ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا) اور ہم صوفیوں کے مسلک میں تو وہ تجدید ایمان بھی کرے، کہ نماز بھی قضا کئے بیٹھا ہے اور خبر بھی نہیں کہ کونسی۔

امام شافعیؒ و احمدؒ یہ سن کر دنگ رہ گئے اور فرمایا: اللہ اکبر! یہ حال اگر اک جاہل صوفی کا ہے تو ان

Marfat.com

کے مشائخ اور خواجگان کا کیا عالم ہوگا۔؟!!

[۱۷] لیکن حضور غوث اعظمؒ کے مرتبہ ولائیت پہ آجانے کے بعد حنابلہ پر سے یہ ''تصوف مخالف'' کا الزام بھی اتر گیا۔ چنانچہ اب حنبلی ہی تصوف کے امام بھی تھے۔ اور ایک لمبا عرصہ جو اس تناقض میں گذرا ختم ہو گیا۔ فقہ و تصوف میں ایک ہم آہنگی آ گئی۔

[۱۸] بہت خوب تجزیہ ہے۔ چونکہ یہ سراسر فضائل و شرعی اداب کی کتاب ہے اس میں وہ شوکت الفاظ کیسے ممکن ہے۔ پھر جب آپ بحر تصوف و احسان میں غوطہ زن ہوئے تو دنیا کے سامنے آپ کی زبان اقدس سے لؤلؤ مرجان بھی آنے لگے۔ ویسے بھی بعد میں اس کتاب میں الحاقی عبارتیں خاصی ہیں، جانے اس دور کے متشدد حنابلہ کی ہیں یا بعد کے دور کی کارستانیوں میں سے ہیں۔

[۱۹] حضور سیدنا کی تصانیف کی تعداد بے شمار ہے، جو بہت مشہور ہوئیں اور دستیاب بھی ہیں، ان کی فہرست ذیل میں ہے۔

۱۔ الغنية لطالبی طريق الحق (یہ غنیۃ الطالبین کے نام سے مشہور ہوئی)

۲۔ فتوح الغيب (تصوف پہ شافی کتاب ہے)

۳۔ الفتح الربانی والفيض الرحمانی (62) مجالس پہ مشتمل لاجواب خطبات ہیں۔

۴۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاهر۔

۵۔ حزب الابتهال (یہ دعاؤں کا مجموعہ ہے۔)

۶۔ سر الاسرار ومظاهر الانوار فيما يحتاج اليه الابرار

۷۔ الفيوضات الربانيه فی المآثر والاوراد القادريه

۸۔ ملفوظ الشيخ الربانی

۹۔ فتح البشائر

۱۰۔ الكبريت الاحمر فی الصلاة علی النبی ﷺ

۱۱۔ فيوضات العارف الربانی

Marfat.com

۱۲۔ الخیرات فی فضائل النبی ﷺ

۱۳۔ معراج لطیف المعانی

۱۴۔ یواقیت الحکم

۱۵۔ الرسالہ الغوثیہ (یہ الہامی رسالہ ہے)

۱۶۔ المواہب الرحمانیہ

۱۷۔ تفسیر القرآن الکریم (تفسیر جیلانی 6 جلدیں استنبول میں چھپی ہے)

۱۸۔ قصائد غوثیہ (یہ عربی قصائد ہیں)

۱۹۔ المکتوبات (یہ خطوط کا مجموعہ ہے)

۲۰۔ کیمیاء السعادۃ

۲۱۔ دیوان غوث اعظم رضی اللہ عنہ (یہ فارسی شاعری ہے)

۲۲۔ اسبوع شریف (یہ سات دنوں کے اوراد کا مجموعہ ہے)

Marfat.com

درگہہ پیر مغاں

[۱] تلاش مرشد کے لئے نکلے، تب کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ بس دل کو لگی تھی۔ مغاں ویسے تو میخانہ کو کہتے ہیں۔ راہ سلوک میں نشہ دیدار الٰہی کو مے اور آستانہ فیض کو میخانہ سے تشبیہ دی جاتی ہے، جہاں مرشد، ساقی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ جسطرح کوئی مے خوار، مے پی کر غم دنیا سے فرار حاصل کر لیتا ہے، راہ سلوک بعینہ سالک یا مبتدی نشہ الٰہی میں بیخود ہو کر "دنیا و مافی ھا" سے بے خبری حاصل کر لیتا ہے۔ یہی اس کی کامیابی ہوتی ہے۔ خوب کہا کسی نے

ہمیں نشے سے تعلق ہے، مے کا کیا مطلب
شکر ہے کہ تیرا تصور حرام نہیں

یہاں مے خانہ کے اصولوں کے مطابق ساقی ہی کی مرضی پہ چلنا ضروری ہوتا ہے۔
حافظ شیرازی کہتے ہیں

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

"کہ اگر پیر مغاں جائے نماز کو شراب میں رنگین کرنے کا حکم دے تو کر ڈال، کیونکہ سالک رسم و

Marfat.com

راہ سے بے خبر نہیں ہوتا''۔

[۲] کتابوں میں پناہ کیوں کر ملتی ، اگر کتابوں میں وہ بات ہوتی تو امام ابوحنیفہؒ جیسے اساتذہ فن امام جعفر صادقؒ کی خدمت کیوں جاتے اور یہ نہ کہتے لو لا سنتان لهلك النعمان کہ اگر یہ دو سال (امام کی خدمت کے) نہ ملتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔اور نہ ہی داؤد طائی جیسی نابغہ روزگار ہستی کتابوں کو دجلہ میں بہا کر حبیب عجمیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوتی ۔آخر کار امام احمد بن حنبلؒ جیسے اصحاب کو بھی حضرت حارث محاسبی جیسے صوفی کی خدمت میں آنا پڑا۔جو تعلق باللہ ان نفوس قدسیہ کی ذات میں ہے وہ علم وفنون کی کتب میں کہاں......؟!!!

اللہ کے سوا سب غیر ہے، رسالہ غوث اعظم میں ہے:یا غوث الاعظم : المتوحش عن غير الله و المستأنس بالله۔اے غوث اعظم !تم غیر اللہ سے متوحش ہو اور اللہ سے مانوس ہو''۔

بيني و بينك اني يزاحمني ادفع بلطفك اني من المبين

کسی نے ترجمہ بھی خوب کیا ہے:

خودی حائل ہے مجھ میں اور تجھ میں ہٹا دے اس خودی کو درمیاں سے

[۳] یہ تو بالکل وہی مسائل تھے جو امام غزالیؒ کو پیش آئے ۔تلاش حق میں غزالیؒ نے فلسفہ، علم الکلام، اور اہل باطن کا لٹریچر پڑھا۔لیکن ان کی روح کو قرار نہ ملا۔آخر وہ صوفیہ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں انہوں نے ایک لمبی اور پر مشقت جدو جہد کے بعد اپنی متاع گم گشتہ کو پالیا۔تلاش حق میں جن لوگوں نے جدو جہد کی ہے انکی داستاں ایک دوسرے سے متماثل نظر آتی ہے۔دور حاضر میں تالستائی کے اعترافات امام غزالیؒ کے اعترافات سے مماثلت رکھتے ہیں مگر بقول رشید احمد جالندھری:

''غزالیؒ اور تالستائی میں ایک فرق یہ ہے کہ غزالی نے اپنی ذاتی سعادت کے لئے دنیا کو چھوڑا اور آخرت کے خوف نے اس ترک دنیا میں ایک اہم کردار ادا کیا۔اور جب آپؒ نے معرفت کو پالیا تب بھی آپ معروف مذہبی عقائد سے یک قدم الگ نہیں ہوئے ۔اسکے برعکس تالستائی نے کھل کر یہ اعلان کیا کہ چرچ کے عقائد بالکل بے بنیاد ہیں''۔

امام غزالیؒ اپنی سرگزشت سناتے ہوئے اپنی کتاب '' المنقذ''میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''پھر میں نے بغداد سے نکلنے کا بہ لطائف الحیل اس طرح ارادہ ظاہر کیا کہ پھر کبھی یہاں نہیں آؤں گا۔ اس پر عراق کے علماء وائمہ نے مجھے تیر ملامت کا نشانہ بنایا۔ کیونکہ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو ان مناصب کے ترک واعراض کو مجھے حاصل تھے، امر دینی سمجھتا کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ دین کا سب سے اعلیٰ منصب اور مرتبہ یہی ہے (جو مجھے حاصل ہے) اور یہ حال تھا ان کے مبلغ علم کا''۔!

مگر کیا وجہ تھی کہ آپ'' کو جامع بغداد کا وائس چانسلر ہونے کے باوجود بھی کسی امر کی تلاش تھی حالانکہ سب آپ کو کافی وشافی خیال کر رہے تھے مگر آپ کی روح بے چین تھی۔ یہی وجہ جو حضور غوث اعظم کو درپیش تھی۔ پھر آگے چل کر امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ:

''دس برس اس کشمکش میں گزر گئے۔ آخر ''اس عرصہ میں مجھے یقیناً معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے صرف صوفیائے کرام ہیں اور انہیں کی سیرت سب سے اعلیٰ، انہیں کا طریقہ سب سے درست اور انہیں کے اخلاق سب سے پاکیزہ ہیں۔ بلکہ اگر کل عقلاء کی عقلیں اور حکماء کی حکمتیں اور تمام علمائے شریعت اور واقفان علوم دینیہ کے علوم جمع کیے جائیں تب بھی کوئی مثال نہ لائی جا سکے گی۔ کیونکہ صوفیائے کرام کی تمام حرکات وسکنات خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، مشکاۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں''۔

[۴] حضرت ابوالخیر محمد بن مسلم المعروف حماد الدباس، حماد دباس کی شہرت غالباً انکے ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنے اور شیرہ کا کاروبار کرنے سے حاصل ہوئی۔ عربی میں دبس شیرے کو کہتے ہیں جس کو پکا کر گاڑھا کر لیا گیا ہو، اُمی محض تھے مگر علم وعرفان کا ایسا مخزن تھے کہ اچھے بھلے اکابر آپ کی صحبت کو اپنے تزکیہ باطن کے لیے اک بے بہا نعمت تصور کرتے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کی ادنیٰ سی کرامت یہ تھی کہ آپ کے شیرہ پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اس کرامت کو دیکھ کر ہر وقت گاہکوں اور سائلوں کا ہجوم رہتا تھا۔ کم گفتار اور خوش پوش تھے۔

جب حضور غوث اعظم کا بغداد ورود ہوا تو اس وقت شیخ حماد کا سورج پوری تابانی سے چمک رہا تھا۔ حضور غوث اعظم نے ان کی خدمت میں حاضری دی۔ تب شیخ کے مرید نے ایک باز پکڑا ہوا تھا۔ سو

Marfat.com

،اسی نسبت سے شیخ نے آپؒ کو ''بازاشہب'' کہہ کر پکارا۔اس نام نے آگے چل کر حضور کے القابات میں اعلیٰ مقام بنایا۔

ابوالنجیب عبد القاھر سہروردیؒ کے بھی شیخ تھے۔حضرت حمادؒ بن مسلم کا وصال رمضان ۵۲۵ھ میں ہوا۔تب شیخ سیدنا کا شہرہ بھی حدِ عروج کو پہنچ چکا تھا۔

[۵] یہ امتحان تو ہر متبدی مرید کا لیا جاتا ہے۔مگر شیخ حماد اپنی نظر کرامت سے شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام ومرتبہ پہلے ہی پہچان چکے تھے۔آپ نے حاضرین مجلس کو دیکھتے ہی حضور سیدنا کو ارشاد فرمایا:۔

ہم سب کا مرغ بانگ دے کر خاموش ہوجائے گا

مگر تیرا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا

[۶] اک حوالہ سے علامہ محمد بن یحییٰ تاذفیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''قلائد الجواھر'' میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم نے فرمایا۔

''کہ ایک دن جمعہ ۱۵ شعبان ۴۹۹ھ میں ،میں شیخ حماد کے ساتھ نماز جمعہ کے لیے جامع الرصافہ روانہ ہوا جب ہم قنطورہ یہود کے پاس پہنچے تو شیخ نے مجھے ٹھنڈے پانی میں زور سے دھکا دے دیا۔میں نے جمعہ کے غسل کی نیت کرلی''۔

انکی وفات کے بعد میں نے دیکھا کہ شیخ حمادؒ خلعتِ فاخرہ پہنے ہوئے ہیں۔سر پر یاقوت کا تاج ہے۔مگر آپ کا داہنا ہاتھ شل ہے۔میں نے جب پوچھا تو فرمایا کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس سے تجھے دھکا دیا تھا۔خدا سے دعا کرو کہ ٹھیک ہوجائے۔میں نے دعا کی تو پانچ ہزار اولیاء نے اپنی قبور میں آمین کہا۔انکی تکلیف دور ہوگئی تو انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

اس بات پر چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں۔بہت سے صوفیاء ومشائخ یہ پوچھنے کے لیے مدرسہ میں حاضر ہوئے۔تو آپ نے ان کے دل کا حال جان کر کہا بغداد میں دونوادر صوفی شیخ یونس ہمدانی اور عبدالرحمان کے دل پر اللہ تعالیٰ میرا حال ظاہر دے گا اور وہ میری تصدیق کریں گے۔

آپکا کہنا تھا کہ شور اٹھا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے مدرسہ پہنچے اور لوگوں کو کہا کہ ابھی شیخ حماد نے ہمیں فرمایا ہے۔کہ عبدالقادر نے جو کچھ کہا سچ ہے۔یہ سن کر تمام مشائخ نے سر تسلیم خم کرلیا۔

Marfat.com

[۷] غالباً یہی خلیج مولوی اور درویش میں حائل ہوتی ہے۔ مولوی علماء ظواہر، قال یقول کے پابند اور عقل کے رسیا ہوتے ہیں۔ جبکہ درویش لوگ اپنے اندر کی لگی اور عشق کے قائل ہوتے ہیں۔ وہ لوگ ''دل لگی'' کرتے ہیں اور انکو ''دل کی لگی'' سے واسطہ ہوتا ہے۔ ظاہری علوم وفنون اپنی جگہ مگر بقول امام غزالیؒ اولیاء وصوفیاء کے دل مشکاۃ رسالت کے نور سے مقتبس ہوتے ہیں۔ ایسے میں ان کا مقابلہ کیا؟ حضرت اقبال نے کہا تھا:

مولوی بیگانہ از اعجازِ عشق ناشناس نغمہ ہائے سازِ عشق
جملہ عالم ساجد ومسجود عشق سومنات عقل را محمود عشق

قارئین ذوق طبع کے لیے اسرار خودی کے بقیہ اشعار بھی نقل کیے دیتے ہیں۔

مؤمن از عشق است وعشق از مؤمنست عشق را نا ممکن ماممکن است
عشق سفاک است و او سفاک تر پاک تر، چالاک تر، بیباک تر
عشق صید از زورِ بازو افکند عقل مکار است و دامی میزند
عقل راسرمایہ ازبیم و شک است عشق راعزم ویقین لاینفک است
عقل چوں باد است ارزاں در جہاں عشق کمیاب و بہائے او گراں
عقل می گوید کہ خود را پیش کن عشق می گوید کہ امتحان خویش کن

اب اقبال کے پیر اور امام عارفانِ حق مولنا رومی کا انداز بیان دیکھئے۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علت ہائے ما
جسم خاک از عشق برا افلاک شد کوہ در رقص آمد و چالاک شد
او کرا جامہ ز عشق چاک شد اوز حرص وعیب کلی پاک شد

درویشی اختیار کیے بنا چارہ نہیں۔ جو طالب دنیا نہیں اس کو آخر کار اس امر کی طرف لوٹنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے علم وفن کے اساتذہ امام ابوحنیفہ سے لیکر غزالیؒ ورازیؒ تک کسی کامل اور عارف

Marfat.com

حق کے متلاشی تھے۔اور جب انکو یہ سب کچھ میسر آیا تو پھر تسکین قلب پائی۔

نکل کر دیر وکعبہ سے اگر ملتا نہ مے خانہ
تو ٹھکرائے ہوئے انسان خدا جانے کہاں جاتے

یہاں امام رازیؒ کا واقعہ درج کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔کہ آپ جب قریب المرگ تھے تو ابلیس حاضر ہوا۔اور سوال وجواب کرنے لگا۔

آخر اس نے سوال کیا کہ ساری عمر جسکو پوجتے رہے ہو اس اللہ کے ایک ہونے کی تیرے پاس کیا دلیل ہے؟۔آپ نے ۳۶۰ دلیلیں دیں مگر اس نے رد کر دیں۔جب آپ عاجز آگئے تو آپ کے مرشد صوفی برحق حضرت نجم الدینؒ کبریٰ نے حالت کشف میں رازی کی حالت کو ملاحظہ کیا۔تو فرمایا محمد رازی تو اس مردود کو یہ کیوں نے کہتا کہ میں بغیر دلیل کے بھی اپنے رب کو ایک مانتا ہوں۔

یہ سننا تھا کہ سارا مسئلہ دو لفظوں میں حل ہو گیا۔ورنہ عقل تو پیچیدہ در پیچیدہ ہوتی جاتی ہے۔اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

عقل در پیچاک اسباب وعلل — عشق چوں گان باز میدان عمل
عقل محکم از اساس چوں چند — عشق عریاں از لباس چوں چند

❀❀❀

Marfat.com

جادۂ دوست

[۱] اہل طریقت کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ سے مزین کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ سے مزین کر دیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جنہوں نے ہمارے راستے میں کوشش کی ہم ضرور ان کو اپنا راستہ دکھائیں گے (عنکبوت: ۶۹)۔ جو شخص ابتدا میں مجاہدہ نہیں کرتا اس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سارے اقوال ملتے ہیں۔ "مجاھدہ" کے بعد "محاضرہ" دل کی حضوری اور "مکاشفہ" کشف اسرار اور آخر میں "مشاھدہ" یعنی حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

[۲] ابتدائی مشاہدات میں یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔ اکثر اولیاء اللہ کی دستگیری یونہی کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ نے مسجد میں وعظ کہنے کا وعدہ کیا تو ایک دن سامعین نہ ہونے کی وجہ سے وعظ کو مؤخر کر کے جا رہے تھے، مسجد سے نکلے تو ایک بڑھیا خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی "بندے وعدہ بھی اپنے رب سے کرتے ہیں اور پھر نبھاتے بھی نہیں" آپؒ کو اچانک اپنا وعدہ یاد آیا تو واپس مسجد لوٹے، آپ کا منبر پہ بیٹھنا تھا کہ سامعین کا تانتا بندھ گیا۔

Marfat.com

[۳] مذہبی اور روحانی ادبیات کا ایک بڑا حصہ ''عالم مثال'' کے وقائع پر مشتمل ہے صوفیاء کے نزدیک عوالم تین ہیں عالم ارواح، عالم مثال اور عالم اجسام۔ عالم ارواح جسم اور صورت دونوں سے پاک ہے عالم اجسام میں جسم اور صورتیں دونوں ہیں اور کوئی جسم بلا صورت اور کوئی صورت بلا جسم نہیں ہوتی لیکن عالم مثال میں جسم نہیں صرف صورتیں۔ عالمِ ارواح کے مجردات عالم مثال میں اشکال میں ارواح ہوتے ہیں اور عالم اجسام میں ہونے والے وقائع اور حوادث بھی عالمِ مثال میں صورت پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ موت قیامت کے دن مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی یا دنیا بوڑھی عورت کی شکل میں پیش ہوگی یا سورہ انعام اور مائدہ بادل بن جائے گی یا فرشتے سفید لباسوں میں نازل ہوں گے جبرائیل غارِ حرا میں صاحب تاج، معلم یا عام طور پر جناب دِحْیَہْ کلبی کی شکل میں بارگاہِ رسالت میں حاضری دیتے رہے۔ مکاشفات ورؤیاء کا ایک بڑا حصہ عالم مثال کے معاملات پر مبنی ہوتا ہے۔

صوفیاء کے عالمِ مثال کو بعض مستشرقین افلاطون کے عالم اعیان کے ہم معنی قرار دیتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ افلاطون کا فلسفہ ''عالم اعیان'' اور صوفیاء کے بیان کردہ عالم مثال میں کوئی مشابہت نہیں ہے مغربی فلسفیوں کے افکار میں سے صرف یونگ کا اجتماعی لاشعور کسی حد تک عالم مثال کے مشابہہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

مزید............عالم، کیا ہے؟......اہل شریعت ماسوی اللہ یا غیر خدا کو ''عالم'' کہتے ہیں۔ زمین و آسمان کے درمیان کے عالم کو ناسوت کہتے ہیں، یہی 'عالم شہادت' اور 'عالم ظاہر' ہے۔ ملکوت عالم باطن ہے۔ جبروت عالم روح، غیب الغیب اور معنی المعنی ہے۔ لاہوت اس وحدہ لاشریک کی عزت، کبریائی اس کا جلال و جمال' اسکی رحمت وحکمت ہے۔ جو کبھی زائل ہونے والا نہیں ہے۔

زاہد، ملکوتی کو کہتے ہیں۔ عارف جبروتی کو کہتے ہیں۔ اور واقف لاہوتی کو کہتے ہیں۔

(ملفوظات حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ)

مزید :قال اللہ تعالی یا غوث الاعظم ! کل طور بین الناسوت والملکوت فھی شریعۃ، وکل طور بین الملکوت والجبروت فھی طریقۃ ،وکل طور بین الجبروت والاھوت فھی حقیقۃ ۔اے غوث اعظم جو طور (طریق) ناسوت اور ملکوت کے درمیان ہے وہ شریعت ہے اور طور ملکوت

Marfat.com

اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے۔(رسالہ الہام)

[۴] حضورﷺ یا جناب علی المرتضی اولیاء کی باطنی نگہداشت کا کام اسی صورت کرتے ہیں بعض اوقات یہ مقام جناب خضرؑ کو بھی بخشا جاتا ہے۔

[۵] اصل یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ جہاں اپنا مذہبی، سماجی، قانونی سیاسی اور ملی مفہوم رکھتا ہے، وہیں اس کا روحانی مفہوم بھی ہے، ختم نبوت کے عقیدہ نے انسانی کشف ووجدان کو ایک کسوٹی عطا کردی ہے جس سے وہ اپنے وارداتِ روحانیہ کی صحت اور درستگی کا اندازہ کرسکتا ہے جو روحانی واردہ سرکارِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی واردات سے متعارض ہو۔وہ منجانب اللہ نہیں۔ یہی وجہ ہے مسلمان صوفیاء کو عیسائی راہبوں کی طرح اپنے ہر کشف کے متعلق پریشان نہیں ہونا پڑتا کہ یہ شیطانی ہے یا رحمانی؟ یہاں تو ایک معیار ہے، ایسا معیار جو کبھی غلط نہیں ہوتا۔

حضور غوث اعظم اپنی تفسیر جیلانی میں اللہ کی پناہ حاصل کرنے کے بارے میں ایک نسخہ بتاتے ہیں کہ پناہ حاصل کرنے کے اصل معانی ومفہوم کیا ہیں: عليك أيها المحمدی الملتجئ إلى الله، المستعد بفضله وحوله وقوته :أن تداوم على ذكرالله وقرأة القرآن وتكرار الأذكار والتسابيح الماثورة من النبی المختار فی عموم أوقاتك و حالاتك، سيما فی خلال الليالی والأسحار،وفی آناء الليل وأطراف النهار ، لعل الله يرقيك عن فتنة ما ذرأ وبرأ فی الليل والنهار، يكفيی عنك مؤنة شرور من عاداك بالسحر وغيره، بحوله وقوته.

اے محمدی! اے اللہ سے ملتجی، اور اس کے فضل، حول اور قوت سے مستعد!، تجھ پہ لازم ہے کہ: ہیشگی اختیار کر، ذکر اللہ پر، تلاوت قرآن پر، اور بار بار پڑھ ایسے اذکار اور تسبیحیں جو نبی مختارﷺ سے سنت ہیں، اپنی عام حالتوں اور اوقات میں صبح شام، رات دن...... تا کہ اللہ تعالی تجھے رات دن میں چھوٹے بڑے سب فتنوں سے بچائے اور تیرے لئے کافی ہوں بچاؤ کیلئے ایسے شرور سے جو جادو اور اسکے علاوہ ہیں، اسکی مدد اور قوت سے"۔(تفسیر جیلانی تحت سورہ فلق)

Marfat.com

کیا خوب نسخہ ہے، ہر قسم کے شرور سے بچنے کا اور ساتھ ساتھ اپنے رب سے تعلق اور لگاؤ کا ......کیا پتہ کس سے ان کی بدولت بندہ واقعی ''اس کا بندہ'' بن جائے۔

[۶] اولیاء اللہ کی نظریں واقعی آپؒ کے علوم مرتبہ کی طرف لگی تھیں اور وہ آپ کی مدح میں رطب اللسان تھے اور رہے۔ چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

❁ شیخ الشیوخ حضرت حماد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر دو جنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملکوتِ اعلیٰ تک پہنچے ہیں۔ اور افق اعلیٰ پر میں نے ان کی دھوم دھام سنی۔

❁ شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی۔ اور ان کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہوگا۔

❁ شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجود تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے۔ عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ منفرد ہیں۔ اولیاء اللہ کے دلوں، حال اور احوال کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قابو میں رکھا ہے۔ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی خبریں دیتا ہے۔

❁ شیخ ابومدین شعیب المغربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت سید غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بھی دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین، حجۃ العارفین اور روح معرفت ہیں۔

❁ شیخ عفیف الدین ابومحمد عبداللہ الیافعی علیہ الرحمۃ نے یہ القاب لکھ کر فرمایا ہے کہ علم شریعت کے لباس اور فنونِ دینیہ کے تاج سے مزین تھے۔ تمام مخلوق کو چھوڑ کر خداوند کریم کی یاد میں مگن رہے۔ آدابِ شریعت کو بجا لائے۔ تمام اخلاق و عادات کو شریعت مطہرہ کے تابع کیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لیے نصب کئے گئے۔ ارفع و اعلیٰ مراتب اور مقامات پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

ﷺ شیخ عقیل علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے فرمایا۔آپ کی شہرت آسمان پر زمین سے بھی زیادہ ہے۔ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب باز اشھب ہے۔قطب وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کرے گا۔

ﷺ شیخ الاسلام محی الدین نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قطب ربانی شہنشاہِ بغداد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس قدر کرامات ثقہ لوگوں سے نقل کی گئی ہیں ہم نے اس قدر کرامات آپ کے سوا کسی ولی اللہ کی نہیں دیکھیں۔آپ ریاستِ علمی و عملی میں انتہا درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔بدعتیوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔شعائر اللہ اور احکام شریعت کی اگر کوئی ذرہ بھر بھی توہین کرتا تو آپ نہایت غضبناک ہو جاتے تھے۔آپ اعلیٰ درجہ کے سخی، کریم النفس اور یگانہ روزگار ہیں۔

ﷺ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ غوث اعظم فرماتے ہیں: ''قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے حق حاصل ہے۔اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرف کروں۔

ﷺ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔آپ ان کامل اولیاء کرام سے ہیں جن کی ولائیت پر امت محمدیہ کے علماء اور دوسرے تمام لوگوں کا اتفاق ہے اور آپ کی کرامات اتنی کثیر ہیں کہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

ﷺ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت ہی نیاز مند تھے۔آپ نے رافضیوں کی تردید میں آپ کی حمایت میں ایک رسالہ ''نزہۃ الخاطر والفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' تصنیف فرمایا جس کے مقدمہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''بعض حاسد اور منافق رافضی ہمارے آقا و سید تاج الفاخر قطب ربانی غوث صمدانی سلطان الاولیاء العارفین محی الملت والدین عبدالقادر الحسنی والحسینی قدس اللہ روحہ کی عظمت سے بے خبر ہو کر الزام تراشی کرتے ہیں۔

ﷺ علامہ عبدالرحمان جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں کہ امام یافعی کی تاریخ میں ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات شمار سے باہر ہیں۔اور مجھے مشاہیر اماموں نے خبر دی ہے کہ آپ کی کرامات کو متواتر یا قریب بتواتر کا درجہ حاصل ہے اور حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے ہمعصر مشائخ میں

Marfat.com

سے کسی شیخ سے ان جیسی کرامات کے ظاہر نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

امام محمد بن یحییٰ حلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صاحب تاریخ الاسلام نے اپنی تاریخ میں بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابومحمد محی الدین والسنۃ عبدالقادر بن ابوصالح عبداللہ جنگی دوست الجیلی الزاہد صاحب کرامات ومقامات تھے۔ شیخ الفقہا والفقراء امام زماں قطب دوراں شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں۔ آپ جیسی شخصیت بعد میں کوئی نہیں ہوئی۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں کہ آپ کے دستِ حق پرست پر اس قدر خلقِ خدا نے توبہ کی۔ جس کی تعداد احاطۂ شمار سے باہر ہے۔ اور آپ کی کرامات اس کثرت سے نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے معاصرین میں سے یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی اس قدر کرامات کسی سے صادر نہیں ہوئیں۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے شیخ علی بن الہیمی سے نقل فرمایا ہے۔ کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر خوش بخت کسی شیخ کا کوئی مرید نہیں ہے۔

شیخ ابوالبرکات علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذن اور اجازت کے بغیر کوئی ولی ظاہر اور باطن میں تصرف نہیں کر سکتا۔ آپ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ آپ انتقال کے بعد بھی کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔

[۷] چلہ کشی...... یہ بھی دراصل مجاہدات کی زندگی ہے جو کم وبیش ۴۰ سال پہ مشتمل ہے اللہ اللہ!

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

[۸] عہد یہاں وعدہ کے معنی میں ہے۔ اور یہ بھی عکس مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ ایک اعرابی کے وعدہ پر تین دن اسی جگہ کھڑے رہے۔

[۹] تفصیلی تعارف اگلے ابواب میں آئے گا۔

Marfat.com

[۱۰] آپ کی روح تو الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے تحت پرسکون تھی۔ خواہشات نفس کے شور کا یہاں اک لطیف نقطہ یہ ہے کہ اس واسطہ میں داخل ہونا ضروری تھا جو قلب مصطفیٰ ﷺ کی طرف جاتا ہو، سو جونہی شیخ مخزومی کے ہاتھ کا کھایا تو وہ مقام بھی نصیب ہو گیا۔ ثابت یہ ہوا کے سالہا سال کے مجاہدات بھی وہ کام نہیں کر پاتے جو نور محمدی ﷺ کی ادنی سی جھلک کر جاتی ہے۔)

حضورؓ فرماتے ہیں کہ میرے رب نے فرمایا: یاغوث الاعظم : الإتحاد حال لا یعبر بلسان مقال۔ اے غوث اعظم: ''اتحاد ایک حال ہے، جو زبان قال سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

❁❁❁

Marfat.com

﴿مینار ہائے نور﴾

[۱] جس طریقہ سے حضرت مخزومی نے آنجناب کو اپنی بیعت میں لیا وہ بھی سبحان اللہ کیا شان محبوبیت ہے۔ اگر چہ اس سے پہلے آپ اپنے والد ماجد سے خلافت جدیہ حسنیہ پر فائز تھے اور اپنے نانا سید عبد اللہ صومعی ؒ سے خلافت جدیہ حسینیہ حاصل کر لی تھی۔ حضرت مخزومی کا ادب واحترام شاید اسی بنا پر تھا۔ ورنہ پیر و مرید کا تعلق یوں تو نہیں ہوتا۔ جیسا یہاں نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم پڑتا ہے کہ حضرت مخزومیؒ مامور تھے وہ تمام امانتیں پہنچانے پر جوان کے سپرد تھیں۔

[☆] یہاں اقبالؒ نے بڑے لطیف نقطہ کا اشارہ دیا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
تو شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مزید تفصیلات کیلئے سورہ قصص کے تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

[۲] غالبا یہ سن ۵۲۲ھ تھا۔ جب وعظ کی بر سر منبر اجازت ملی۔

[۳] حسن البصری رضی اللہ تعالی عنہ

خواجہ عالم، بدر السالکین، غوث الاسلام والمسلمین، سلطان الاولیاء والمتقین آپکا نام حسن اور کنیت ابوسعید ہے۔ آپکی ولادت (۲۱ھ/642ع) کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ نے علی المرتضیٰؓ سے فیض

Marfat.com

حاصل کیا اور حسنین کریمین ؓ کی صحبت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ آپکو ام المؤمنین حضرت سلمہ ؓ کا دودھ پینے کا شرف حاصل ہے یہی دو گھونٹ اسکا باعث ہوئے کہ علم وفضل میں آپکی مثال نہ ملتی تھی۔ آپکے والد کا نام یسار اور والدہ کا نام خیرۃ تھا۔ آپ نے (۱۱۰ھ/ 731ع) میں وفات پائی آپکا مزار بصرہ میں ہے۔

[۴] مگر اہل سیاست، اپنی سیاست میں بہت حد تک اپنے مذموم مقاصد حاصل کر چکے تھے۔ انہوں سیاست کو دین سے جدا کر لیا۔ مگر دین محفوظ رہا۔ جب سیاست دین کے ماتحت تھی تو خلافت راشدہ کہلاتی تھی جناب صدیق اکبرؓ سے جناب حسن مجتبیٰؓ تک، بعد میں یہی امارت وملوکیت کی صورت اختیار کر گئی۔

ے جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

[۵] بحر المتجرین، برہان حق و دین، خلیفہ اول و جانشین اعظم خواجہ حسن بصریؓ، ابو نصر، ابو محمد حبیب بن محمد عجمی حضرت حسنؓ بصری کے ہاتھ پر توبہ کی اور توکل میں وہ بے مثال رتبہ پایا کہ خود حسنؓ بھی حیران تھے۔ قرآن کریم سن کر گریہ فرماتے کسی نے کہا آپ تو عجمی ہیں پھر یہ مرتبہ کس طرح؟ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ "عجمی ہے مگر حبیب ہے"۔ آپکی وفات (۳ ربیع الآخر ۱۵۶ھ/ 3 مارچ 772ع) میں ہوئی آپکا مرقد مبارک بصرہ میں ہے۔

ایک مرتبہ حجاج بن یوسف ننگی تلوار لے کر جناب حسنؓ کو شہید کرنے آیا، آپ اپنے حجرہ میں داخل ہو گئے اور حضرت حبیب کو کہا کہ کہنا میں یہاں نہیں ہوں، جب اس نے آ کے پوچھا کہ حسن کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حجرہ کے اندر۔ وہ اندر گیا اس کو تلاش کے باوجود حسن نہ ملے۔ آخر کا وہ آپ سے بدتمیزی کرتے ہوئے چلا گیا کہ تو نے مجھے جھوٹ کہا۔ آپ نے فرمایا میں نے سچ کہا حسن اندر گئے تھے۔ سپاہیوں نے بھی اس کو کہا کہ ہم نے خود حسن کو اندر جاتے دیکھا ہے۔ جب حضرت حسن باہر تشریف لائے تو فرمایا: حبیب تو نے اسے بتلا دیا حالانکہ تجھے روکا تھا۔ تو آپ نے عرض کیا: شیخ میرے سچ نے آپ کو بچا لیا، آپ اندر ہی تھے مگر اس بد بخت کی نظریں آپ کو دیکھ نہ پائیں۔ حضرت حسن یہ کرامت دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے۔

داؤد طائی رضی اللہ عنہ

[۶] امام الأتقیاء والصلحاء سلطان المتصوفین، صاحب ادراک وعرفان ابو سلیمان داؤد بن نُصَیر

Marfat.com

الطائی قبیلہ طے سے تعلق تھا۔کوفہ میں پیدا ہوئے ۔۲۰ سال کی عمر میں اِمام اعظم کی شاگردی اختیار کی فن حدیث اور قراءت میں ماہر تھے۔فقہ میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔صاحبین اپنے مسائل میں آپکو ثالث بناتے تھے۔مگر روحانیت کی طرف اس طرح مائل ہوئے کہ ایک دن ساری کتب اُٹھا دریا بُرد کر دیں۔ کتابیں عقلی و دنیاوی آلائش کا سبب ہیں جبکہ بحر وحدت میں کپڑے (دنیاوی جنجال) اتار کے ہی چھلانگ لگانا ممکن ہے۔

صد کتاب وصد ورق در نار کن

روئے خود را جانب دلدار کن

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے پوچھا۔یا رب ما علم العلم ؟قال یا غوث الاعظم علم العلم هوالجهل عن العلم ۔اے میرے رب علم کا علم کیا ہے؟ فرمایا علم کا علم ......،علم سے ناواقف ہو جانا ہے۔

......اور حبیب عجمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تصوف میں وہ بلند مرتبہ پایا کہ حضرت فُضَیل بن عَیّاض بھی آپ پر فخر کرتے تھے۔آپ اِمام ابو یوسفؒ پر اِمام محمدؒ کو ترجیح دیتے تھے فرماتے کہ محمدؒ نے ہمارے استاذ (ابو حنیفہؒ) کی سنت کو باقی رکھا جبکہ ابو یوسفؒ نے ترک کر دیا۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے عباسی حکومت کے پیش کردہ عہدہ قاضی القضاۃ [Chief justice] کو ٹھکرا دیا تھا بے شمار مظالم بھی آپ کے عزم واستقلال کو ہلا نہ سکے۔بالآخر شہید کر دیا گیا۔اس کے بعد امام ابو یوسف نے وہی عہدہ قبول کر لیا۔تو اس پر امام محمدؒ نے ان سے قطع تعلقی اختیار کر لی۔ان کا مقصد تھا کہ حنفی علماء حکومت کے زیر دست نہ ہوں۔جب کہ امام ابو یوسف کا نظریہ یہ تھا کہ اس طرح دین کا کام کرنے میں آسانی رہے گی اور حکومت شاید غلط فیصلوں سے باز رہے اور اپنے ظلم وستم کا دروازہ بند رکھے۔

[۷] امام ابو حنیفہ کو سادات حسنیہ کی طرفداری کے جرم میں حکومت عباسیہ نے گرفتار کر لیا۔اور کہا کہ فتویٰ لکھیں کہ خلافت کے حق دار علوی نہیں بلکہ عباسی ہیں،تو آپ نے فرمایا کیوں میں کوئی قاضی القضاۃ ہوں۔اس پر ابو منصور جعفر نے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا آپ نے قبول نہ کیا،تو آپ کو قید کر لیا گیا۔

Marfat.com

بہت مار پیٹ کی گئی مگر آپ نہ مانے۔ آخر قید میں ہی اپنے شیخ عبداللہ المحض بن سیدنا حسن المثنی کے ساتھ داعی اجل کو لبیک کہا۔ اِمام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی آپکی ولادت (۸۰ھ/ 699ع) میں ہوئی۔ آپ راہبر طریقت بھی تھے روحانیت میں بلند مرتبہ پایا۔ آپ انتہا درجے کے متقی اور عبادت گذار تھے۔ آپکی وفات (۱۵۰ھ/ 767ع) میں ہوئی جبکہ داؤد طائی ۱۶۵ھ/ 782ع) میں فوت ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی بیعت امام محمد نفس زکیہ بن سید عبداللہ المحض بن سیدنا امام حسن مجتبیٰؑ سے تھی اور مزید معتبر روایت کے مطابق آپنے بیعت امام زید شہیدؓ بن امام علی زین العابدینؓ سے کی...... بہر حال آپکا کسب فیض ان کے علاوہ امام جعفر الصادقؓ اور امام محمد باقرؓ سے بھی ثابت ہے۔

معروف کرخی رضی اللہ عنہ

[۸] مقتدائے صدر طریقت، سلطان المتعبدین، اسد الدین، ابو محفوظ علی بن فیروز بن مرزبان الکرخی معروف شاید آپ کو عرف عام میں کہتے تھے۔ اِمام علی رضا کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے پھر داؤد طائی کی خدمت میں رہ کر فیض پایا۔ انکی وفات کے بعد پھر اِمام علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری زندگی انہی کی خدمت میں ہی گزار دی۔ آپکا وصال (۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ/ 12 اگست 815ع) میں ہوا۔ فقر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اور مجیب الدعوات تھے۔ خواجہ ممشاد علوؒ دینوری جیسے بزرگ آپکی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ ۱۰۰ برس سے زائد عمر پائی آپکی تصانیف میں ایک تفسیر کا ذکر ملتا ہے۔ آپکا مزار بغداد میں ہے۔ آپ کو دو واسطوں سے فیض ہے۔ حضرت امام علی رضا سے خلافت حسینیہ میں بیعت کی جوائمہ کرام سے ہوتی ہوئی جناب امام کائنات علی المرتضیٰؑ تک پہنچتی ہے۔

سری سقطی رضی اللہ عنہ

[۹] شیخ الشیوخ طریقت، ضیاء الدین، سراج العالمین، حضرت ابوالحسن سری سقطی البغدادی بن مُغَلِّس آپ حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ آنجناب نے حضرت معروف کرخی سے بیعت کی۔ گرے ہوئے آم فروخت کیا کرتے تھے۔ اسی سبب سے نام سقطی پڑ گیا۔ جناب حبیب

Marfat.com

الراعی ؒ کی دعا کی بدولت ولائیت میں بلند مرتبہ پایا بشر بن حارث حافی ؒ سے بھی صحبت رہی۔ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے شہد کی خواہش ہے جو ابھی پوری نہیں ہوئی۔ فرماتے تھے کہ روزانہ آئینہ دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہ کیوجہ سے چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔ آپ نے (۳ رمضان ۲۵۳ھ/ 6 ستمبر 867ء) میں رحلت فرمائی مزار بغداد شریف میں ہے۔

جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

[۱۰] سید الطائفہ، طاؤس العلماء، امام الاولیاء، برہان الأتقیاء، صدر العرفاء، ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید البغدادیؒ آپکی ذات گرامی تمام اولیاء اللہ میں منفرد و ممتاز نظر آتی ہے۔ آپ حضرت سفیان ثوری کے مذہب کے پیرو تھے۔ آپ نے اپنے ماموں سریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جناب سری سے پوچھا گیا کہ کسی مرید کا رتبہ پیر سے بڑھ سکتا ہے تو انھوں نے فرمایا ''ہاں جیسے جنید کا مجھ سے بڑھ گیا'' ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آپ اپنے وقت میں دنیا کے امام تھے۔ آپ خواجہ ممشاد علو دینوری کے پیر صحبت تھے۔ تصوف کی اولین کتاب "اللمع" کے مؤلف ابونصر سراج عبد اللہ بن محمدؒ (م ۳۷۸ھ) کے شیخ ابو محمد عبد اللہ بن المرتعشؒ (م ۳۲۸ھ) نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی ولادت (۲۱۶ھ/ 831ء) میں ہوئی اور آپکا وصال (۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ/ 11 اپریل 910ء) میں ہوا۔ آپکی تصانیف میں "عمدۃ السلوک" کا نام ملتا ہے۔ آپکا مرقد انور (شونیزیہ) بغداد میں ہے۔

[۱۱] الفاظ کا تعلق انسانوں کے سمجھنے سمجھانے سے ہے جو شعوری عمل ہے صوفی جس عالم کی بات کرتا ہے وہ ماورائے شعور ہے، اس کیلئے الفاظ کہاں سے آئیں لیکن اگر ورائے شعور کا رشتہ شعور سے ٹوٹ جائے تو دیوانگی اور مجذوبیت ہے، دانائی اور ہوشمندی نہیں۔ الفاظ جہاں انسانوں میں افہام و تفہیم کا ذریعہ ہیں وہاں انسانی ذہن کے ساتھ اشیاء کا رشتہ و ربط بھی انہیں کے واسطہ سے ہے اور انسان اپنے جذبات و واردات کو بھی انہیں کے ذریعہ سمجھنے پر مجبور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ورائے شعوری واردات کا تجزیہ ضروری ہے اور اس کیلئے بھی ناگزیر ہے کہ الفاظ کا سہارا لیا جائے اور تصنیف و تالیف کی راہ اختیار کی جائے۔ شیخ جنیدؒ اس راہ کے استاد ہیں اور ان کا احسان ہے کہ انہوں نے تصوف کو مدون و مرتب کر دیا اور مبتدی و منتہی کو

Marfat.com

کوئی دشواری نہ رہی۔

ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ

[۱۲] سلطان الملۃ، حجۃ اللہ، کہف الدین، اِمام اہل تصوف وعرفان، ابوبکر دُلَفْ بن جَحْدَرْ الشبلی آپ بغداد کے ایک گاؤں شبلہ میں (۲۴۷ھ/ 871ع) کو پیدا ہوئے۔ حضرت خیر النساج کے ہاتھ پر تائب ہو کر جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی آپ انکے رشتہ دار بھی تھے۔ مسلکاً مالکی تھے۔ انتہائی متقی اور پرہیز گار تھے۔ جنید کہا کرتے تھے کہ ہر قوم کا ایک سردار ہوتا ہے اور اس قوم کے سردار شبلیؒ ہیں۔ آپ نے (۲۸ ذی الحجہ ۳۳۴ھ/ 30 جولائی 946ع) میں رحلت فرمائی علم حدیث اور فقہ میں عبور حاصل تھا۔ آپکی تصانیف میں "اسرار العارفین" اور "اسرار الحروف" کے نام ملتے ہیں۔

عبدالواحد رضی اللہ عنہ

[۱۳] ہادی المؤحدین، زین الدین، خلاصہ اہل عرفان، وسیلہ ارباب ایقان، الشیخ ابوالفضل عبد الواحد بن عبدالعزیز بن حارث بن اسدؒ۔ علوم ظاہری کے بعد بلاد عرب وعجم کی سیاحت کی مگر عمر شریف کا زیادہ تر حصہ بغداد معلیٰ میں ہی گذرا۔ حضرت ابوبکر شبلیؒ کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ مذہباً حنفی تھے۔ آپکا وصال (۹ جمادی الثانی ۴۲۵ھ/ 1 مئی 1034ع) میں ہوا۔ مزار شریف مقبرہ اِمام احمد بن حنبلؒ میں واقع ہے۔ شیخ عبد العزیز آپ کے والد ماجد اور پیر صحبت ہیں آپکا روحانی فیض بھی حضرت عبد الواحد کو پہنچا اس وجہ سے کئی جگہ آپ کا نام شجرہ طریقت میں شامل ہے۔ (۱۱ ذوالحج ۳۳۲ھ) میں آپکا دار آخرت کیطرف انتقال ہوا۔ مزار یمن میں ہے۔

محمد طرطوسی رضی اللہ عنہ

[۱۴] اِمام العاشقین، قطب الدنیا والدین، فخر السالکین، علاء الدین، محرم اسرار خفی وجلی ابوالفرح محمد بن عبداللہ بن یونس الطرطوسی، ایک روایت کے مطابق آپکا نام یوسف ہے۔ آپ طرطوس کے رہنے والے تھے۔ علامہ یاقوت الحمویؒ کے بیان کے مطابق طرطوس ولایت دمشق کا آخری ساحلی شہر ہے۔ یہ پہلے حمص اور بعض کے نزدیک ولایت طرابلس میں شامل تھا۔ طرطوس کے شمال میں سلسلہ کوہ پھیلا ہوا ہے

Marfat.com

اور شہر خلیج کے ایک سرے پر واقع ہے۔ جو دس میل لمبی ہے۔ طرطوس قدیم رومی قلعہ تھا جو حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت ۱۷ ہجری 638ء میں فتح ہوا۔ امیر معاویہ کے دور میں یہاں بحری اڈہ قائم کیا گیا۔ اور بحیرہ روم کے مشرقی جزیروں کو تاخت و تاراج کیا۔ جزیرہ داؤد (Rhodes) کو بھی اسی بحری اڈے سے فتح کیا گیا تھا اور یہیں سے قبرص و صقلیہ کے خلاف مہمیں ارسال کی گئیں تھیں۔ آپ نے حضرت عبدالواحد کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ صبر و ریاضت اور تجرید و توکل میں یگانہ وقت تھے۔ (۳ شعبان ۴۴۷ھ/ 28 اکتوبر 1055ع) میں وفات پائی آپکا مزار شریف طرطوس میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

علی الھنکاری رضی اللہ عنہ

[۱۵] شیخ الاِ سلام، قطب العالمین، نصیر السالکین، حجۃ العارفین، شرف الدین، ابوالحسن علی بن احمد بن یوسف بن عرفہ القرشی الھنکاری۔ آپ کی ولادت (۴۰۹ھ/ 1018ع) میں ہوئی۔ آپ نے حضرت ابوالفرح طرطوسی کے دست اقدس پر بیعت کی۔ کم کھانا، کم سونا اور زیادہ عبادت آپکی فطرت میں شامل تھا۔ بہت ساری احادیث مبارکہ آپکو زبانی یاد تھیں۔ لوگوں نے آپ کو شیخ الاِ سلام کا لقب دیا مگر آپنے فرمایا کہ میں شیخ الاِ سلام نہیں ہوں۔ ایک شخص نے دریافت کیا أانت شیخ الاسلام آپ نے فرمایا لا بل أنا شیخٌ فی الاسلام کہ آپ شیخ الاسلام ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ میں اسلام میں شیخ (کمزور، ضعیف) ہوں۔ آپکا وصال (۱ محرم ۴۸۶ھ/ 1 فروری 1095ع) میں ہوا آپکا مزار بغداد شریف میں ہے۔

مبارک مخرّمی رضی اللہ عنہ

[۱۶] سراج العالمین، مخدوم العارفین، سلطان الراشدین، فخر السالکین، مصلح الدین ابوسعید مبارک مخرّمی ☆ بن علی بن حسین بن بندار ہے۔ آپ نے حضرت ابوالحسن ہنکاری کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ کی بیعت روحی ائمہ اثناعشر سے تھی۔ آپ کی عظمت و مرتبہ کے اندازہ کیلئے یہی کافی ہے کہ قطب الاقطاب، غوث الاغواث محبوب سبحانی السید عبدالقادر جیلانی نے خرقہ خلافت آپ سے پایا۔ جس مدرسہ میں غوث اعظمؒ درس دیتے تھے وہ مدرسہ آپ ہی کا تھا۔ آپ مسلکاً حنبلی تھے۔ آپ کی وفات

Marfat.com

(۷ محرم ۵۱۳ھ/ 20 اپریل 1119ء) میں ہوئی۔ آپ کے حالات بہت کم کتابوں میں ہیں اور انتہائی قلیل، واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے؟ حالانکہ آپ حنابلہ اور صوفیہ کے امام ہیں، فقہاء و عرفاء بیک وقت آپ سے فیض یاب ہوئے۔

☆۔ عربی کے کئی شجرہ جات میں اس کا تلفظ مخرّمی اور کئی جگہ مخزومی بھی لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد فاضل جیلانی نے جدید تحقیق کے مطابق تفسیر جیلانی کے مقدمہ میں وضاحت سے مخزومی لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

❀❀❀

Marfat.com

فیض روح القدس

[۱] یہاں حکیم صاحب آپؒ کے زینت منبر ہونے کا واقعہ ۵۲۱ھ لکھ رہے ہیں۔اور ساتھ یہ بھی کہ شیخ مخزومی (کئی عربی کی معتبر کتب اور شجرہ جات میں شیخ مـــخـــرَمـــی کتابت کیا نظر آتا ہے۔اور غالبا یہی درست ہے۔) کے ساتھ صحبتیں گرم تھیں۔یہاں تسامح واقع ہوا ہے۔شیخ کا وصال (۷ محرم ۵۱۳ھ) ہے۔آپؒ حضور نے وعظ بعد میں کہنا شروع فرمایا۔جب مدرسہ وخانقاہ کا تمام نظام آپ کے سپرد تھا۔

[۲] غالبا آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے کا نام یحیٰ ہے۔سید عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنجنابؒ کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی، ہم سب گھبرا گئے، تو آپ نے فرمایا: ابھی مجھے موت نہیں آئے گی کیونکہ میرے سلب میں ایک یحیٰ نامی لڑکا ہے۔پھر یـــحـــیـــی پیدا ہوئے، اس کے بعد آپ کئی سال زندہ رہے۔

[۳] نمونے کے طور پہ ہم یہاں ایک خطبہ اصلی متن میں درج کرتے ہیں۔عربی سوجھ بوجھ رکھنے والے حضرات ذوق حاصل کریں گے۔

قسم لتوحید والاجلال

وتنزیه الخالق عن الشبه والمثال

Marfat.com

الحمد لله رب العالمين قيوم السموات ولأرضين ،منور ابصار بصائر العارفين بنور المعرفة واليقين-ربنا القريب فى علوه ،المتعالى فى دنوه بارئ الخلق بقدرته ، و مدبر الأمور بحكمته ، لاشبيه له ولا نظير ولامعين ولا ظهير ، ولاشريك ولاوزير ، ولاند ولا مشير ، حى لا يموت ازلى لايفوت ، ابدى الملكوت سرمدى الجبروت ، قيوم لاينام عزيز لايضام ، لايدرك بالقياس ولايمثل بالناس ، ليس بجسم فيمس ولا جوهر فيحس ، كيف الكيف وتنزه عن الكيفية ، وأين الأين وتعزز عن الأينية ، و وجد فى كل شيء وتقدس عن الظرفية ، وحضر عند كل شيء وتعالى عن العندية .لايسبق بقبلية ولايلحق ببعدية ان ضرب العقل لعزته مثلا ، أو جال الفهم فى جلاله جدلا ، وقف الفهم مللا و دهش الفكر كللا ، ولم يجد للتنزيه بدلا ولاعن التوحيد حولا قادر بقدرة غير محصورة ، مدبر بارادة غير مقهورة ، أجرى أفعا؛ عباده على مقتضى مراده ، خلق خلقه فى احسن فطرة ، و أعادهم بالفناء فى ظلمة الحفرة ، و سيعيدهم كما بدأهم اول مرة ، فاذا جمعهم ليوم حسابه يتجلى لا حبابه ، فيشاهد ونه بالبصر لا يحجب الا من انكر ، كيف يحجب عن احنانه او يوقفهم دون حجابه وقد تقدمت مواعيده القديمة الا زلية

(يا ايتها النفس المطمئنة ☆ ارجعى الى ربك راضية مرضية)

أ ترى ترضى من الجنان بحورية ، أم تقنع من البستان بالحلل السندسية أجسام اذيت فى تحقيق العبودية ؟ كيف لا تتنعم بالمقاعد العندية ، ابصار سهرت فى الليالى الديجورية ؟ كيف لا تتلذذ بالمشاهدة الأ نسية ؟ ألا يا أهل المحبة ان الحق يتجلى فى وقت السحر وينادى : هل من تائب فأتوب عليه توبة مرضية ؟ هل من مستغفر فأ غفر له الخطايا بالكلية ؟ هل من مستعط فأ جزل له النعم و العطية ؟ هدية الحب قد اصبحت واضحة جلية ، فيالها من قاف بهية و عقيدة سنية ، على اصول مذاهب الحنفية و المالكية و الشافعية و الحنبلية، عصمنى الله و اياكم من الذين فرقوا فمرقوا كما يمرق السهم من الفمية ، وجعلنى و اياكم من الذين لهم غرف من فو قها غرف مبنية وصلى الله على سيدنا محمد اشرف

Marfat.com

البرية و علىٰ آله و أصحابه و خصهم بأشرف التحية ، وسلم تسليما كثيرا دائما متجددا مترادفا فى كل بكرة وعشية.

یہاں اس کا ترجمہ دینا مقصد نہیں، یہ تو صرف شوکت الفاظ اور فصاحت لا جواب کو ملاحظہ کیلئے درج کیا گیا ہے۔ جسے عربی کا ایک معمولی طالب علم بھی محسوس کر سکتا ہے۔ اور ماہر اردو دان کیلئے بھی دلچسپی کا باعث ہے۔

ہاں مگر اس میں خط کشیدہ جملے لائق توجہ اور التفات خصوصی کے طلبگار ہیں۔ پہلے جملے فلسفہ ''وحدۃ الوجود'' کے عکاس اور آئینہ دار ہیں۔ جنہیں سمجھ لینے کے بعد عوام الناس کو علامہ محی الدین ابن عربی کے پیچیدہ اور گنجلک فلسفوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یعنی آپؒ باری تعالیٰ ﷻ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''وہ ہر شئے میں پایا جاتا ہے مگر زمان و مکان کی قید سے بلند و برتر ہے، اور وہ ہر چیز میں موجود ہے مگر کسی چیز کا بھی حصہ نہیں''۔ سبحان اللہ کیا خوب شان بیان ہے۔!!!

He is found in every thing ,But is himself free of space. He is present in every thing but is not part of it.

دوسری جگہ آپؒ عقیدہ اہل سنت والجماعت کی وضاحت فرماتے ہیں کہ ''عقیدہ سنیہ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے مذاہب کے اصولوں پر ہے''۔ مراد یہ ہوئی کہ آپؒ ان چاروں کو مسلک اہل سنت والجماعت سمجھتے ہیں اور کسی پانچویں کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔ یہاں ایک ضروری وضاحت کرتا چلوں کہ غنیۃ الطالبین میں فرقہ قدریہ کے زمرے میں ''حنفیہ'' کا لفظ لکھا ہے۔ یا تو وہ الحاقی عبارت ہے (بقول کئی ناقلین) یا پھر اس سے کوئی اور حنفیہ مراد ہوگا جو قدریہ ہوگا مگر وہاں اس سے مراد مقلدین امام نعمان بن ثابتؒ قطعاً بھی نہیں۔ غنیۃ آپکی اولین تصنیف ہے۔ جبکہ مندرجہ بالا خطبہ آخری کتب میں منقول ہے۔ اس سے آپ کا رجحان واضح طور پہ محسوس کیا جا سکتا ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

شب و روز

[۱] ایک بار خلیفہ وقت نے حرم کعبہ خالی کروا کر تنہا طواف کعبہ شروع کر دیا۔ تو اس پر عبد اللہ بن مرزوق نے بڑی جرأت سے آگے بڑھتے ہوئے کہا: آپ کو بیت اللہ اور عوام کے درمیان حائل ہونے کی اجازت کس نے دی، تو اس نے جواب دیا: شیخ عبدالقادر جیلانی نے، یہ سن کر عبداللہ بن مرزوق خاموش ہو گئے۔ یہ واقعہ شاید اسی سے مناسبت رکھتا ہو یا پھر یہ کوئی اور واقعہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[۲] یہاں ایک سوال ابھرتا ہے کہ کیا آپ کا کوئی مستقل ذریعہ معاش بھی تھا یا صرف نذرانہ جات پر ہی گزر بسر تھی ؟ جب آپ جیلان میں تھے، تب تو اپنے آباء واجداد سے جو زمین ورثہ میں پائی تھی اسی پر خود کھیتی باڑی کیا کرتے تھے اور وہ بیل کے بولنے والا واقعہ بھی پیش آیا۔ جب آپ بغداد وارد ہوئے تو شروع کے زمانہ طالب علمی کی داستان تو نہایت کٹھن ہے جو یقیناً آپ پڑھ چکے ہونگے۔ یہی کہ والدہ جب تک زندہ رہیں تب کچھ نہ کچھ بھیج دیا کرتی تھیں باقی فاقہ مستی پہ گزارا تھا، پھر مجاہدانہ زندگی شروع کی تو یہ پہلے سے بھی زیادہ آزمائش کا دور تھا، نہ کبھی نیا کپڑا پہنا، نہ پسندیدہ کھانا کھایا...... اس مرحلہ میں ضروریات ہونگی بھی تو کیا ؟...... مگر جب انسان عملی زندگی میں قدم رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ سو قسم کی ضروریات آنکلتی ہیں۔ مناسب

Marfat.com

معلوم پڑتا ہے کہ کوئی مستقل ذریعہ آمدنی ہو جس سے اپنی ذات کا نہیں تو بال بچوں کی ضروریات ہی پوری ہوسکیں۔ سواب بھی آپ نے وہی طریقہ اپنایا جو خاص اہل بیت رسول ﷺ کا ہے یعنی تجارت۔ آپ نے نذرانہ جات کو کبھی اہمیت نہیں دی جو خانقاہ کی ضروریات پہ خرچ ہوا...... سو ہوا، باقی حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا، کبھی کچھ اپنے لئے بچا کے نہیں رکھا۔ کئی کتب میں یہ بات نظر پڑتی ہے کہ آپؒ کپڑے کی تجارت اور کچھ معمولی کھیتی باڑی بھی کرتے تھے جس سے گھر اور بال بچوں کی ضروریات بطریق احسن اور کسب حلال سے پوری ہوسکیں۔ نہ نذرانہ جات پہ گزر اوقات تھی نہ کبھی کسی بادشاہ کے عطیات کو قبول فرمایا۔

مستنجد باللہ کا اشرفیوں کا نذرانہ دینے والا واقعہ بھی مشہور ہے۔ یہاں بھی کرامات کے باب میں نقل ہے۔ کہتے ہیں اس ڈانٹ کے بعد وہ بڑا متقی اور پرہیزگار بن گیا۔ یہاں تک کہ اس کے ایک بہت ہی پیارے گھوڑے کو بیمار ہونے پر طبیب نے شراب پلا دی۔ جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اس نے اس پر سواری سے انکار کر دیا۔

[۳] آپ خلیفہ کو خط لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے:

"یہ مکتوب عبدالقادر کی جانب سے ہے۔ جو تم کو فلاں فلاں باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اسکا حکم تم پر نافذ ہے اور اس کی اطاعت تم پر لازم کیونکہ وہ تمہارا مقتداء ہے اور تم پر اس کی حجت قائم ہے"۔

جب یہ مکتوب خلیفہ تک پہنچتا تو وہ کھڑا ہو جاتا اس کو چومتا اور کہتا بے شک شیخ نے درست فرمایا۔ آپؒ خلفاء کے آنے سے پہلے اندر تشریف لے جاتے، جب وہ بیٹھ جاتے تو تشریف لاتے تاکہ انکے احترام کے لئے اٹھنا نہ پڑے۔

ایک دن خلیفہ مقتفی بامر اللہ نے اپنے وزیر ابن ھبیرہ سے کہا کہ حضور غوث وعظ میں اپنے مدرسہ میں ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ میں تیرا سر قلم کر دوں گا فلاں باتوں سے باز آ۔ اور ان کا اشارہ میری طرف ہوتا ہے۔ ان کو اس سے روکیں کہ وہ ایسا نہ کہا کریں۔ وزیر نے ایک صاحب کو اس کام کیلئے بھیجا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی وہی فقرات دوہرانا شروع کر دیئے "ہاں میں سچ کہتا

Marfat.com

ہوں باز آجا......! ورنہ تیرا سر قلم کردوں گا'' یہ سن کر وہ ڈر گیا اور وزیر کو بتایا۔ وزیر رونے لگ گیا اور کہا ہاں حضورؓ سچ ہی کہتے ہیں۔ اور خلیفہ کو بھی سنا دیا۔

آپ رسالہ میں فرماتے ہیں کہ میرے رب نے کہا: یا غوث الاعظم بشر المذنبین بالفضل والکرم وبشر المعجبین بالعدل والنقم ۔ اے غوث اعظم گنہگاروں کو فضل اور مہربانی کی خوش خبری دو' اور مغروروں کو عدل اور بدلہ کی......اور آپ سے یہ بھی منقول ہے: کہ رب ذوالجلال نے فرمایا اے غوث اعظم اگر کوئی مجھ سے قریب ہے تو وہ گنہگار ہے کیونکہ وہ عاجزی اور ندامت والا ہے۔

آپؒ عباسی خلیفہ عبداللہ بن محمد المقتدی باللہ (۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ) کے عہد میں پیدا ہوئے۔ اور ابوالعباس احمد المستظہر باللہ (۴۸۷ھ تا ۵۱۲) کے دور میں بغداد آئے۔ آپ نے اس کے علاوہ ابوالمنصو رالفضل المسترشد باللہ (۵۱۲ھ تا ۵۲۹)، ابوجعفر منصور الراشد باللہ (۵۲۹ھ تا ۵۳۰)، ابوعبداللہ محمد المقتضی لامر اللہ (۵۳۰ھ تا ۵۵۵)، المستنجد باللہ (۵۵۵ھ تا ۵۶۶)، ابوالمظفر یوسف مستنجد کے عہد میں وصال فرمایا۔ آپ نے پانچ خلفاء کا دور دیکھا۔ اور سبھی سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔

ایک دور تھا جب آپ کے آباء اجداد (امام جعفر الصادق، موسیٰ الجون) کو درباروں میں بلا کر سختی کی جاتی......مگر اب خلیفہ کو در اقدس پہ حاضری کیلئے پہلے اجازت طلب کرنا پڑتی، اگر اجازت ملتی تو حاضر ہوتے ورنہ لوٹ جاتے۔ آج قدرت بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا پر ڈھائے گئے تمام مظالم کا بدلہ چکا رہی ہے...... اور کیا خوب بدلہ ہے۔

[۴] رات بھی اللہ کے بندوں کی کیا گزرتی ہے، اللہ جل جلالہ خود فرماتا ہے کہ تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا و طمعا ز وممارزقنهم ینفقون۝ فلا تعلم نفسٌ مااخفی لهم من قرة اعین جزآء بما کانوا یعملون۝ ان کے پہلوان کی خوابگاہوں سے الگ رہتے ہیں پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید (کی ملی جلی کیفیت) سے اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے پوشیدہ کیا گیا ہے یہ ان کے اعمال صالحہ کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے تھے۔

حدیث قدسی ہے: یقول اللہ تعالی اعددتُ لعبادی الصالحین مالا عینٌ رأتْ ولا أذن

Marfat.com

سمت ولا خطَر علی قلبِ بَشَر ذخراً بَلْهَ ما اطلِعتم علیه ثم قرأ ﴿فلا تعلم نفسٌ ما اخفی لهم من قرة اعین جزآء بما کانوا یعملون﴾

''اللہ عزوجل فرماتا ہے میں نے صالحین بندوں کیلئے ایسا اجر رکھا ہے، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل میں اسکا خیال ہی گزرا، نہ تم کو اس پر مطلع کیا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

آپ کی مشہور عام کرامت ہے کہ آپؒ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی، اس صورت میں ان کے رب کی عطا کردہ برکتیں اور نعمتیں کیا کم ہوں گی......؟!!! رات بھر خدام، تلامذہ اور مہمان بھی فیض یاب ہوتے۔ پھر صبح ہوتے ہی لوگوں کے جاگنے کے ساتھ انکا مقدر بھی جاگ اٹھتا۔

ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے......واہ کیا بات ہے
آج کھلنے پہ قفل مہمات ہے......واہ کیا بات ہے
چار سو جلوہ آرائی ذات ہے......واہ کیا بات ہے
کوئی بھرنے پہ کشکول حاجات ہے......واہ کیا بات ہے
جاگنے کو مقدر ہے انسان کا..........مرحبا مرحبا

❁❁❁

Marfat.com

احیاء دین

[ا] یہ سب تلمیحات ان واقعات کی ہیں جو احادیث نبویہ ﷺ میں گزرے ہیں۔ حکیم صاحب (مصنف) نے نہایت برجستگی سے ان کو یہاں قلمبند کیا ہے۔ تا کہ یہ بطور تقدیم و دلیل آئندہ فائدہ دیں۔

[۲] حضرت ابوذر غفاریؓ جلیل القدر صحابی اور مسلک جناب علی المرتضیٰؓ کے مؤید تھے اور صوفی باصفا بھی، فقط ایک وقت کھجور کے دو دانوں کو خوراک اور گلیم پوشی کو بطور لباس کافی جانتے تھے۔ اسکے علاوہ باقی فراوانی دولت کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ جبکہ اموی شہزادگان اسوقت نشہ دولت میں سرتاپا غرق تھے۔ مثال یـــزیـد ہی دیکھ لیجئے...... لہذا کڑی تنقید کے ردعمل میں...... بے جا' ردّ و کدّ ...... بالآخر ابوذر گوشہ نشیں ہو گئے۔ مگر انکے خیالات نے کئی لوگوں کی زندگی کی ڈگر کو خاصا متاثر کیا۔

[۳] ادھر حضرت رابعہؒ بصریہ پر غلبہ محبت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ فرماتیں ''اے میرے مالک! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے ڈر سے کروں تو مجھے دوزخ میں ڈال دینا......اور اگر میں تیری چاہت جنت کے لالچ میں کروں تو جنت کبھی عطا نہ فرمانا......اور اگر میں صرف تیری رضا کی خواہش کروں تو مجھے اپنا قرب عطا فرما۔'' ....اسی طرح ایک آدمی کے استفسار پر آپ نے فرمایا: ''دوزخ کے ڈر سے اور جنت کے

Marfat.com

لالچ سے عبادت کرنا، عبادت تو نہ ہوئی بلکہ تجارت ہوئی، بفرض محال اگر اللہ جل جلالہٗ جنت اور دوزخ تخلیق نہ فرماتا تو کیا لوگ پھر اسکی عبادت نہ کرتے''۔.......... ان خیالات نے عالم اسلام کے صوفیانہ نظریہ میں اک نئی روح پھونک دی۔

[۴] حضرت منصور حلاج کے بارے میں تاریخ اس قدر شکوک وشبہات کا دریا بہاتی ہے کہ ان کی سیرت کو جانچنے کیلئے خاصی دقت پیش آتی ہے۔ بلکہ یہ شبہ بھی وارد کیا گیا ہے کہ اس نام کی دو ہستیاں ہوئی ہیں۔ ایک محض شعبدہ باز قسم کا آدمی تھا اور دوسرا ایک عجیب خیالات کا صوفی۔ بہر حال ہم صوفیاء کی آراء کے مطابق ان کو ایک صوفی ہی گردانیں گے۔ بقول شاعر انا الحق بھی درست تھا مگر......

تھا انا الحق، حق مگر، منصور کو یہ کہنی نہ تھی

یار کی محفل سے باہر یار کی محفل کی بات

کم وبیش صوفیاء کی رائے بھی حضرت منصور کے بارے میں یہی ہے۔ جن میں ابو بکر شبلیؒ، علی ہجویری، اور پھر جناب غوث اعظم رضوان اللہ علیہم کا ارشاد سنیئے..... فرماتے ہیں ''منصور نے اپنی حیثیت سے بلند دعوی کیا اور اپنی طاقت سے اونچی اڑان کی، جس کے نتیجے میں شریعت کی قینچی سے ان کے پروں کو کاٹ دیا گیا۔ یہ لغزش ان سے ایسے وقت میں ہوئی جب انہیں سنبھالنے والا کوئی نہ تھا، اگر میں اس وقت ہوتا تو ان کو سنبھال لیتا۔ جس طرح میں اس وقت اپنے فیض صحبت یافتہ مرید اور متوسل کی لغزش کرنے والی سواری کو سنبھال لیتا ہوں اور تا حشر سنبھالتا رہوں گا۔

اس کے علاوہ بھی شیخ جیلانیؒ نے منصور کے بارے بہت سی باتیں کیں جن کو علامہ ابن الجوزی نے اپنے کتاب ''درر الجواہر'' میں جمع کیا ہے۔

لیجئے اس سے جناب منصورؒ کی حیثیت بھی متعین ہوگئی، ان سے الحاد وزندقہ کی تہمت بھی اتر گئی۔ اور حضور سید جیلانیؒ وبغداد کا مقام ومرتبہ بھی واضح ہوگیا۔

[۵] آپ رضی اللہ عنہ حضور جس مرتبہ ولایت واجتہاد پہ فائض تھے یہاں تقلید کچھ خاص معنی نہیں رکھتی۔ آپ چاروں فقہ پہ یکساں عبور بھی رکھتے تھے اور انہیں چاروں مکاتب فکر کو صحیح وصائب بھی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے خطبات اور حیات طیبہ سے ثابت ہے۔ اور فقہ شافعیہ اور حنبلیہ پر تو کثرت سے فتاوی دیتے تھے

Marfat.com

۔جبکہ آپؒ کے آباءاجداد تو مسلک حنفیہ کے مقلد تھے۔رہی بات آپ کا حنبلی ہونا تو اس کی مندرجہ ذیل کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔

مذہب حنبلی روایات واحادیث کے ضمن میں اس قدر پکا اور متشدد ہے کہ اس پر غیر مقلد اور اہل حدیث کا شبہ ہوتا ہے (حالانکہ ایسا نہیں، تمام اصول اہل سنت والجماعت کے پائے جاتے ہیں)۔

پہلی وجہ تو یہ اگر جناب شیخؒ اسی کی سرپرستی نہ فرماتے تو یہ (Orthodoxy) اس کو بقیہ سواد اعظم سے علیحدہ کرڈالتی۔یوں اہل سنت والجماعت بھی گروہ بندی کا شکار ہوکے رہ جاتے۔

دوسرا جب آنجنابؒ کا بغداد میں ورود ہوا، حنابلہ اور اہل طریقت میں سخت تناقض پایا جاتا تھا۔آپ نے اپنے حنبلی ہونے کا اعلان کیا تو یہ فضا بھی معتدل ہوگئی۔اب حنبلی تصوف کے امام ٹھہرے۔ اور اہل طریقت نے بھی ان کو اپنا ایک جزو سمجھ کے اپنے اندر ضم کرلیا۔

تیسری وجہ روایات منقولہ میں بھی ملتی ہے کہ حضرت شیخ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسلک حنبلی کے پیروکار بہت قلیل ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل کی قربانیاں سب سے زیادہ، تو آپ نے فیصلہ کرلیا کہ اس مذہب کو سہارا دوں گا اور اسکی ترویج کروں گا۔تاکہ توازن برقرار رہے۔

چوتھی وجہ وہی مسئلہ خلق قرآن...... جسکا مقدمہ امام احمد بن حنبل نے مدتوں لڑا تھا، اب جا کہ کچھ دب گیا تھا۔معتزلہ کے حوصلے ابھی جوان، اور حکومت عباسیہ ابھی سر پہ موجود تھی۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نے یہ فیصلہ فرمالیا۔کہ کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ امام کی قربانی رائگاں جائے اور معتزلہ کے حوصلے بلند ہوجائیں۔آنجنابؒ کے مسند حنبلیہ پر بیٹھتے ہی معتزلہ کے رہے سہے ارادے بھی سرد پڑ گئے، اور آج دنیا میں کہیں بھی نام نشان نہ رہا۔

آخری اور اہم وجہ یہ بھی منقول ہے کہ ایک رات حضور پاک ﷺ کو خواب میں سید الانبیاء ﷺ کی زیارت ہوئی۔دیکھا کہ امام احمد بن حنبلؒ اپنی ریش مبارک کو پکڑے سرکار مدینہ کی خدمت میں عرض کررہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے محی الدین کو فرمائیں کہ وہ اس بوڑھے کی حمایت کریں۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے سید عبدالقادر ان کی درخواست کو پورا کرو۔آپ نے حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے الصبح فجر کی نماز حنبلی مصلیٰ پر ادا کی۔آپ کا نماز ادا فرمانا تھا کہ مخلوق خدا کا اژدھام ہو

Marfat.com

گیا۔ یہ وہ مصلیٰ تھا جہاں امام کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوتا تھا۔ اگر آپ ﷺ اس مصلیٰ پہ نماز ادا نہ فرماتے تو ممکن تھا یہ فقہ ختم ہو جاتا۔ نہیں تو کم از کم اہل سنت والجماعت میں تو اسکی جگہ مشکل ہی بنتی۔ واللہ اعلم بالصواب

[۶] ابوالحسن علی بن اسمعیل الاشعری (م ۳۲۴ھ) آپؒ پہلے پہل معتزلی خیال کے تھے، انتہائی زیرک اور دانا تھے۔ ایک دن ان کا اپنے استاد ابو علی محمد بن عبدالوہاب الجبائی (۳۰۳ھ) جو معتزلہ کا سردار مانا جاتا تھا، سے اسی بات پہ مناظرہ ہو گیا، آپؒ نے اسے لاجواب کر دیا۔ مسجد میں آ کر توبہ کی باقی تمام عمر معتزلہ کے رد میں گزری، آپ علم الکلام کے ماہر تھے اسکی روشنی میں بے شمار کتب لکھیں جن میں مشہور ''الابانة فی اصول الدیانة'' اور دوسری ''اللمع فی الرد علی اهل الزیغ والبدع'' جسمیں انہوں اپنے عقیدہ اور اپنے حنبلی ہونے کا اظہار کیا۔ اسکے ساتھ ہی معتزلہ کے رد کیلئے علم الکلام ایک باقاعدہ فن اور اشعری اس فن کے امام ٹھہرے۔ اب اشعریوں کا نام صوفیاء کی فہرست میں بھی آ گیا۔ امام احمد بن حنبل کے متبعین نے آپ کی وفات کے بعد تشدد کا رستہ بھی اپنا لیا۔ مگر امام احمد خود حضرت بشر حافی (۲۲۷ھ) اور حارث المحاسبی (۲۴۳ھ) سے بے حد متاثر تھے۔

[۷] علماء، جدل و مناظرہ کے قائل ہوتے ہیں۔ انکی محفل میں بعض اوقات لاجواب ہونا پڑتا ہے اور کبھی شکست خوردہ ہو کر خاموشی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ چونکہ انکا تعلق قال سے زیادہ ہوتا ہے۔ مگر یہاں معاملہ اور ہوتا ہے، یہاں لاجواب کرنے یہاں خاموش کرنے کی کیفیت نہیں بلکہ دلی اطمینان اور روحانی تسکین کا ساماں کیا جاتا ہے یہاں واسطہ ایسے عیسیٰ نفس سے ہوتا ہے کہ جسکا محض توجہ سے دیکھنا بھی تمام مسائل کا جواب اور تمام مشکلات کا حل ہو۔ یہاں بہ نسبت قال کے حال کا غلبہ ہوتا ہے۔ یہاں بات علم الیقین سے بڑھ کر حق الیقین کا درجہ حاصل کر چکی ہوتی ہے۔ لہذا اولیاء و صوفیاء کی مجالس روحانی تسکین کا اہتمام زیادہ کرتی ہیں اور یہ انکے فرائض منصبی میں بھی ہے۔ پیچ و تاب کی بجائے سوز و ساز کا ساماں میسر کریں۔

میری زندگی کی راتیں اسی کشمکش میں گزریں
کبھی سوز و سازِ رومیؔ کبھی پیچ و تابِ رازیؔ

(اقبالؒ)

Marfat.com

[۸] محسن انسانیت ﷺ نے جونظام متعارف کروایا تھاوہ اس نظریہ کے بالکل الٹ تھا۔آپ ﷺ نے تمام کو یکساں نمائندگی دی۔اور جمہوریت کی صحیح ،اصل روح پیدا کی۔یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر روحانی اور سیاسی پیشوائی صرف ایک نسل کا حق ہے تو پھر سلطنت روما کے شاہی نظام میں کیا خرابی تھی...... اور ایران کا قدیم شہنشاہی نظام کیوں مفلوج تھا؟اور ان سب کے برعکس سرکار دو عالم ﷺ نے کیا نظام لاگو کیا جو آخری امت کے تقاضوں کو قیامت تک پورا کرنے کیلئے کافی ہو۔یہ ایک سیاسی تناؤ تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک مذہب کی صورت اختیار کر گیا اور ساتھ ہی اپنے عقائد کی بھی علیحدہ گروہ بندی کر لی۔

[۹] شیعہ امامیہ کا یہ فرقہ امام جعفرؑ الصادق کے بیٹے اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔یہ لوگ اثناعشریہ کے برعکس امام موسی کاظم کی بجائے اسماعیل کو امام سمجھتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں کہ امامت اسماعیل سے منتقل ہو کر محمد المکتوم کو ملی، یہ مستور ائمہ میں سے پہلے امام تھے۔آخرامام عبد اللہ المھدی ہوئے جن کو ''ملک المغرب'' بھی کہا جاتا ہے۔بعد میں انہیں کی اولاد مصر میں بادشاہ ہوئی اور یہی فاطمی کہلائے۔

انہیں لوگوں کو باطنی کہا جاتا ہے شروع میں ان کو خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا،اور یہ فارس کی طرف بھاگ گئے۔وہاں ایرانی نظریات سے متاثر ہوئے،مشرق وسطی میں بھی قتل وغارت کا خوب بازار گرم کیا۔اسماعیلیہ کا اولین داعی ویصان نامی ایک شخص تھا اس نے یہ مذہب عبد اللہ القداح سے حاصل کیا،غالباً یہی میمون القداح ہے۔وہاں سے مغرب میں مقیم ہوئے اور اپنی جمعیت برقرار کرتے ہوئے آخر خلافت عباسیہ سے مصر کی سلطنت چھین لی۔

[۱۰] شیعہ کے (۷۰) کے لگ بھگ فرقے گنے گئے ہیں جو اپنے اعتقاد کی بنا پر ہوئے۔اسماعیلیہ اور اثناعشریہ زیادہ مشہور ہوئے۔ابتداً یہی اثناعشری ہی امامیہ کے نام سے تھے جب اسماعیلی جدا ہوئے تو امامیہ، اثناعشری رہ گئے۔اس دلیل کی بنا پر کہ امامت جناب علی کرم اللہ وجہہ سے امام حسن وحسین پھر بترتیب امام زین العابدین، محمد باقر، جعفر الصادق، موسی کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری۔اور انکے بعد ان کے بیٹے محمد مہدی کو ملی جو سرمن رای کی غار میں اپنی والدہ کے روبرو داخل ہوئے اور کبھی لوٹ کر نہ

Marfat.com

آئے۔ان کی عمر کے بارے بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ان کے بعد لوگوں نے اپنے اپنے مفاد کی خاطر بے جا قصے کہانیاں گھڑ لیں جن میں ان کا اپنا مفاد تو ہوسکتا ہے مگر اہل بیت رسول ﷺ کا سراسر نقصان ہی ہوا۔

[۱۱] امام محمد مہدیؑ کے بارے میں ہر فرقہ اپنے الگ الگ تاثرات رکھتا ہے۔اور عجیب سے عجیب تر تصورات آئے دن سامنے آئے رہتے ہیں۔ بہر حال ہم امام مہدی کے بارے میں اپنے عقلی و نقلی دلائل تفصیل سے پیش کرتے ہیں:

اس لا متناہی کائنات میں دو نظام کارفرما ہیں۔ایک ''ظاہر''(Outward)اور دوسرا ''باطن'' (Inward) اسی ظاہر کو 'عالمِ شہود' اور باطن کو 'عالمِ غیب' سے عبارت کرتے ہیں۔روح کا تعلق بھی ''عالمِ غیب'' یا ''باطن'' سے ہے۔''عالمِ غیب'' میں ایک پراسرار قوت اور غیر مرئی طاقت کارفرما ہے جو عالم غیب یا کائنات (Univese) کے باطنی نظام (Inside System) کو کنٹرول کرتی ہے جو ''قرب'' (Nearness or Vicinity) کے نام سے موسوم ہے آپ اسکو 'تقرب بالذات'' بھی کہہ سکتے ہیں۔بالکل اور بعنیہ اسی طرح جس طرح ایک لا متناہی (کائناتی) شمسی نظام میں ایک قوت کششِ ثقل موجود ہے۔اس کائنات کے ظاہری و باطنی نظام صرف اسی قوت کے باعث ہیں۔ورنہ ''لو لا کلمة الفصل لقضی بینھم'' ''کہ اگر ایک کلمہ فاصل نہ آچکا ہوتا تو انکا (عالم شہود) قصہ تمام ہو چکا ہوتا''۔یہی چیز دوسرے لفظوں میں ''تقرب الی اللہ'' ہے۔

انسان اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا تخلیق کردہ ایک انوکھا شہکار ہے۔اور 'عالمِ اکبر' دنیا میں ''عالمِ اصغر'' کا درجہ رکھتا ہے۔جسطرح کائنات کی اشیاء کی ماہیت (Astronomy) اور آفاق کی ہیت (Matter of Fact) پر، قرآن تدبر اور تفکر کی دعوت دیتا ہے اسی قدر انسان کو اپنی اصلیت اور ماہیت پر بھی تدبر اور تفکر کی دعوت اس مژدہ کے ساتھ دیتا ہے ''سنریھم آیاتنا فی الا فاق وفی انفسھم'' ''کہ عنقریب ہم انکو دکھلائیں گے آفاق میں نشانیاں اور خود انکو اپنی ذات میں''۔

تبھی مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ''من عرف نفسه فقد عرف ربه'' اور اسکی (Definition) یوں بھی کی۔

Marfat.com

اتحسب انك جرم صغير
وفيك انطوی العالم الاکبر

آپکی تقلید میں باقی فلاسفہ نے بھی یہی کہا۔

''روح'' (Soul) جو باطنی قوت (Spirit) ہے اسکا انسان کے ساتھ ایک (Solid Relation) ہے۔اس عالم اصغر (انسان) کے تمام اقوال وافعال اسی کے مرہونِ منت ہیں۔جسطرح کہ آج کے دور میں کمپیوٹر پہ بیٹھ کر ساری دنیا کو کنٹرول کرلیا جاتا۔اسی حقیقت نے آج سائنس اور تصوف کی درمیانی خلیج کو کم کردیا ہے۔یہود کے سوال یسئلونك عن الروح کے جواب میں روح کی حقیقت وماہیت بھی آشکار کردی گئی کہ الروح من امر ربی روح تو میرے رب کے لامحدودا وامر میں سے ایک امر کا نام ہے اور ساتھ ہی ''وماا وتیتم من علم الاقلیلا '' کی مہر ثبت کردی گئی کہ تم (عالمِ انسانیت) کو صرف روح کے علم سے ''من '' عطا کیا گیا ہے اگر اس کے متعلق ''عن '' کا دعویٰ کرو گے تو ''علم الہی '' میں تمہاری یہ بات غیر متوازن شمار ہوگی۔

اب ''عالمِ ارواح'' یعنی انسانیت کی روئیدگی وبالیدگی کے لیے جس ابر کرم، شمس رحمت کا اہتمام فرمایا گیا اسکا تذکرہ یوں ہے۔انا ارسلنك شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياإلى الله باذنه وسراجاً منيراً۔یعنی ذات محمدی جملہ مذکورہ صفات کے ساتھ اور آپ ﷺ کے تمام لشکری (انبیاء علیہم السلام) کی ذاتِ بابرکات جو ''عالمِ روح'' کے لیے ''مقصود ذات'' اور ''تقرب اِلی اللہ'' کا پیغام لے کر آئے، ظاہری وباطنی نظام کے مرقع زریں تھے۔

خاتم الامامت (نبوت ورسالت) کے آجانے کے بعد یہ سلسلہ خاتم الامامت (ولائیت) کی طرف موڑ دیا گیا۔یہی سنت الہی ہے،اب ''تعرج و تنزل الملا ئکه والروح '' کا جو تعلق خاتم الامامت (نبوت ورسالت) کے ساتھ تھا وہ ممکن نہیں (یعنی روح القدس وروح الامین کا وحی الہی کے ساتھ تنزل) جبکہ روح کا جسد (عالم اجسام) سے تعلق رہے گا۔جب تک کہ وہ خاتم الامامت (ولائیت) مہدی موعود نہ آجائے......اور برقرار رہیگا جب تک کہ یہ نظام دگرگوں نہ ہوجائے۔

الشیخ قطب الاقطاب غوثِ جیلانی کا فرمان ہے کہ ''نبوت خدائی کا سایہ ہے جبکہ امامت

Marfat.com

(ولائیت) نبوت کا سایہ ہے" ؛ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ولائیت دراصل نبوت کا حقیقی "پرتو" ہے۔اس تمام تر نظام (ولائیت) کا منبع و مصدر امام ولائیت علی الاالمرتضیٰ علیہ اسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ان کے باطنی علوم کا دارومدار "وحی من اللہ" پر نہیں بلکہ "من لدنا علما" پر ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا نظریہ ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں۔ "چنانچہ اولیائے اُمت میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی طور پر حضرت علیؓ کے خاندانِ اُمت سے (اکتسابِ ولایت کے لئے) وابستہ نہ ہو۔"

اسلام کا نظام باطنی اسی سنت کے مطابق چل رہا ہے۔جس میں اہل طریقت وصفا کی نزدیک ،غوث ، قطب ،اوتاد، ابدال ،امین ، اخیار ، ابرار، نقباء ، نجباء، عمد ، مکتوم ، فرد ؛ کی اصطلاحات مشہور ہیں۔جناب مولائے کائنات سے یہ منصب بالترتیب اور بتدریج آپکی اولاد امجاد کو منتقل ہوا۔وہ سب کے سب اپنے وقت میں عبداللہ، خلیفۃ اللہ، مہدی وہادی تھے۔نبی اسرائیل کی تاریخ کے متعلق قرآن نے بارہ چشموں اور بارہ نقیبوں کا ذکر فرمایا ہے، تخلیق کائنات سے بارہ مہینوں کا نظام بھی خدائی نظام کا حصہ ہے۔بالکل اسی سنت کے تحت حضور خاتم الامامت (نبوت ورسالت) کے نقیبوں کی تعداد بھی بارہ ہے۔جو سیدنا علی کرم اللہ وجہ اور حسنین کریمین سے لیکر سید الشہداء کی اولاد میں سیدنا امام مہدی ہادی محمد بن حسن العسکری تک ہے۔انہی ائمہ "اثناعشر" پر نبی صادق ومصدوق کی احادیث شاہد و عادل ہیں اور ان کی شخصیت صدق وتصدیق اور شناخت قطعیت کی حد تک پہنچتی ہے۔یہی ائمہ "اثناعشر" بارہ امام اور باطنی نظام کے وارث ہیں۔ان میں کوئی بھی "امام غائب" "نہیں"۔(یہ کیسے ممکن ہے کہ امت حاضر ہو، اور امام غائب؟؟!!۔

اسلام میں جن زندہ چار شخصیات کا ذکر ہے۔ان میں خواجہ خضر علیہ اسلام، الیاس، ادریس عیسیٰ علیہم اسلام ہیں۔انبیاء کے متعلق ہماری تاریخ میں زیادہ تر روایات کا حصہ اسرائیلی ہے۔جنکو علماء تفسیر اسرائیلیات کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور انکی حیثیت بھی معلومات کی حد تک ہے۔مسلّم امر نہیں۔ان میں جناب خضر کے بارے میں قرآن انکے نبی ہونے کی کوئی وضاحت نہیں کرتا۔اور دوسری طرف ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کے قول کے مطابق الیاس اور ادریس بھی ایک ہی نبی کا نام ہے۔" موجود ہے۔انکی

Marfat.com

(Gradation) اور ایسی روایات کو (Classify) کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔

اب اس باطنی نظام میں جناب خضر اور عیسیٰ کا گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے۔ ان کے افعال بھی غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت خضرؑ کے بارے میں اہل شریعت اور اہل تصوف کے نزدیک ''عالمِ باطن'' میں راہنمائی کا فریضہ ادا کرنے کا عقیدہ ثابت ہے۔ اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کے لیے تشریف لانا بھی ایک متفق و مسلم امر ہے۔

سائنسی، دینی، شرعی اور حقیقی رائے کی بنیاد پر لمبی سے لمبی یا ابدی حیات پانا خداوند ذوالجلال وحادث وقدیم کیلئے یسیر و آسان امر ہے۔ باطنی نظام کے (سپاہی) علمبردار ایک نہیں تمام حیات ابدی کے مظہر ہیں۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی
(اقبالؒ)

رہا مسئلہ...... ''فلسفہ غیب'' تو جب عالم روحانیت کی طرف ابر رحمت ارسال فرمائے تب ایک چیز پردے میں رہی۔ جسطرح ستاروں کو چمکانے والا (سورج) پردے میں غائب رہتا ہے۔ اور ستارے چمک چمک کر اطلاع دیتے رہتے ہیں کہ ہمیں چمکانے والا ابھی پردے میں ہے۔ جب اسکا ظہور ہوگا تب ہم غائب ہو جائیں گے۔ جب '' انی رسول اللہ إلیکم جمیعاً '' کا اعلان کرنے والا ظاہر ہوا تب ''من بعد اسمہ احمد '' کا مژدہ حق سنانے والے ایک لاکھ چوبیس ہزار روپوش ہو گئے۔ اور سراج منیر اپنی پوری آب و تاب، تمام مہتابیوں اور دلفریبوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوا۔

مہدی برحق آخرالزمان ''پرتو'' نبی برحق آخرالزمان ہے۔ اور ابھی زمانہ کا اختتام نہیں ہوا ابھی روحانیت کے علمبردار اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں جب یہ تمام روپوش (غیب) ہو جائیں گے تب خاتم الائمہ مہدی کا ظہور اتم ہوگا جو آل فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے ہوگا اور اپنے نانا نبی برحق خاتم الانبیاء والرسل کی سیرت و صورت اور اخلاق و عادات کا مظہر اتم ہوگا۔ انؑ کا نام، آپ ﷺ کے نام اور انکے والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے مثل ہوگا۔ اور اسی پر نظام کائنات کا انجام بالخیر ہوگا۔

Marfat.com

''فلسفہ غیبت امام غائب یا امام موعود'' تو اس کی وضاحت کے لیے ہمیں تھوڑا پیچھے جانا پڑے گا۔ کسی امتحان میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو انعام میں فرمایا۔ ''انی جاعلك للناس اماماً'' تو انہوں نے از روئے لطف والفت عرض کی'' قال ومن ذریتی'' ۔فرمان باری تعالیٰ ہوا'' لاینال عهدی الظلمین'' کہ کیا یہی امامت (نبوت ورسالت) میری اولاد کے لیے بھی ہوگی ۔فرمایا: ہاں مگر ظالموں کے لیے میرا یہ عہد نہ ہوگا۔تاریخ شاہد ہے کہ ابراہیم کے دو صاحبزادے امامت (نبوت) سے سرفراز کیے گئے مگر بعد میں نبوت صرف خاندان حضرت اسحاق میں چلتی رہی۔اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ، ثم نعوذ باللہ کہ اولاد اسماعیل میں ظالمین تھے، جو امامت عطا نہیں ہوئی......؟ نہیں بلکہ اسکا سبب یہ ہے کہ اسماعیل فرزند اکبر ابراہیم وذبیح اللہ علیہ السلام کا اپنے آپ کو بلا چوں وچراں اپنے رب کریم کے حضور قربانی کے لیے پیش کر دینا......جس عزم واستقلال کا مظاہر زمین وآسمان تو کیا ابھی تمام مظاہر فطرت کی آنکھ سے اوجھل تھا......کیا......،اور صبر کے ساتھ......! تو خلیل اللہ نے اپنے اس علم كذالك نرى ابراهيم ملكوت السموت والارض کے مطابق وہ چیز وہ امام غائب (رسول ونبی برحق وخاتم انبیاء) اپنے فرزند اسماعیل کے لیے بطور انعام طلب فرمالیا کہ جب دونوں باپ بیٹا (اسماعیلؑ وابراہیمؑ) خانہ خدا کی دیواریں اونچی کر رہے تھے تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔

''ربنا وبعث فيهم رسولا منهم يتلو عليهم اياته و يز كيهم''۔اللہ تعالیٰ نے وہ انعام اور امام کا فیصلہ اولاد اسماعیل کے حق میں کر دیا کہ بے شک امامت اسحاق کی اولاد میں متواتر رہے گی مگر وہ خاتمہ الائمہ کائنات کی تمام سرفرازیوں کے ساتھ اولاد اسماعیل میں جلوہ گر ہوگا۔اور اولاد اسماعیل میں صرف اکلوتا نبی اس لیے بھیجا گیا تاکہ کسی کو اسکے خاتم الرسل ہونے میں کلام نہ رہے۔وہ تنہا ہو......امامت کی تمام انفرادی اور اجتماعی خصوصیات کا حامل ہو۔اس لیے آپ نے فرمایا'' انا دعوة ابی ابراهيم ''میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں''۔یوں ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا عہد بھی مساوی طریقہ سے اولاد ابراہیم میں تقسیم ہوا۔اور جناب اسماعیل کو ذبح عظیم کا فدیہ بھی عطا فرما دیا گیا۔

اب ہم آتے ہیں اپنے اس موضوع کی طرف جو''امام غائب'' محمد مہدی علیہ السلام کا ہے۔امامت کا عظیم منصب جناب علیؑ المرتضیٰ کو حضور ﷺ سے تفویض ہوا، گویا آپ کرم اللہ وجہہ الکریم

Marfat.com

کی ذات مبارکہ منبع ومصدر (امامت وولایت) ہے اور اس (روحانی) نظام شمسی میں امام حسنؑ قطب اکبر ہیں۔ پھر امام حسین علیہ السلام سے لے کر امام محمد مہدی بن امام حسن عسکری تک تمام آئمہ (اپنے زمانہ میں) قطب اوسط کے درجہ پر فائز تھے۔ اور یہی منصب ان سے شیخ عبدالقادر جیلانی کو عطا ہوا۔ باقی لوگ اس نظام میں ابدال اور اوتاد کے اوصاف سے متصف ہیں۔ اب یہاں بھی دوبارہ وہی سوال ہے کہ ۱۰ اماموں کا انعام اولاد امام حسین علیہ السلام میں رکھا گیا ...... کیا اولاد حسنؑ اس (منصب) کی اہل نہ تھی؟ (نعوذ باللہ) یہ وہی مسئلہ غیابت ہے۔ اور وہی فلسفہ تقسیم انعام ہے۔ علماء اسلام کے نزدیک ایک مسلم امر ہے کہ سر الشہادتین کا فلسفہ یہی ہے کہ یہ انعام خاتم الانبیاء ﷺ سے حسنین کریمین کو عطا ہوا اور پھر حسینؑ کی شہادت جلی کا انعام ائمہ "اثنا عشر" بارہ امام ونقیب مصطفیٰ ﷺ عطا ہوئے، جبکہ حسن المجتبیٰ کی شہادت خفی، اپنی رضا ورغبت اور رضا الٰہی کی پاس داری کرتے ہوئے خلافت ظاہری سے دستبردار ہو جانا (بالکل اسی طرح جسطرح اسماعیل رضا رب جلیل کی خاطر قربان ہوئے اپنی خوش دلی سے) اسکا انعام امام حسن علیہ السلام کو خاتم الائمہ (ولایت) کی صورت عطا کیا جائے گا اس اعلان کے ساتھ اے حسن......! جسطرح تو نے عزم واستقلال سے ہماری رضا کی خاطر خلافت ظاہری سے دستبرداری کو قبول کیا۔ آج ہم ظاہری وباطنی خلافت کی تمام تر سرفرازیوں کا تاج تیرے فرزند ارجمند کے فرق ناز پر رکھ دیں گے۔ چونکہ یہ وعدہ رب کائنات نے اپنے محبوب نبی ابراہیمؑ کے ساتھ " ان اللہ لا یخلف المیعاد اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا " کے تحت فرمایا تھا۔

جب حضرت امام حسنؑ سے خلافت ظاہری چلی گئی تو پھر امام حسن وحسین علیہما السلام سے لے کر محمد مہدیؑ تک خلافت باطنی تھی ...... آخر زمانہ میں یہ ثابت کر دیا جائے گا کہ خلافت ظاہری وباطنی آج بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا پہ مکمل کر دی گئی آج کے بعد اور کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔ امام محمد مہدی امام آخر الزمان نسباً حسنی وحسینی ہوں گے۔ اور روئے زمین اور کائنات کا آخری خلیفہ ہوں گے...... اور یہ سب اس لیے ہوگا کہ آج کے بعد کوئی خلافت کا دعویٰ دار نہ ہوگا۔ اسی خلیفہ اللہ فی الارض کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام جیسی عظیم الشان ہستی نماز پڑھنے میں فخر محسوس کرے گی جسکے بارے میں رسول خدا ﷺ کی نوید ہے کہ " کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وإمامکم منکم " "تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا"۔

Marfat.com

صاحب مشکوۃ نے ابوداؤد کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بیٹے حسنؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے بالکل اسی طرح جسطرح نبی ﷺ نے نام رکھا تھا عنقریب اسکے صلب سے ایک آدمی نکلے گا جو نام اور خلق میں تمہارے نبی ﷺ کی مشابہہ ہوگا مگر خلقت میں نہیں پھر وہی قصہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا......الآ خر۔

(ابوداؤد شریف المہدی ۳۸۳۹)

یہ اکلوتا خاتم امامت (ولایت) بالکل اسی طرح آئے گا جسطرح وہ اکلوتا خاتم الامامت (نبوت ورسالت) آیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ وسلم۔

وہ معصوم محفوظ، مقصود بالذات، عبداللہ، خلیفۃ اللہ، اور اعلی واکمل ترین فرد ہوتا ہے اسی لیے غائب رکھا جاتا ہے۔ چونکہ وہ ایک بیش بہا خزانہ ہوتا ہے۔ اور خزانہ ہمیشہ چھپا ہوا اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ اور اسکے ظاہر ہونے کا ایک مقرر وقت ہے۔ بقول قرآن "یجلها لوقتها الا هو"۔ "اسی وقت پر وہ ظاہر ہوگا"۔

اب سوال یہ نہیں کہ بارہویں امام کو پیدا کر کے غائب کیوں رکھا، کیونکہ بارہ امام یعنی ائمہ اثناعشر ظاہر ہو چکے ہیں۔ جو ظاہر ہو کر غائب ہو وہ خزانہ، خزانہ نہیں رہتا......خزانہ وہی ہے جو شروع سے ہی پوشیدہ ہو اگر ظاہر ہو تو پھر وسائل میں شمار ہوتا ہے۔

یہ کیفیت بھی بعینہ اسی طرح ہے جسطرح سید لولاک ﷺ نے فرمایا۔ "کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین اور کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد" "میں تب بھی نبی تھا جب آدم ابھی آب وگل اور روح وجسد کے کشمکش سے دوچار تھے"۔

گویا نبی علیہ السلام کی خلقت معنوی تب بھی ظہور میں آچکی تھی جبکہ ابھی خلقت ظاہری کا وجود نہیں۔ اسی طرح خاتم الامامت (ولائیت) کی خلقت معنوی بھی موجود ہے جبکہ ابھی خلقت ظاہری (پیدائش) کا وقت نہیں وہ ایک پوشیدہ خزانہ ہے جو اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوگا۔ اسکا وقت اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے علم میں ہے۔ اور اسے ایک عرصے تک قدرتی خزانوں میں چھپا کر رکھنا تدبیر اور مکر الٰہی کا ایک حصہ ہے۔ اهدنا الصراط المستقيم ...... عسى ان يهدين ربى لا قرب من هذا رشداً

Marfat.com

[۱۲] احیائے دین کے سلسلہ میں آپ کا ایک کارنامہ جہاد کی روح کو زندہ کرنا ہے۔ آپ کا دور انتہائی ابتلاء کا دور تھا۔ خلفاء وقت نہایت آرام طلب ہو چکے تھے جہاد بالسیف کی روح مرتی جا رہی تھی۔ ادھر مشرق میں فتنہ تاتار پنپ رہا تھا اور اہل مغرب بھی صلیبی جنگوں کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اندرون ملک اسماعیلیہ نے قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ان حالات میں آپؒ نے ''حرکۃ الجہاد'' کو منظم وفعال کیا۔ مجاہدین کی ایک بڑی تعداد تیار کر کے محاذ جنگ پر روانہ کیا۔ اپنے بیٹے سید عبدالعزیزؒ کو شمالی علاقہ جبال اور کردستان میں بھیجا جہاں آپ نے اپنے پر تاثیر خطابات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں جذبہ جہاد کی نئی روح پھونکی۔ سلطان صلاح الدینؒ ایوبی کا باپ نجم الدین ایوب آپ کا مرید اور تربیت یافتہ مجاہد تھا۔ خود سلطان بھی اپنے والد کے ہمراہ بغداد بارگاہ غوثیہ میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ یہ لڑکا اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح ہوگا...... سو آپ کی یہ پیش گوئی بھی حقیقت بن کر سامنے آئی۔

آج کسی بھی دلیل کی ضرورت نہیں، اپنے ہوں یا غیر' کوئی ایسا نہیں جو جناب غوث اعظم کے نام سے واقف نہ ہو۔ ہر سلسلہ کی شہرت بہر حال محدود و مخصوص ہے، واحد آپکی ذات ہے کہ جہاں جہاں اسلام گیا وہاں وہاں شاہ جیلانیؒ کا نام گیا۔ اور علم و عرفان کا کوئی مکتبہ یا شعبہ ہو آپکے ذکر کے بغیر نامکمل ہے۔ امت محمدیہ ﷺ میں جناب علی کرم اللہ وجہہ کے بعد جیسی وسعت شہرت آنجنابؒ کو حاصل ہے کسی فرد و بشر کو میسر نہیں ۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

میرے عزیز دوست جناب پیر محمد طاہر حسین برمنگھم (برطانیہ) میں، امام بیت المقدس امام یوسف بن ابی سنینہ، سے اپنی ایک ملاقات کا واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگے کہ میں نے امام صاحب سے جھجھکتے ہوئے پوچھا کہ حضرت ادھر بھی سلاسل تصوف کا وجود ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا: کہ جناب آپ بھی کسی سلسلہ سے متعلق ہیں؟ تو امام صاحب فرمانے لگے میں سلسلہ قادریہ شیخ سید غوث الاعظم کے سلسلہ سے متصل ہوں، اور یروشلم (اسرائیل) میں سلسلہ قادریہ

Marfat.com

پورے طمطراق سے موجود ہے۔ بیت المقدس کے سامنے والا بازار میں سلسلہ عالیہ کی بے شمار خانقاہیں بھی موجود ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں امام صاحب کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

ادھر مصر میں دیکھئے! سلسلہ شاذلیہ قادریہ بہت حد تک پھیلا ہوا ہے۔ مراکش اور پورے افریقہ میں تو آنجناب غوث اعظم کی اولاد کے بے شمار سلسلے بے حساب ہیں۔ اور رہی ہندو پاک کی حالت، تو آپ کے سامنے ہے۔ غوث پاک، محبوب سبحانی، شاہ جیلانی، باز اشہب، شیخ عبدالقادر سے لے کر گیارہویں والے پیر تک......کئی القابات وخطابات سے عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کا ہر طبقہ خوب واقف ہے۔

Marfat.com

﴿حاصل دین﴾

[۱] تمام تر سلاسل کی تعلیمات کا دور بعد تک جاری رہا۔ مگر سلسلہ قادریہ کی مکمل تدوین آپؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ اگرچہ آج تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر درحقیقت آپ اپنی زندگی میں تمام تر فرائض سے عہدہ برآ ہو چکے تھے۔

[۲] طیف: ایسا خیال جو خواب میں آئے۔ ﴿An idea in dream﴾

حضرت حسانؓ بن ثابت نے اپنے ایک شعر میں کہا۔

دعْ ھذا، ولکن من لِطیفٍ

یُؤرِقُنِی اِذا ذھب العِشاءُ

چھوڑ دے اس کو مگر اس خیال کا کون (روکنے والا) ہے، جو مجھے رات گئے عشاء کے بعد بھی جگائے رکھتا ہے۔

[۳] تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو! کتاب خوان ہے مگر صاحب کتاب نہیں

﴿اقبال﴾

Marfat.com

[۴] حدیث پاک میں ہے۔ اتقوا فراسة المومن فإنه ينظر بنور الله مومن کی فراست سے ڈرو، وہ دیکھتا ہے تو نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ (جامع ترمذی)

[۵] ہر چیز اپنے ظرف کے مطابق اثر قبول کرتی ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والی بارش اگرچہ ہر جا' خشک وتر پہ یکساں برستی ہے۔ مگر اس کا اثر مختلف چیزوں سے مختلف دیکھنے میں آتا ہے۔ پتوں پہ گرنے والے قطرے پھوار، پھولوں پہ پڑنے والے شبنم، صدف میں ٹھہرنے والے گوہر (موتی) بن جاتے ہیں۔ ہر چیز ایک ہی بارش کا اثر اپنی اپنی طبیعتوں کے مطابق دکھاتی ہے۔

[۶] اسم اپنے مسمیٰ سے الگ چیز ہے۔ مثلاً ایک کاغذ پہ اگر "زید" لکھا جائے اور پھر جلا دیا جائے تو مطلب کہ زید نہیں جلا' نام جل گیا۔ کلام الٰہی کا طرز استدلال دیکھئے کہ بسم الله الرحمن الرحیم میں..... واضح ہے کہ اللہ کے نام سے شروع، یعنی ثابت ہوا کہ اللہ اور ذات ہے اور اس کا نام ایک الگ شے ہے۔ چونکہ یہاں اسم اور اللہ علیحدہ علیحدہ استعمال ہوئے ہیں۔ (صوفیاء کا اس بارے میں معمولی اختلاف ضرور ہے بعض کہتے ہیں کہ اللہ اور اسماء اللہ ایک ہی چیز ہیں اور بعض اسماء کو اللہ سمجھتے ہیں نہ غیر اللہ)

[۷] مراقبہ یہ ہے کہ بندہ کو علم ہو کہ اللہ اسکو دیکھ رہا ہے۔ اور بندہ کا اس حالت کو ہمیشہ قائم رکھنا مراقبہ ہے۔ مراقبہ سے پہلے محاسبہ ضروری ہے محاسبہ یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس پر اختیار حاصل کرے۔ مراقبہ کی بابت اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وکان الله على كل شئى رقيبا ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے (احزاب:۵۲)۔

پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ فان لم تكن تراه فانه يراك یعنی اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ رہا تو پھر اللہ تجھے دیکھ رہا ہے (بخاری و مسلم کتاب الایمان)۔ ایک قول یہ ہے کہ رقبہ گردن کو کہتے ہیں اور اس کیفیت میں چونکہ گردن جھکی رہتی ہے اسلئے اسکو مراقبہ کہتے ہیں۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہین کہ جو شخص مراقبہ میں ثابت قدم رہا اسے صرف اپنے اللہ کے ہاں حظ کے فوت ہو جانے کا ڈر ہوگا کسی اور کے ہاں نہیں۔

[۸] مراقبہ دراصل حالت قرب ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: واذا سألك عبادی عنی فإنی قریب (البقرہ:۱۸۶)۔ قرب کے تین درجے ہیں پہلا درجہ کہ بندہ طرح طرح کی اطاعتیں کرے اور سمجھے کہ اللہ قریب ہے۔ دوسرا جیسا جنید بغدادیؒ نے فرمایا: دھیان رہے اللہ اپنے بندے کے اسی قدر

Marfat.com

قریب ہوتا جاتا ہے جس قدر بندوں کے قلوب اس کے قریب ہوتے جائیں۔ تیسرے درجے میں اکابر صوفیاء آتے ہیں۔ ابوالحسن نوریؒ نے ایک ملاقاتی سے پوچھا کہاں سے آئے ہو عرض کیا بغداد سے، پوچھا کس کی صحبت میں رہے ہو؟ کہا ابوحمزہؒ کی۔ فرمایا جب واپس جاؤ تو ابوحمزہ سے کہنا جسے ہم ''قرب القرب'' سمجھے تھے وہ تو دراصل ''بعد البعد'' تھا۔ ابویعقوب السوسیؒ نے فرمایا: جب تک قرب کا احساس رہے، قرب نہیں رہتا، خود کو منفی کر دیا جائے تو قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہی اصل میں مراقبہ ''نفی النفی'' ہے۔

❀❀❀

Marfat.com

مقام غوثیت

[ا] مقام غوثیت کبریٰ، تصوف کی اصطلاحات میں، قطب اوسط کا مقام ہے۔ جو اولیاء اللہ کے پورے نظام کلیۃ الاولیاء میں دائمی سربراہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور حضور غوث اعظم اس پر فائز ہیں۔ اور اسی لئے تمام اولیاء پر فائق بھی ہیں۔ اب سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اس منصب پر کوئی اور بھی فائز ہو سکتا ہے؟ تو اسکا جواب ہاں میں ہے۔ چونکہ نفس ولایت میں تمام اولیاء برابر ہیں البتہ درجات میں فرق ہے۔ جس طرح نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر البتہ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض کی نسبت فضیلت درجات میں فرق آ جاتا ہے۔ اب یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ اگر کوئی دوسرا' مقام غوثیت کبری پر فائز ہو جائے تو جناب غوث اعظم کی فوقیت کا کیا معنیٰ ہوا؟...... مختصر بات ہے کہ آپ کا قول أنا فی حضرة التقريب وحدی يصرفنی وحسبی ذوالجلالی حضور قدس میں تقرب خاص مجھے حاصل ہے، اور میرا رب ذوالجلال مجھے ایک درجے سے دوسرے پر فائز کرتا رہتا ہے۔

یعنی جب کوئی ولی ترقی کرتا ہوا آپ کے مرتبے کو پہنچتا ہے تو آپ کا ایک درجہ مزید بلند کر دیا جاتا ہے۔ یعنی آپ کا مقام مخدع برقرار رہتا ہے جو آپ کو کسی خاصیت کی بنا پر اپنے جد امجد سیدنا امام حسن علیہ السلام کے ملا۔ بعض کا اس سے یہ کہنا کہ دوسرے اولیاء کی تحقیر ہوتی ہے، قطعاً غلط اور لغو بات ہے۔ جیسے

Marfat.com

نبی ﷺ کی بلندی درجات سے دوسرے انبیاء کی تحقیر لازم نہیں آتی اسی طرح جناب کے مقام سے دوسرے اولیاء کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حضور ﷺ کا مقام محمود کسی کو میسر نہیں اسی طرح جناب غوث کا مقام مخدع بھی کسی کو میسر نہیں۔ آپ کے ایسے خصائص ہیں جو کچھ تو ہم بیان کر چکے ہیں باقی مزید آپکے سامنے بھی رکھیں گے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان الله یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء قال ثم یوضع له القبول فی الارض واذا ابغض عبدًا دعا جبرئیل فقال انی ابغض فلانا فابغضه قال فیبغضه جبرئیل ثم ینادی فی اهل السماء ان الله یبغض فلانا فابغضوه قال فیبغضونه ثم یوضع له البغضاء فی الارض .

(الجامع الصحیح للمسلم) حدیث نمبر 6656 باب اذا احب الله عبدا)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو حضرت جبرئیل امین کو بلا کر ارشاد فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل امین بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو تب آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں میں اس بندہ کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو (بداعمالیوں کے باعث) کسی سے بغض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل امین سے فرماتے ہیں میں فلاں شخص سے نفرت کرتا ہوں تو بھی اس سے نفرت کر پھر جبرئیل اس سے نفرت کرتا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان میں اعلان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے پھر زمین والوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کر دی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صراحتہً اعتراف کرتے ہوئے ''ہمعات'' میں لکھتے ہیں۔

''اب امت میں جسے بھی بارگاہِ رسالت ﷺ سے فیض ولایت نصیب ہوتا ہے۔ وہ یا تو نسبتِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نصیب ہوتا ہے۔ یا نسبتِ غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ سے، اسکے بغیر کوئی شخص مرتبہ ولایت پر فائز نہیں ہو سکتا۔ واضح رہے کہ نسبتِ غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نسبت علی مرتضیٰ ہی کا ایک باب اور اسی نور کی ایک کرن ہے''۔

ایم اعظم، مشیر اعلی اقتصادیات اقوام متحدہ کا ایک مضمون ''تصوف کیا ہے'' کے نام سے مؤقر جریدہ ''نوائے وقت لاہور'' (پیر ۔۱۴رمضان ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۱ستمبر ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ تو آیئے دورِ جدید کے اس اپ ٹو ڈیٹ دانشور کی تحقیق سے استفادہ کریں۔!!

''لاکھوں جو سلوک کا راستہ اختیار کرتے ہیں، ان میں سے صرف چند ایک ہی آخری منزل کو پاتے ہیں اور ان کو ولایت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ ہر ولی کو ولایت (تقدس) کا درجہ ملتا ہے مگر ان میں سے معدودے چند کو ولایت بھی مرحمت ہوتی ہے، یعنی ان کو مسانید ارشاد اور روحانی مملکتیں عطا ہوتی ہیں۔ کلیتہ الاولیاء کے مناصب صعوداُاس طرح ہیں۔ تین سواخیار، چالیس ابدال، سات نجباء، چار اوتاد، تین نقباء اور ایک قطب یا غوث۔ کئی بار جب نقباء کو بھی قطب کا نام دے دیا جاتا ہے تو اس وقت غوث کو قطب الاقطاب کا نام دیا جاتا ہے۔ قطب وقت کے وصال پر ان نقباء ہی سے ایک قطب بنایا جاتا ہے۔ کلیتہ الاولیا کے دائمی سربراہ سیدنا شیخ عبدالقادر الگیلانی ہیں۔ اس نسبت سے ان کا لقب غوث الاعظم ہے''۔

[۲] ان للہ تعالیٰ عبادا اِختصھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئک الامنون من عذاب اللہ۔

(جامع الاحادیث والمراسیل حدیث نمبر 6101 الھمزہ مع النون من الجامع الصغیر 356/2)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرما دیا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں انکے پاس لاتے ہیں یہی (حاجت روا) بندے اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

[۳] سورہ الکھف میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔

پھر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی شان سے نوازتا ہے کہ انبیا بھی ان کے دیدار کیلئے بے

Marfat.com

تاب ہوجائیں۔اور پروردگار عالم سے انکی ملاقات طلب کریں۔

دیکھیے! واقعہ موسیٰ وخضر---- قرآن مقدس فرماتا ہے۔و آتینہ' من لدنا علما۔اور خضر کو ہم نے اپنے پاس کا علم دیا۔ایسا علم---- جو بھی موسیٰ علیہ السلام سے بھی پوشیدہ رکھا گیا تھا۔

اگر ایسے میں ہی اللہ اپنے کسی چنیدہ اور پسندیدہ بندہ کو کائنات پر تصرف دے تو کیا عجب ---- کہ اسکے ابرو خم کھائیں تو حالات بدل جائیں---- وہ چاہے تو فطرت اپنے تقاضوں کو چھوڑ دے، وہ اشارہ کرے تو حقیقتیں منکشف ہوجائیں۔اسکی موجودگی ظلمات کو نور کردے۔

اور اسمیں کیا عجب خلاق کائنات بندہ کو مولا کر دے اور اسکے کہنے سے تقدیریں بدل جائیں۔اور اسمیں بھی کیا عجب کہ عبدالقادر کو غوثِ اعظم کردے اور کائنات کا تصرف عطا کردے۔

[۴] بعض کتب تصوف میں ان کی ترتیب یوں ہے۔

انکے درجات کچھ یوں ہیں:

نقیب و نجیب

انکی تعداد تین سے سات سو تک ہے کشف المحجوب میں ہے کہ یہ لوگوں کے حال پر واقف ہوتے ہیں۔یہ لوگوں کی اصلاح و درستی پر مامور ہیں۔جب کسی نجیب کی وفات ہوجاتی ہے تو اسکی جگہ نقیب کو مقرر کردیا جاتا ہے۔

اخیار

انکی تعداد تین سو ہے اور یہ غوث کے سپاہی ہوتے ہیں۔

ابدال

انکی تعداد چالیس ہے۔سات مسلسل سفر میں رہتے ہیں۔چھ سو عام ابدال ہیں۔جب کوئی ابدال فوت ہوجاتا ہے تو ان میں سے کوئی اسکی جگہ مقرر کردیا جاتا ہے۔اور عوام سے کسی کو ترقی دے کر چھ سو کا عدد پورا کرلیا جاتا ہے۔کچھ ابدال صورت بدل لیتے ہیں۔

امناء

انکی تعداد سات ہے۔انکی حیثیت خیمہ کی رسیوں کی مانند ہوتی ہے۔یہ کائنات کے رازوں کے

Marfat.com

بھی امانت دار ہیں۔

عمود

انکی تعداد چار ہے۔ یہ اوتاد بھی کہلاتے ہیں۔ انکی مثال میخوں کی طرح ہے۔

اقطاب

یہ ایک پورا نظام ہے۔ جسمیں ایک افضل قطب، قطبِ حقیقی ہوتا ہے۔ اسکو قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ قطب عالم چاہے تو کسی ولی کو ولائت سے معزول اور بحال کرسکتا ہے۔ مردوں کو جلانے اور کائنات کے کسی نظام کو بدلنے تک، اسکے تصرف میں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی قطب مدار سے ترقی پا کر فرد ہو جاتا ہے تو یہ علی المرتضٰی کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔ جیسے ان میں ایک حقیقی قطب جو غوث ہوتا ہے اسکا تصرف زمین سے لے کر آسمان تک ہوتا ہے۔ وہ ان اقطاب کا مرکز ہوتا ہے۔ اسکی دعا سے ولائیت کے درجات بھی مل جاتے ہیں۔ جسطرح کہ غوث الاغواث السید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔

اھل مراتب کے اسماء

سب نقیبوں کا نام ''علی'' اور سب نجیبوں کا نام ''حسن'' اور تمام اخیار کا نام ''حسین'' ہوتا ہے۔ اوتاد یا عمائد کا نام ''محمد'' اور ابدالوں کے نام ''احمد'' ہوتے ہیں۔ اور ایک غوث ہوتا ہے جسکا نام ''عبد اللہ'' ہوتا ہے۔ وہ عارفوں اور عرشیوں میں اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں دنیا خواہ انہیں کسی نام سے پکارے۔

احادیث میں بھی ایسے اشخاص کا ذکر خاصا تفصیل سے ہے، ہم یہاں مختصراً نقل کرتے ہیں۔

ابن عبید قال ذکر اھل الشام عند علی بن ابی طالبؓ وھو بالعراق فقالو العنھم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الا بدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلمامات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر علی الا عداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ (مسند احمدؒ، ۸۵۴)

ابن عبید کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ کے پاس اہل شام کا ذکر ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ ان پر لعنت کریں تو آپؑ نے فرمایا نہیں۔ میں نے رسول ﷺ سے سنا کہ شام میں چالیس

Marfat.com

ابدال ہیں۔ اگر کوئی فوت ہو جائے تو اسکی جگہ دوسرا مقرر کیا جاتا ہے۔ انہیں کے وسیلے سے بارش ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور انہیں کی وجہ سے اہل شام سے عذاب ٹلا ہوا ہے۔

عن انس عن النبی قال ان اللہ عزوجل انی لاھم باھل الارض عذابا فاذا نظرت الی عمار بیوتی والمتحابین فی والمستغفرین بالاسحار صرفت عذابی عنھم .

(البیھقی فی شعب حدیث نمبر 5647)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میرے گھروں کو آباد کرنیوالوں اور میرے لیے باھم محبت رکھنے والوں اور پچھلی رات استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا عذاب لوگوں سے روک لیتا ہوں۔

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ الابدال فی امتی ثلاثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون.

(جامع الاحادیث والمراسیل حدیث نمبر 9656)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں تیس ابدال ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر بارش برستی ہے اور انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے''۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول ﷺ رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ (الجامع الصحیح للمسلم حدیث نمبر 6634)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بہت سے پریشان حال ایسے ہیں جن کو دروازوں سے لوٹا دیا جاتا ہے اگر وہ کسی کام کیلئے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ انکے کام کو پورا فرما دیتا ہے۔

عن بن مسعود رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ تبارک وتعالیٰ فی الارض ثلث مائۃ رجل قلوبھم علی قلب اٰدم علیہ السلام ولہ اربعون قلوبھم علی قلب موسیٰ علیہ السلام ولہ سبعۃ قلوبھم علی قلب ابراھیم علیہ السلام ولہ خمسۃ قلوبھم

Marfat.com

علی قلب جبرئیل علیه السلام وله ثلاثة قلوبهم علی قلب میکائیل علیه السلام وله واحد قلبه علی قلب اسرافیل علیه فاذا مات الواحد ابدل الله مکانه' من الثلاثة واذا مات من الثلاثة ابدل الله مکانه من الخمسة واذا مات من الخمسة واذا مات من الخمسة ابدل الله مکانه من الاربعین واذامات من الاربعین ابدل الله من ثلث مائة واذامات من ثلث مائة ابدل الله مکانه من العامة فبهم یحي ویمیت ویمطر وینبت ویرفع الله بهم البلاء من هذه الامة.

(زرقانی شرح مواهب لدنیة، جامع الاحادیث والمراسیل حدیث نمبر 7768)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں تین سو اولیاء ہیں انکے دل آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور چالیس کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل پر اور پانچ کے دل جبرئیل علیہ السلام اور تین کے دل میکائیل علیہ السلام پر ایک کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے' جب کوئی ایک فوت ہوتا ہے تو تین میں سے کوئی ایک اسکا قائم مقام کردیا جاتا ہے جب تین میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو پانچ میں سے کسی کو اسکا قائم مقام کردیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے کوئی ایک انتقال کرجاتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا قائم مقام کردیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کوئی وصال کرتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اس کا قائم مقام کردیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی اللہ سے جاملتا ہے تو تین سو سے کوئی اس کا قائم مقام کردیا جاتا ہے جب تین سو میں سے کوئی دار بقاء کی طرف چلا جائے تو عوام میں سے کسی کو اسکا قائم مقام کردیا جاتا ہے۔ انہیں سے حیات موت، بارش، نباتات کا اگانا بلاؤں کا دفع کرنا واقع ہوا کرتا ہے۔

[۵] بخاری کتاب الرقاق رقم الحدیث: ۶۰۲۱.

اسکے علاوہ یہ حدیث مبارکہ بھی دیکھیں۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ قال من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب وماتقرب الی عبدی بشيئ احب الی مما افترضت علیه ولایزال عبدی

Marfat.com

يتقرب الى بالنوافل احبه فاذا احببته فكنت سمعه الذی يسمع به وبصره الذی يبصربه ويده التی يبطش بهاورجله التی يمشی بها ان سالنی لاعطينه

(الجامع الصحیح للبخاری) : حدیث نمبر 3355، باب التواضع ،مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر 2266)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (مجھے) اللہ عزوجل نے فرمایا جوکوئی میرے ولی سے میری وجہ سے دشمنی کرتا ہے تو میں اسے جنگ کا چیلنج کرتا ہوں اور سب سے زیادہ محبوب چیز جو بندہ کو میرے قریب کر سکتی ہے وہ فرائض ہیں اور نوافل کے ذریعہ ہمیشہ کیلئے بندہ میرا قرب حاصل کرلیتا ہے یہاں تک کہ میں اسکو چاہنے لگتا ہوں۔ پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور بالضرور عطا کرتا ہوں۔

❀❀❀

Marfat.com

کوہ عظمت

[۱] ...... اگر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی تمام تر حیات ،حالات،خدمات، واقعات، مجاہدات،تعلیمات اور تصنیفات کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے ،بنا کسی تعصب کے،تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔کہ آنجنابؒ عظمت و ہمت کا ''کوہ گراں'' تھے۔جس جاں سوزی سے دین محمدی ﷺ کی خدمت آپ نے کی،وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔اور بلا اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔کہ

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے

رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

[۲]اس کوہ عظمت کے حصے میں جو بلاد عرب وعجم کی شہرت آئی ہے اس کا اندازہ حضرت پر تحریر کی جانے والی کتب دیکھ کے اندازہ ہوتا ہے۔جن میں عوام بھی ہیں اور خواص بھی اولیاء بھی ہیں اور علماء بھی، مفسرین کرام بھی ہیں اور محدثین عظام بھی، نیز اپنے بھی ہیں اور پرائے بھی، یہ شہرت اور عقیدت کا بحر بیکراں امت محمدیہ ﷺ میں شاید ہی کسی خوش نصیب کو میسر ہو، ......اور پھر یہ میرے اور میرے دوستوں کے علم محدود کا نتیجہ ہے جو ہمیں یہاں دستیاب ہوا، واللہ اعلم بلاد عرب وعجم میں کتنے ہی ایسے خزینے ہوں گے جو ابھی ہماری

Marfat.com

دریافت سے باہر ہیں۔ان مستقل تصنیفات کے علاوہ بے شمار کتب میں آپکا ذکر خیر تبرکا بھی کیا گیا ہے۔

نام کتاب		مصنف
الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام احمد قسطلا نیؒ
اسنی المفاخرفی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام عبدالله یافعیؒ
الباهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام ابن اهدل حسین بن عبدالرحمن الیمنی الشافعیؒ
الشرف الباهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام قطب الدین موسیٰ البعلبکی الحنبلی
الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبدالقادر الجیلانیؓ	از	حضرت علامه برزنجی جعفر بن الحسینؒ(مفتی الشافعیه)
انوار الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامه ابوبکر عبدالله البکری البغدادیؒ(مفتی العراق)
الفتح المبین	از	حضرت علامة ابی الظفر سید ظهیر الدین القادری الحنفیؒ
النفحة العلية فی الطریقةالقادریة	از	حضرت الشیخ عبدالرحمٰن وجیه الدین العید روسی الیمنی العلویؒ
العرف العاطر فیمن بفاس من ابناءِ الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت الشیخ عبدالسلام بن الطیب الفاسیؒ
الشراب النیلی فی ولایة الجیلیؓ	از	حضرت العلامه الشیخ محمد ابن ابراهیم الحلبیؒ

Marfat.com

السیف الربانی فی عنق المعترض علےٰ الغوث الجیلانیؓ	از	حضرت السید محمد مکی بن الاستاد سیدی مصطفےٰ ابن عزورالتونسیؒ
الدر الفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن علی السائحؒ
انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	علامۃ الشیخ غوث الدین محمد بن ناصرالدین محمد المدراسی الشافعی الهندیؒ
القصیدة المدحیہ	از	حضرت الشیخ عبدالباقی العمری الموصلیؒ
النشر العاطربمولدالشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامۃ الشیخ جمال الدین التونسی المالکی
الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	جمیل ابراهیم حبیب
الباز الاشهب عبدالقادر جیلانیؓ	از	محمد عبدالرحیم
الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	توفیق فرج الولید
السفینۃ القادریہ	از	شیخ محمد امین الکیلانی
الموجز فی تاریخ الشیخ عبدالقادرؓ	از	محمد طارق الکیلانی
البهجۃ الصغری	از	عبدالعزیز دیرینی
الدرالثمین فی منا قب الشیخ محی الدینؓ	از	علی بن ابراهیم
الشراب النبلی فی مناقب الشیخ محی الدینؓ	از	محمد بن ابراهیم الحلبیؒ

Marfat.com

الکواکب الدریة فی اللناقب القادریة	از	محمد رشید الرافعی
الدر الفاخر	از	سید عبدالقادر
اکی غوث الأنام (ترکی)	از	احمد حلمی
الموجز فی تاریخ القطب الغوث والباز الاشهب	از	فخری نورس
انهار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامه الشیخ غوث الدین محمد بن ناصر الدین محمد المدارسی الشافی الهندیؒ
الکوکب الزاهر فی مناقب الغوث عبدالقادرؓ	از	حضرت علامه الشیخ ابوالهدی الصیادی الرفاعیؒ
الروض الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ سعید بن محمد بن احمد السمان الدمشقیؒ
الدُرَرُالناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ ابوعلی الیعقوبیؒ
انوارالمفاخرفی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الامام السیدحاتم الا هدلؒ
القول الجلی فی بیان قدمی هذه علیٰ رقبه کل ولی	از	العلامه محمد سعید المفتیؒ
احسن الا ذکار فی مناقب غوث الا برارؓ	از	العلامه محمدعلی خان الفاضلؒ
الغیوضات الربانی فی مناقب السید عبدالقادر الجیلانیؓ	از	السیداسماعیل البغدادیؒ
انیس القادریه	از	العلامه الشیخ بهاؤالدین آملیؒ

Marfat.com

اعجاز الغوثیه	از	العلامه ابوالحسنات قطب احمد القادریؒ
المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؓ واولاده	از	العلامه ابراهیم الدروبیؒ
الباز الاشهب	از	العلامه ابراهیم الدروبیؒ
الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ محمد علی العینیؒ
مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ عبدالرحمٰن السهروردیؒ
الدرر السنیة فی مواعظ الجیلانیةؓ	از	الشیخ السید محمد سیف الدین الجیلانیؒ
الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ یونس ابراهیم السامرائی الخطیبؒ
الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظمؓ (جلداوّل)	از	حافظ شاه محمد علی انور قلندرؒ
الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	ڈاکٹر عبدالرزاق الکیلانیؒ
الباز الاشهب (سرکارِ غوث الاعظمؓ)	از	افتخار احمد حافظ قادری
افضلیتِ غوث اعظمؓ	از	ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی
الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	حکیم غلام حیدر سهیل
اسماء یک صد یازده حضرت پیر دستگیرؓ	از	قلمی مجموعه رسائل نمبر PF 11 3 پنجاب یونی ورسٹی لاهور
الجواهر التوحیدیة فی تعلیمات الغوثیة	از	علامه پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ

Marfat.com

الرباعیات المدحیة فی حضرت القادریة(مجموعہ رباعیات درشان غوثیہ)	از	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ
انوار قادریہ	از	پروفیسر سید سردار شاہ گیلانی
انوار قادریہ	از	میاں عمر دین قادری مجددی
اثار القادریہ	از	مخدوم سید محمد شاہ المعروف شیخ حامد محمد شمس الدین سادس اوچویؒ
الروض الزاھر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	امام برھان الدین القادریؒ
احوال وآثار شیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	سید محمد فاروق القادری
احوال و مقامات غوث الاعظمؓ	از	مملوکہ کتب خانہ گنج بخش لاھور
انوارِ غوثیہ	از	محمد امیر شاہ قادری
﴿ب﴾		
بھجة الابرار	از	شیخ الشیوخ حضرت شھاب الدین عمر سھروردیؒ
بھجة الاسرار ومعدن الانوار	از	حضرت علامہ ابوالحسن الشطنوفی الشافیؒ
بھجة الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت الامام العلامہ المقدسیؒ
بھجة الناظر فی فضائل الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ العلامہ الآشمی الغدادیؒ

Marfat.com

بحرالسرائر(قلمی)	از	حضرت سید سعد اللہ رضوی موسوی قادری
بزمِ غوث العظمؓ	از	علامہ محمد شریف نوری نقشبندی
بڑھیا کا بیڑا اور سرکارِ بغداد کی کرامت	از	علامہ مفتی فیض احمد اویسی بہاولپوری
برکات قادریت	از	مولانا جمیل الرحمٰن قادری برکاتی
﴿پ﴾		
پیران پیرؓ	از	پروفیسر فیاض احمد کاوش
﴿ت﴾		—
تحفۃالقادریۃ	از	حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاھوریؒ
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ عبدالقادر الاربلی البغدادیؒ
تحذیر المنکر للقدرۃالمعاند الغادر المعترض علیٰ کلام سیدی الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ احمد بن ابی بکرالحموی الحنبلی القادریؒ
تلطیف الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ محمد صادق السعدی الشهابی القادریؒ

Marfat.com

توفیق الملک القادرلسولک طریق الغوث عبدالقادرؓ	از	علامہ الشیخ کمال الدین الحنفیؒ
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؓ	از	طالب الهاشمی
تجلیاتِ غوثیہؓ	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ
تذکرہ قادریہ	از	حضرت پیر سید طاهر علاؤالدین القادر الگیلانی البغدادیؒ
تاریخ جامع الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	عبدالرحمٰن المحض
تعلیمات شیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	محمد منیر شاکر نوشاهی
تذکرہ سیدنا غوث اعظمؓ	از	علامہ نور بخش توکلی ایم۔اے
تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء(جلد اوّل)	از	میاں عطا محمد قادری قطبی
تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء(جلد دؤم)	از	میاں عطا محمد قادری قطبی
تحفۂ میراں(پنجابی منظوم حکایات)	از	حضرت میاں محمد بخش قادری عارف کھڑی شریف
تجلے بغداد(منظوم پنجابی مناقب)	از	سائیں محمد یوسف قادری نوشاهی
تذکرہ حضرت غوث پاکؓ(کتابچہ)	از	ڈاکٹر حافظ غلام عباس عثمانی فتح پوری
تذکرہ غوث پاکؓ(کتابچہ)	از	ریحانہ کوثر سلهری
تحفۂ ستگیر	از	مولانا محمد نظام الدین ملتانی

Marfat.com

تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ(بحوالہ برصغیر پاک وہند)	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری
تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ	از	علامہ عبدالمجتبیٰ رضوی
تحفۂ قادریہ یعنی ارشاداتِ غوثیہ	از	طاہر شاہ عطاء
تنشیط الخاطر(ترکی)	از	ضیاء الدین ترک
توصیف نامہ میران محی الدینؓ	از	ملاں فیروز بیدری(ادارہ ادبیات اردو پاکستان)
تحفۃ القادری(منظوم مناقبِ غوثیہ فارسی)	از	خواجہ ثناء اللہ خراباتیؒ
تذکرہ قادریہ	از	محمد مظہر اللہ
﴿ج﴾		
جهد المقل القاصر فی نصرة الشیخ سیدی عبدالقادرؓ	از	حضرت الشیخ ابو عبداللہ محمد ابن احمد المسناویؒ
جمالِ غوثیہ	از	علامہ نصیرالدین شاہ ہاشمی قادری برکاتی
جواہرِ غوثیہ	از	محمد الیاس اعظمی
﴿ح﴾		
حجة البيضاء فی رد اهل الطغی	از	العالم الربانی مولانا مرید محی الدین پشاوری
حیات جاودانی مناقب محبوب سبحانیؓ	از	مترجم ۔مولانا عبدالستار

Marfat.com

حضرت پیران پیرؒ کی شخصیت،سیرت اور تعلیمات	از	علامہ پیر نصیر الدین شاہ گولڑویؒ
حالات و مناقب غوث الا عظمؓ	از	محمد عرفان
حضرت غوث الا عظمؓ(سوانح وتعلیمات)	از	میکش اکبر آبادی
حیات غوث الوریٰ	از	نصیر الدبن ہاشمی
﴿خ﴾		
خلاصة المفاخر فی اخبار الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام عبداللہ یافعیؒ
خلعتِ رحمانی فی احوال الشیخ الجیلانیؓ	از	حضرت علامہ برکت اللہ الهندیؒ
خصائص القادریہ(فضائل سلسلہ قادریہ)	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ
خلاصةالقادریہ	از	ابو المعالی محمد(پھلواری شریف)
خاتون پاکستان(مجلہ) کراچی غوث اعظم نمبر۲ جلدیں(۱۹٦۷ء)	مدیر	شفیق بریلوی
خلعتِ رحمانی فی احوال الشیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	قاضی عبدالنبی کوکب
﴿د﴾		

Marfat.com

دررالجواهر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام سراج الدین عمر الانصاری الشافعیؒ
دیوانِ سروری(منظوم مناقب سرکارِ بغداد)	از	علامہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ
﴿ر﴾		
روضۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام مجد الدین فروز آبادیؒ
ریاض البساتین فی اخبار الشیخ محی الدینؓ	از	حضرت علامہ محمد امین بن احمد الجیلانیؒ
روض النواظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؓ	از	الشیخ محمد سعید السنجاری القادریؒ
رسائل کراماتِ غوثِ اعظمؓ	از	امیر دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری
رقاۃ المراتب(ترکی)	از	سلمان حسبی
رسالۃ السلوک القادری	از	مکتبہ حسن پاشا نمبر ۶۷۷
رسائل احوال و سیر حضرت غوثیتؓ	از	عبدالرزاق فرنگی محلی
رسالہ دراحوال حضرت غوثِ پاکؓ	از	محمد عنایت اللہ فرنگی محلی
﴿ز﴾		
زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

Marfat.com

زمرد کلام عبدالقادرؓ(ترکی)	از	زاری طاہر محمد
﴿س﴾		
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرارؓ	از	علامہ شاہ محمد علم الیقین ہمدانیؒ
سیرتِ غوث اعظمؓ	از	علامہ نور بخش توکلی
سیرت غوث الثقلینؓ	از	مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی
سیدنا غوث اعظمؓ	از	صوفی گلزار احمد شکوری
سیرتِ غوث اعظمؓ	از	مولانا زاہد القادری
سیرتِ غوث اعظمؓ	از	مولانا نور احمد پسروری
سیرتِ غوث اعظمؓ	از	مولانا محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی
سوانح غوث پاکؓ	از	انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی
سید عبدالقادر جیلانیؓ	از	محمد الیاس عادل
سیرت غوث اعظمؓ	از	میاں ظاہر شاہ
سوانح عمر حضرت غوث الاعظمؓ(انگلش)	از	حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلا نی البغدادیؒ
سرورالخاطر الفاطر فی نداء یا شیخ عبدالقادرؓ	از	پروفیسر حافظ سید احمد علی بتالویؒ
سیرت غوث اعظمؓ	از	علامہ عبدالرحیم خان قادری
سیرت غوث اعظمؓ	از	علامہ عالم فقری

Marfat.com

سید الاولیاء	از	علامہ طارق مجاہد جہلمی
﴿ش﴾		
شمس المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	العلامہ محمد النخشبی الحلبیؒ
شاہ جیلانؓ	از	محمد وحید الدین آفندی بغدادی قادری
شہنشاہِ بغداد	از	مولانا محمد لطیف زار نوشاہی
شریف التواریخ (جلد اوّل)	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ
شاہ جیلانؓ بے مثال مبلغ اسلام	از	سید غلام مصطفےٰ بخاری
شاہِ جیلانؓ	از	قاضی عبدالنبی کوکب
شجرۃ الانوار(قلمی تذکرہ سرکارِ بغداد مع اولاد امجاد	از	حضرت سید علی اصغر گیلانی لاہوریؒ
شانِ غوث الاعظمؓ(سلطان باھو کی نظر میں)	از	پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی
شیخ عبدالقادر جیلانیؓ	از	محمد غسان نصوح غرقون
شاہ جیلانؓ	از	علامہ محمد کریم سلطانی(فیصل آباد)
شاہ جیلانؓ	از	عبدالقادر

Marfat.com

شمائل غوث اعظمؓ	از	مملوکہ کتب خانہ گنج بخش لاہور
شاہنامہ غوثیہ(پنجابی)	از	دائم اقبال دائم قادری
﴿ص﴾		
صمصامِ قادریہ (اولیاء اللہ پر فضیلتِ غوثیہ)	از	سید حیدر شاہ حنفی
﴿ض﴾		
ضرب الاقدام(ثبوت صلوۃغوثیہ)	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
﴿ع﴾		
عرفانِ قادر	از	عبدالعزیز عرفی ایڈوو کیٹ سندھ ہائیکوٹ
عبدالقادر جیلانیؓ باز اللہ الا شھب	از	یوسف محمد زیدان
﴿غ﴾		
غبطة الناظر فی ترجمة الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ
غوث الاعظم دستگیرؓ(انگلش)	از	عبدالعزیز عرفی ایڈوو کیٹ سندھ ہائیکوٹ
غوث الاعظمؓ(سندھی زبان میں)	از	مولوی عبدالرحمن پئو
غوث اعظمؓ	از	مظہر امروہوی

Marfat.com

غوث اعظمؓ	از	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
غوث الاعظمؓ	از	استاد خلیل اللہ خلیلی
غوث اعظمؓ	از	قاضی برخوردار ملتانی
غوث اعظمؓ	از	ارمان سرحدی
غوث اعظمؓ	از	مولوی نذیر احمد سیماب
غوث الاعظمؓ	از	امیرِ محمد شاہ قادری
﴿ف﴾		
فتاویٰ کراماتِ غوثیہؓ	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
فیضانِ قادریہ	از	پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد القادری
فیضانِ قادریہ	از	پروفیسر ناصر الدین قادری
﴿ق﴾		
قلائد الجواھر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ محمد یحییٰ التازفیؒ
قصیدہ مدحیہ(فارسی)	از	شیخ الامام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر	از	مولانا ممتاز احمد چشتی(شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان)
قومی ڈائجسٹ	از	پیران پیرؓ نمبر
﴿ک﴾		

Marfat.com

کوکب المبانی وموکب المعانی شرح صلوت سیدی عبدالقادر الجیلانیؓ	از	حضرت علامہ عبدالغنی النابلسیؒ
کمالاتِ قادریہ	از	سید طالب محی الدین کرمانی قادری لاھوریؒ
کراماتِ غوث اعظمؓ	از	علامہ محمد شریف نقشبندی
کرامت حضرت غوث پاکؓ(بڑھیا کا بیڑا تیرانا)	از	پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی(لندن)
کرامت محبوب سبحانیؓ(منظوم اردو حکایاتِ غوثیہ)	از	باھتمام حاجی عبدالصمد(کلکتہ)
کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء(شانِ غوثیہ میں اولیاء کی مناقب)	از	حافظ برکت علی قادری لاھوریؒ
کحل العینین فی تفصیل غوث الثقلینؓ	از	محمد اسماعیل(خدا بخش لائبریری)
کحل الجواھر	از	سید عبدالقادر
کنور القادر(فارسی شرح اوراد الاسبوح غوثیہ)	از	ابوالفرح خضرت فاضل الدین بٹالویؒ
گ		
گلزارِ قادریہ(مناقبِ غوثیہ بزبان پنجابی)	از	ابوالفرح حضرت فاضل الدین بٹالویؒ

Marfat.com

﴿ل﴾		
لمعاتِ القادریہ(حالات ومناقب غوثیہ)	از	ابوالفرح حضرت فاضل الدین بٹالویؒ
لطائف القادریہ	از	العلامہ شیخ حسن القطبیؒ
لمعاتِ غوث اعظمؓ	از	شاہ محمد فاروق
لطمة الغیب علی ازالة الریب(منکرین غوثیہ کو جواب)	از	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑویؒ
﴿م﴾		
مناقب الشیخ عبدالقادرؓ المنظومہ	از	حضرت علامہ الشیخ محمد بن سیدی ابراھیم المعروف المشیشی القادریؒ
مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت علامہ الشیخ عبدالرحمٰن الطالبانیؒ
معرفة الطریقہ القادریة	از	حضرت الشیخ حسن رضا الاقسرائی الفادریؒ
محبوبِ سبحانی(سیرتِ غوث اعظمؓ)	از	پروفیسر ملک عنایت اللہ
مناقب غوث الابرارؓ	از	نواب محمد علی خان
مظھر انوارِمصطفائی	از	حکیم شیخ عبدالغفور عرشی قادری

Marfat.com

مظہر جمالِ مصطفائی	از	علامہ نصیر الدین شاہ ہاشمی قادری برکاتی
مرأۃ غوثیہ	از	صوفی محمد صدیق بیگ قادری
مسالك السالكین(جلد اوّل)	از	مرزا عبدالستار بیگ سہسرامی
محبوبِ سبحانی	از	حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادیؒ
میلاد غوث پاکؓ(منظوم اردو حکایات)	از	حاجی محمد عمر خان کوثر کلکتوی
مواعظ الشیخ عبدالقادر الجیلانیؓ	از	صالح احمد الشامی
مفتاح الاخلاص (قلمی منظوم فارسی حکایاتِ غوثیہ)	از	حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی اچویؒ
مجلہ صوت ہادی	از	غوث اعظمؓ نمبر
مقامِ غوث اعظم (اعلیحضرتؓ بریلوی کی نظر میں)	از	علامہ مفتی غلام حسن (حزب الاحناف لاہور)
مدح حضرت میراںؓ (قلمی منظوم پنجابی مناقب)	از	میاں اللہ یار
مناقب غوثیۃ	از	اعنلا سیدی محمد
مناقب غوث الاعظمؓ(پشتو)	از	مولانا سید رکن الدین
مناقب پیر دستگیرؓ(پنجابی)	از	ذخیرہ شیرانی مخطوطہ ۱۲۵۰۔پنجاب یونی ورسٹی لاہور

Marfat.com

مناقب القادر	از	مکتبہ نورعثمانیہ نمبر ۲۶۰۸
مناقب غوث الثقلینؓ	از	شاہ عبداللہ ثانی
مناقب الشیخ عبدالقادر الکیلانیؓ	از	قطب الدین موسیٰ
مناجاتِ پیر دستگیرؓ	از	سید غلام قادر شاہ قادری بٹالویؒ
(ن)		
نہر القادریہ	از	الدکتور السید محمد فاضل جیلانی التیلانی الجمزرقی(ترکی)
نزھۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت ملا علی قاریؒ
نزھۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت الشیخ عبدالطیف بن ابی طاہر الھاشمی البغدادیؒ
نفحات الربانیہ فی مقامات الجیلانیہ	از	حضرت العلامہ الشیخ عبدالکریم الجیلیؒ
نزھۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت امام زرقانی محمد بن عبدالباقیؒ
نشرالجواھر فی مناقب الشیخ عبدالقادرؓ	از	حضرت الشیخ القاضی محمد صیغۃ اللہ بدرالدولہ المدراسیؒ
نفحۃ الریاض العالیۃ فی بیان طریقۃ القادریۃ	از	حضرت علامہ الحافظ محمد رفعت الرومیؒ
نورِربانی فی مدح المحبوب السبحانیؓ	از	حضرت مولانا غلام قادر بھیرویؒ

Marfat.com

نام ونسب	از	علامه پیر سیدنصیر الدین نصیر گولڑویؒ
نسب الشیخ عبدالقادر الکیلانیؓ	از	عماد الدین مسعود الکیلانی
نشأة القادریة	از	(ایم،اے کا مقاله ـ الجامعة الامریکیة،بیروت)
﴿و﴾		
ورفعنالك ذکرك کا ھے سایه تجھ پر(غوث الوریٰؓ بحثیت مظهرِ مصطفیٰ)	از	علامه صاحبزاده محب الله نوری
﴿ی﴾		
یوسف بغداد	از	سلطان ارشد القادری

﴿شروحات﴾

الطراز المُذَّهب فی شرح قصیده مدح الباز الاشهب	از	خاتم المفسرین حضرت السید محمود الائوسی البغدادی
الزمزمة القمریة فی الذب عن الخمریة	از	حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ
العصیدة الیوسفیة شرح قصیده غوثیة	از	مولانا محمد اعظم قادری نوشاهیؒ
بیان الاسرار(شرح قصیده غوثیه)	از	حضرت ابو الفرح فاضل الدین بتالوی قادریؒ
شرح قصیده غوثیه	از	نواب عبدالمالك کھوڑویؒ

Marfat.com

شرح قصیدہ غوثیہ	از	حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوریؒ
شرح قصیدہ غوثیہ	از	مولانا محمد نظام الدین ملتانی
مخزن الاسرار الالھیۃ شرح قصیدۃالغوثیۃ	از	مولانا عبدالعبود موصلی
صحیفۂ غوثیہ شرح قصیدۂ غوثیہ	از	مولانا ابو الفیض قلندر علی سہروردیؒ
الرسالۃ البیانیہ فی اذکار طریقۃ القادریہ	از	حضرت علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز الایلبصانی الرومیؒ
انہارالانوار من یم صلوۃ الاسرار	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار	از	حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ
رسالہ غوث اعظم مع شرح جواہر العشاق	از	حضرت بندہ نواز گیسو دراز چشتی نظامیؒ
شرح فتوح الغیب	از	حضرت امام ابن تمیۃؒ
شرح فتوح الغیب	از	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
شرح کبریت احمر	از	نواب عبدالمالک کھوڑویؒ
شرح غنیۃ الطالبین	از	حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ
کنوز القادر (فارسی شرح اسبوع شریف)	از	ابوالفرح فاضل الدین بٹالویؒ
فتح العبید(شرح اسبوع غوثیہ)	از	مولنا خواجہ عبداللہ ملتانی

Marfat.com

قادریہ دعائیں	از	علامہ صاحبزادہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ
گلدستہ کرامت(منظوم اردو کرامات غوثیہ)	از	حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ
گیارھویں شریف	از	مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹیؒ
گیارھویں شریف	از	مولانا صائم چشتی(فیصل آباد)
گیارھویں شریف	از	ابوالحسن محمد علی رضوی
گیارھویں شریف حقائق کی روشنی میں	از	پروفیسر فیاض احمد کاوش
گیارھویں نامہ	از	حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ
گیارھویں نامہ	از	سائیں محمد یوسف قادری نوشاہیؒ

ضمیمہ

انتخاب خلاصۃ المفاخر(فارسی)	از	سید محمد اشرف
اعجاز غوثیہ	از	محمد قاسم
بوستان غوثیہ	از	عبداللطیف
تحفۃالقادری(فارسی قلمی)	از	محمد عوض اللہ سلمی
تحفۃ الاحباب القادریہ	از	سید حسین
خوارق غوثیہ (فارسی قلمی)	از	خواجہ احمد
خلاصۃ القادریہ(فارسی)	از	محمد شہاب الدین

Marfat.com

زین المجالس	از	قاضی محمد یوسف مرگھی
فوز المارب بفیوضات قادریه	از	برھان الدین
فوائد قدسیه در مناقب غوثیه	از	عبدالحی
گلشن غوثیه	از	شیخ احمد حسرت
مناقب قادریه(فارسی قلمی)	از	عبدالرسول
مداح قادریه	از	سید محمد برھان الدین
مجلس گیارھویں	از	امیر خان اکبر آبادی
محبوب القلوب	از	محمد باقر آگاه
مقامات دستگیری	از	عبدالرحیم ضیاء
مناقب محبوبیه	از	شمس الدین
میلاد شیخ برحق	از	محمد وحید قادری
نشاط العشاق(فارسی)	از	عبدالرحمان بن حسن
وسیله آخرت	از	محمد امانت حسین

[۳] آپ کا فرمان سن کر مجلس وعظ میں موجود عراق کے پچاس مشائخ نے فوراً اپنے گردنیں جھکا لیں (ان کی تفصیل قلائد الجواہر وغیرہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے) اس کے علاوہ جو وہاں موجود نہ تھے انہوں نے بھی یہ فرمان پہنچتے ہی بخوشی تعمیل کی اور ان کے درجات بھی بڑھا دیے گئے۔ جن میں حضور سیدنا شیخ الہند معین الدین حسن سنجری چشتی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد رفاعی، شیخ ابو مدین مغربی، خواجہ شیخ الاسلام بہاؤالدین نقشبند، شیخ ماجد الکروی، زیادہ مشہور ہیں۔

کئی مشائخ کا منظوم کلام بھی تبرکاً پیش ہے۔

Marfat.com

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ

یا غوثِ معظم نور ھدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا
سلطان دوعالم قطبِ علےٰ حیراں زجلالت ارض و سما
در صدق ہمہ صدیقؓ وشی در عدل و عدالت چو ں عمری
در کان حیا عثماں منشی مانند علی باجود و سخا
معین کہ غلام نام تو شد دریوزہ گر اکرام تو شد!
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دار و طلب تسلیم و رضا

☆☆☆

خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ الباری

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین
یک نظر از تو بود در دو جہاں بس مارا
نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین
قطبؔ مسکیں بغلامی درت منسوب است
داغ مہرش بفزا حضرت غوث الثقلین

شہنشاہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ

بادشاہِ ہر دو عالم شاہِ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

Marfat.com

شیخ ابوالمعالی رحمتہ اللہ الباری

گر کسے واللہ العالم از مے عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است
ہست ہر دم جلوہ گز از چہرہ اش حُسنِ حسنؓ
زانجمالش مصطفٰی را راحت ویحانی است

خواجہ بہاؤالحق ذکریا ملتانی سرہ الربانی

بیکساں را اگر جوئی تو در دنیا و دیں !
ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں
قطب الاقطاب زماں و شہباز لامکاں
مہربان بیکساں نائب شفیع المذنبین
ثمرہ شجرِ نبی ؐ و میوہ باغ علیؓ
سروبستان حسن آن سرورِ دنیا و دیں
نورِ گلزارِ حسیں آں جوئبار رحمتش
پیر پیراں پیرِ من محبوب رب العالمین
ہر کسے ناز دبہ کس الا بہاؤ الحق دل
مے فروشد از رہت از صدق ایمان و دین

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمدؒ صابر کلیری

من آمدم بہ پیش تو سلطانِ عاشقاں ذات تو ہست قبلہء ایمان عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

☆☆☆

Marfat.com

علامہ شیخ نور الدین ابوالحسن بن یوسف شطنوفی علیہ الرحمتہ

غوث الوریٰ غیث الندیٰ نور الھدیٰ
بدرُ الدُّجیٰ شمسُ الضحیٰ بل انوار
ولَہُ الفضائلُ والمکارمِ والنَّدیٰ
ولَہُ المُناقِبُ فی المحَافِلِ تُنشِر
مَا فی عُلاہُ مقالۃ لِمُخَالِفِ
فمسائِلُ الاجمَاعَ فیہِ تُسطَر

☆☆☆

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ

غوثِ اعظم دلیلِ راہِ یقیں — بالیقیں رہبرا کابرِ دیں!
اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
من کہ پروردۂ نوال ویم عاجز از مدحتِ کمال ویم
دردو عالم باوست امیدم ہست باوے اُمید جاویدم

☆☆☆

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمتہ

شفیعِ امت سرور بود آن شاہِ جیلانی
تعالیٰ اللہ چہا قدرت خدائش داد ارزانی
کُلاہ دارانِ ایں عالم گدایانِ گدائے تو
ترازیبد ترازیبد کلاہ داری و سلطانی
زباں راشست و شوید باید بآب جنتِ کوثر
وزاں پس نام محی الدین بپاکی برزباں دانی

Marfat.com

عظیم المرتبت شیخ نور اللہ سورتی علیہ الرحمتہ

گر نہ بنی در نبوت مصطفےٰ را ہمقریں
شیخ محی الدین ندارد ثانی خود نیزھم
کز کمالاتِ تصرفہا کہ خاص شانِ اوست
گر کسے خواہد بیاں کردن نگرد و بیش و کم

☆☆☆

حضرت مولینا جامیؒ

گوئیم زِ کمال تو چہ غوث الثقلینا
محبوبِ خدا ، ابن حسن ، آل حسینا
سردر قدمت جملہ نہادند و بگفتند
تاللہ لقد اثرک اللہ علینا
ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب
لا مخلص الا بک باللہ لدینا
ماتشنہ چو ماہی ہمہ دردشت فتادیم
اے ابرِ کرم بار تو بشتاب اِلینا

☆☆☆

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

Marfat.com

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابنِ ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے ہے بابا تیرا
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں وہ نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں ہے پٹا تیرا

☆☆☆

برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ

اسیروں کے مشکل کُشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم
کہے کس سے جا کر حسنؔ اپنے دل کی!
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

خداوندا! بحق شاہ جیلاں ۔۔۔ محی الدین وغوث وقطب دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے ۔۔۔ ولیکن آں کہ زو پیدا است حالے

ملاّ عبدالقادر بدایونی

غوثِ اعظم بمنِ بے سر ساماں مددے
قبلۂ دین مددے کعبۂ ایمان مددے

Marfat.com

ساقی میکدۂ عالمِ عرفاں مددے
از تو داریم طمع یا شہ جیلان مددے

☆☆☆

شاہ سلیمان پھلواری

عاشق خواجہ ہوں میں اور ہوں گدائے غوثؒ پاک
دل نثار خواجہ ہے اور جاں فدائے غوثؒ پاک
شکر ہے ہر دم زباں مصروف ذکر خواجہ ہے
اور ہے لب پر مرے ہر دم ثنائے غوث پاک
اپنا مذہب اپنی ملت عاشقو بس ہے یہی
جس میں خواجہ کی خوشی جس میں رضائے غوث پاک
یا الٰہی یہ تمنا ہے کہ وقتِ جاں کنی
سر ہو خواجہ کے قدم پر ، سر پہ پائے غوثؒ پاک

رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی

دستگیری کا طلب گار ہوں شیأً للہ
میرِ بغدادؒ! میں لاچار ہوں شیأً للہ
حالِ دل شرم سے اب تک نہ کہا تھا لیکن!
آج میں برسرِ اظہار ہوں شیأً للہ
کرمِ خاص کے لائق تو نہیں ہوں، پھر بھی
آپ کا حاشیہ بردار ہوں شیأً للہ
آپؒ ہی سنئے کہ اب اور کہوں میں کس سے!
بستۂ دامنِ سرکار ہوں شیأً للہ

Marfat.com

جلوۂ پاک نظر آئے تو برائے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شیأً للہ
غوثِ اعظم سے جو مانگو گے، ملے گا حسرتؔ،
بس کہو، حاضرِ دربار ہوں شیأً للہ

☆☆☆

امیر مینائی

کھٹکا نہیں ہے کوئی بھی آفاتِ دہر کا
آئے کوئی بلا تو سپر غوث پاکؓ ہیں
اس نام سے کلیجے میں ٹھنڈک نہ کیوں پڑے
مرہم برائے زخم جگر غوث پاک ہیں
شرع محمدی کی ہے رونق حضور سے
سر سبز نخلِ دیں کے ثمر غوث پاک ہیں
دریائے بے کنار ولائیت میں آسماں
مثلِ صدف ہے اس میں گہر غوث پاک ہیں
ہے کون جو مطیع نہیں دل سے حضور کا
فرماں روائے جن و بشر غوث پاک ہیں
پروا نہیں جو کوئی نہیں قدر دان امیرؔ
صد شکر قدر دانِ ہنر غوث پاکؓ ہیں

❀❀❀

Marfat.com

کرامات

[ا] ایسے واقعات کا ثبوت قرآن وحدیث میں بھی بے شمار جگہوں پر ملتا ہے۔عیسٰی علیہ السلام کا مہد میں کلام کرنا ،موسی علیہ السلام کا یدِ بیضاء، شق القمر اور حضرت مریم پر پکے ہوئے بے موسم پھلوں کا ورود، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ساریہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں بیٹھ کر آواز دینا، سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ایسے واقعات کی علماء واہل نظر وطریقت کے نزدیک پانچ اقسام ہیں۔قدرت، معجزہ، کرامت، معونت یا اعانت اور استدراج۔

قدرت: ایسا واقعہ ہے کہ جب فطرت پہ اللہ تعالی کی قدرت غالب آ کر اسکو بدل دے، مثلاً چھری کا کام تھا کہ گلو اسماعیلؑ کو کاٹ دے مگر مشیت الہی اور قدرت کاملہ غالب آ گئی اور اک رونگٹا بھی نہ کٹ سکا۔

معجزہ: اسکا مادہ (ع۔ج۔ز) ایسا خارق عادت جو کسی نبی سے صادر ہو۔معجزہ کا معنی عقل کو عاجز کر دینے والا ہے۔معجزہ صرف اور صرف انبیاءؑ سے منسوب ہوتا ہے۔اسکا انتساب کسی غیر نبی سے نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

کرامت : اسکا مادہ (ک۔ر۔م) ہے۔یعنی عزت و بزرگی۔ایسا خلاف فطرت واقعہ جو کسی ولی اللہ کے تصرف سے رونما ہو، جسکو اپنی ولائیت کا بھی پوری طرح علم ہو کہ جو میری زبان سے نکلے گا ،ہو کر رہے گا۔اسکو کرامت کہتے ہیں۔

معونت یا اعانت: اسکا مادہ (ع۔و۔ن) جو مدد کے معنوں میں آتا ہے۔ایسا واقعہ جسکا کسی مومن، مؤحد، مسلمان کی زبان و ہاتھ سے صدور ہو، معونت کہلاتا ہے۔چونکہ اسوقت اللہ تعالی کی مدد خاص اسکے شامل حال ہو کر اسکی عزت افزائی کرتی ہے۔اسکے لئے ولائیت شرط نہیں۔

استدراج : ایسے واقعات کبھی کسی کافر، مشرک یا پادری، پروہت یا جادوگروں سے بھی رونما ہو جاتے ہیں جو بظاہر تو صحیح معلوم ہوتے ہیں لیکن ان پر یقین کر لینا یا انکو بھی معجزہ و کرامت کے معنوں میں لینا...... کفر کے مترادف ہے۔ایسے واقعات اور ایسے لوگوں سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنی چاہیئے جو نقص ایمان کا سبب بنیں۔

[۲] ملائکۃ مسومین اور مارمیت اذ رمیت سے انتہائی خوبصورت اشارہ غزوہ بدر و احد کی طرف ہے۔اللہ تعالی جل مجدہ اپنے احسان کا اظہار مومنین پر جتلاتے ہوئے فرماتا ہے۔یمدکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین یعنی اگر تم یونہی ثابت قدم رہے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے (سورہ آل عمران :۱۲۵) اور اسی طرح اختیار مصطفی ﷺ کے اظہار کیلئے جنگ بدر میں حضور ﷺ نے ریت کی ایک مٹھی اٹھا کر کفار پر پھینکی، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا، کھڑا ہو یا بیٹھا، اس کا منہ مشرق ہو یا مغرب پیادہ ہو یا سوار، سب کی آنکھوں میں ریت پڑ گئی اور مارے خوف کے اندھے ہونے لگے۔اس کو قرآن نے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کہہ کر تعبیر کیا کہ اے محبوب! آپ نے نہیں پھینکی (ریت) جب آپ نے پھینکی مگر اللہ نے پھنکی ...... یہی حکیم صاحب کہتے ہیں یہاں تعلق اس نوعیت کو ہو وہاں میرا تیرا نہیں دیکھا جاتا۔محبوبیت کا عالم ''تو میں ہوں اور میں تو ہوں'' ہوتا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے محبوب
یعنی محبّ و محبوب میں نہیں میرا تیرا

Marfat.com

[۴] دیکھئے سلیمان علیہ السلام کے ایک درباری آصف بن برخیا کا حال قرآن مقدس اسکی کیسی تصویر کشی کرتا ہے۔

ایک دن سلیمان علیہ السلام نے پوچھا اپنے درباریوں سے کہ کوئی ہے جو مجھے ملکہ بلقیس کا تخت لادے۔ تو ایک عفریت (قوی ہیکل جن) نے عرض کیا انا اتیک بہ میں اسکو لے آؤں گا انی علیہ لقوی امین میں اسکی طاقت رکھتا ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کتنی دیر میں اسنے کہا قبل ان تقوم من مقامک. جب آپ یہاں اپنے مقام کی طرف لوٹیں گے۔ (یعنی مجلس برخاست کرنے سے پہلے پہلے) تو تخت حاضر ہوگا۔ شاید سلیمانؑ کو یہ دیر زیادہ محسوس ہوئی تو دوبارہ پوچھا کوئی اور؟ تو آصف بولا میں لاؤں گا تخت، پوچھا کتنی دیر میں؟ عرض کیا: قبل ان یرتد الیک طرفک۔ آپ کے پلک جھپکنے کی دیر میں سبحان اللہ! یہ سلیمانؑ کے امتی کا حال ہے.......... اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے تصرف کائنات کا کیا عالم ہوگا ...... ؟ اللہ اکبر۔

Marfat.com

﴿وداع ووِصال﴾

[۱] مرض وصال میں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب قدس سرہ نے عرض کی میرے آقا! مجھے ایسی وصیت کیجئے جس پر آپ کے بعد میں عمل کروں گا، آپ نے فرمایا:

اللہ سے ڈور! اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرو اور نہ کسی سے اپنی کوئی امید وابستہ رکھو! اپنے تمام امور اسی کو سونپ دو! اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو، اپنی تمام حاجتیں اسی سے طلب کرو! اور ذات باری کے علاوہ کسی پر کامل اعتماد نہ کرو!۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

''جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق قائم کر لیتا ہے، تو اس سے کوئی شے خالی اور جدا نہیں ہوتی''۔

پھر آپ نے فرمایا: ''میں مغز بے پوست ہوں''۔

پھر آپ نے اپنی اولاد سے ارشاد فرمایا:

''مجھ سے پرے ہٹ جاؤ! ظاہر میں تو میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن باطن میں کسی دوسرے کی آغوش رحمت میں ہوں''۔

اس کے بعد ارشاد ہوا:

''تمہارے علاوہ میرے پاس کچھ اور لوگ آئے ہیں، انہیں جگہ دو! اور ان کا ادب کرو! اس جگہ بڑی رحمت ہے، ان پر جگہ تنگ نہ کرو!''۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته غفرالله لی ولکم وتاب الله علی وعلیکم بسم الله غیر مودعین (تم پر سلامتی اور رحمت و برکت نازل ہو، اور اللہ ہماری تمہاری مغفرت فرمائے اور متوجہ ہو، بسم اللہ بلا رخصت کیے ہوئے آئے) کا پورا ایک شب و روز ورد کرتے رہے!۔

پھر فرمایا:

مجھے کسی شے، فرشتے اور ملک الموت کا خوف نہیں! اے ملک الموت! تیرے سوا جس نے ہمیں دوست بنایا، اس نے ہمیں عطا کیا''۔

اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے ایک نعرہ لگایا۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس کی شام کو آپ نے وصال فرمایا، ہمیں آپ کے صاحبزادگان شیخ عبدالرزاقؒ اور شیخ موسیٰؒ نے بتایا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دراز فرماتے تھے: وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته ......توبہ کرو، اور صف (اصفیا) میں داخل ہو جاؤ۔ اب میں تمہاری طرف آتا ہوں۔ اور فرماتے تھے: ٹھہرو! اس کے بعد آپ پر وصال کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

''میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے مجھے کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر''۔

آپ کے صاحبزادے عبدالعزیزؒ نے آپ سے درد و تکلیف کا حال پوچھا، آپ نے فرمایا:

''مجھ سے کوئی شخص کچھ نہ پوچھے میں علم الٰہی میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹا جا رہا ہوں''۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالعزیزؒ نے آپ سے مرض کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا جنات، انسانوں اور فرشتوں میں سے کوئی میرا مرض نہیں جانتا اور نہ سمجھتا ہے اللہ کے حکم سے اللہ کا علم نہیں بدلتا، حکم تبدیل ہوتا ہے علم تبدیل نہیں ہوتا۔ حکم منسوخ ہوتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا، یمحوا الله مایشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ولا یسئل عما یفعل وهم یسئلون (اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے) صفات کے بارے میں جس طرح بتایا گیا ہے وہ جاری ہو کر رہیں گی۔

آپ کے صاحبزادے عبدالجبارؒ نے دریافت کیا کہ جسم کو کون سے حصے میں زیادہ تکلیف محسوس

Marfat.com

ہوتی ہے؟ فرمایا: ''میرے دل کے بغیر جو اللہ کے ساتھ شاغل ہے، سب اعضاء مجھے تکلیف دے رہے ہیں''۔ اس کے بعد وصال بہت قریب آ گیا۔

اس وقت آپ یہ الفاظ دہرا رہے تھے:

استعنتُ بلا اله الا الله سبحانه و تعالیٰ والمحی الذی لایخشی الفوت سبحان من تعزز بالقدرة وقهر العباد بالموت لااله الاالله محمد رسول الله۔

(میں لاالہ الا اللہ کے ساتھ اس ذات سرمدی سے مدد چاہتا ہوں جسے موت کا کوئی خوف نہیں، پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت کے ساتھ غالب ہے اور جس نے بندوں کو موت سے مغلوب رکھا ہے لاالــــہ الا الله محمد رسول الله)

ہمیں آپ کے صاحبزادے شیخ موسیٰ نے بتایا کہ وصال کے وقت آپ کی زبان مبارک لفظ تَــعَــــزُّز کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتی تھی، آپ بار بار یہ لفظ ادا کرنے کی کوشش کرنے لگے بالآخر اسے ادا فرما لیا، البتہ ذرا کھینچ کر اور لمبا کر کے زبان مبارک سے اس لفظ کا صحیح تلفظ فرمایا پھر فرمایا اللہ، اللہ، اللہ، اس کے بعد آواز نرم ہوگئی اور زبان مبارک تالو سے مل گئی اور یہ شہباز قدس اپنی منزل کی طرف پرواز کر گیا، رضوان اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق ارزانی کرے۔

ازواج واولاد:

آپ کے ازواج میں چار نام ملتے ہیں، قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ فرماتے ہیں، میں عرصہ دراز تک نکاح نہیں کیا جب مجھے بارگاہ رسالت سے اذن نکاح ہوا تو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے چار نیک وفادار بیویاں عطا فرمائیں۔ بیبیوں کے نام درج ذیل ہیں: (۱) حضرت سیدہ مدنیہؒ بنت میر محمد (۲) حضرت سیدہ صادقہؒ بنت محمد شفیع (۳) حضرت سیدہ مومنہؒ (۴) حضرت سیدہ محبوبہؒ۔

ان سے کثیر اولاد پیدا ہوئی، صاحبزادگان میں دس کے نام ملتے ہیں، ممکن ہے۔ باقی صغرسنی میں فوت ہوئے یا لاولد رہے۔

(۱) سید عبدالوہابؒ سیف الدین [شعبان ۵۲۲ھ تا ۲۵ شوال ۵۹۳ھ مزار حلبہ، بغداد میں ہے]

(۲) سید عبدالرزاق تاج الدینؒ [ذیقعد ۵۲۸ھ تا شوال ۶۲۳ھ مزار بغداد میں باب حرب کے پاس ہے]

Marfat.com

(۳) سید عبدالجبارؒ سراج الدین [عالم شباب میں ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ کو وفات پائی، مزار حلبہ، بغداد میں ہے]

(۴) سید عبدالعزیز شمس الدینؒ [شوال ۵۳۲ھ تا ربیع الاول ۶۰۲ھ جبال میں وفات پائی]

(۵) سید عبداللہؒ [۵۸۰ھ] یہ بھی روایت ہے کہ تمام صاحبزادوں میں آپ نے طویل عمر پائی۔

(۶) سید ابراہیمؒ [۵۹۲ھ میں وفات پائی مزار واسط میں ہے۔]

(۷) سید موسیٰؒ [ربیع الاوّل ۵۳۹ھ میں پیدائش اور جمادی الآخر ۶۱۸ھ میں وفات پائی مزار قاسیون میں ہے]

(۸) سید عیسیٰؒ [۱۲ رمضان المبارک ۵۷۳ھ میں وفات پائی، مزار مصر میں ہے]

(۹) سید محمدؒ [۲۵ ذیقعدہ ۶۰۰ھ میں وفات پائی، مزار حلبہ میں ہے]

(۱۰) سید یحییٰؒ [پیدائش ۵۵۰ھ، وفات ۶۰۰ھ مزار حلبہ، بغداد میں ہے]

☆☆☆

تب سے لے کر آج تک آپ کا عرس مبارک ربیع الثانی کی ۱۰، ۱۱ تاریخ کو پورے عالم اسلام میں ہر جگہ بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک منایا جاتا رہے گا۔ خواجہ نصیر الدین گیلانی اس کی منظر کشی کرتے ہوئے گویا ہیں......

آسمان تلک جس کا ایوان ہے...... واہ کیا شان ہے

آج خلق خدا کس کی مہمان ہے...... واہ کیا شان ہے

لاتخف جس کا مشہور فرمان ہے...... واہ کیا شان ہے

بالیقیں وہ شہنشاہ جیلان ہے...... واہ کیا شان ہے

حق دیا جس کو قدرت نے اعلان کا............ مرحبا مرحبا

===☆☆☆===

بحمد اللہ تعالیٰ

Marfat.com

یہاں کچھ اوراد حضور غوث اعظم کے معمولات سے تبرکاً درج کیے جارہے ہیں، تاکہ متعلقان سلسلہ اپنے شیخ و مرشد کے فیض سے مستفیض ہوسکیں۔

چہل کاف:

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيكَ وَاكِفَةً

كِفْكَافُهَا كَكَمِينَ كَانَ مِنْ لَكَكِ

تَكِرُّ كَرًّا كَكِرُّ الْكَرِّ فِي كَبَدٍ

تَحْكِي مُشَكْشَكَةً كَلُكْلُكِ لَكَكِ

كَفَا مَا بِي كَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَتَهُ

يَا كَوكَبًا كَانَ يَحْكِي كَوكَبَ الْفَلَكِ

☆ تیرے پروردگار نے بہت سی مصیبتوں میں تیری کفایت کی، ان مصیبتوں سے ایسے حفاظت کی جیسے کمین گاہ میں لشکر سے کوئی بچ جائے۔

☆ یہ مصیبت مشابہہ ہے ایسی جماعت سے، جو ہتھیار سے لیس یا نیزہ بردار ہو، جیسے کہ مضبوط، جوان، موٹا تازہ اونٹ۔

☆ رب عز و جل کفایت کرے اس چیز کی جو میرے ساتھ ہے، میرے علم کے مطابق، تمام رنج اور مصیبتوں سے، اے ستارے تو ثبات اور بقائے روشنی میں آسمانی ستارے کی طرح ہے۔

Marfat.com

درود شریف:

اللھم صَلِّ وسَلِّمْ عَلی مُحَمّدٍ النَبِی الاُمِی وَعَلَی آلِہٖ وصَحْبِہٖ وسَلِّم تَسلَیماً وصَلّیٰ اللہ عَلی مُحمدٍ وعَلی آلِ مُحمدٍ صَلٰوۃً ھُوَ اَھْلُھا۔

☆

اللھم یا رب محمد و آل محمد صل علی محمد وعلی آل محمد وّاجز محمدا ما ھو اھلہ۔

☆

اللھم رب السموات السبع ور ب العرش العظیم ربنا ورب کل شیء ومنزل التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان العظیم ۔

☆

اللھم صلِ علی محمد عبدِک ونبیِک ورسولِک صلوۃً مبارکۃً طیبۃً کما اَمَرْتَ اَن نُصلِی عَلیہ وسلم تسھلیما۔

☆

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی المَلِیح صَاحبِ المقام الاعلی واللِسان الفَصیح وعلی آلہ وصحبہ وسلّم۔

☆

اللھم یا اللہ صل علی سیدنا محمد ومن والاہُ عدد ما تعلمہ من بدء الامر ومنتھاہُ وعلی آلہ وصحبہ وسلّم۔

☆

اللھم صل علی سیدنا محمد طبِ القلوبِ ودوائِھا وعافِیۃِ

Marfat.com

الابدانِ وشفائِها ونُورِ الابصارِ وضِيائِها وَعلی آلِه وَصَحبِه وسلّم ۔

☆

الصلاۃ والسلام علیك یا سید المرسلین انت لها ولكل كرب عظیم یا رَبِّ فَرِّجْ عنا بفضل بسم الله الرحمن الرحیم۔

☆

اللھم صَلِّ وَسَلِّمْ وبَارِكْ وعَظِّمْ وَشَرِّفْ وَكَرِّمْ وَ زِدْ وَتَمِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّد

☆☆☆

حضور غوث الثقلین کا الہامی درُ ودِ پاک

بشائر الخیرات

سرکارِ غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض اخوان سے فرمایا تم مجھ سے یہ درُودِ پاک لے لو کیونکہ یہ درُودِ پاک مجھے بذریعہ الہام رب تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے۔ اس درُودِ پاک کو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کیا اور میرے سوال کرنے سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس درُودِ پاک کے فضائل کا بیان ناممکن ہے۔ مختصراً یہ کہ اِس کے پڑھنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں، رحمت وانوار کے دروازے کھل جاتے ہیں، اُس کی دُعا رد نہیں ہوتی، اس کی تاثیر سے رزق میں آسانی ہوجاتی ہے، حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ یہ قرآنِ پاک کا درُود ہے جس کا میں نے نام ''بشائرالخیرات'' رکھا ہے۔

(قارئین کرام! کم از کم ایک مرتبہ اِس درُودِ پاک کو پڑھنے کا اپنا معمول بنا لیں)

Marfat.com

بشائر الخيرات

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِالْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلذَّاكِرِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ○ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَ مَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ''ج وَاَعَدَّلَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِالْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْعَالَمِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اِنِّیْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ '' فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْاَوَّابِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط ذٰلِكَ جَزَآؤُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلتَّوَّابِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ وَ هُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُخْلِصِيْنَ بِمَا

Marfat.com

قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ۝ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُصَلِّيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْخَاشِعِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ" اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلصَّابِرِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰئِكَ هُمْ اُولُو الْاَلْبَابِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْخَائِفِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُتَّقِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ

Marfat.com

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ
الْاُمِّيَّ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُخْبِتِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ
الْعَظِيْمُ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالَّذِيْنَ
يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَشِّرِ
الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○
اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○
اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْكَاظِمِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ
وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ مَنْ
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ
لِلْمُتَصَدِّقِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُنْفِقِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ○ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلشَّاكِرِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَاشْكُرُوْا

Marfat.com

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ
اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ
الْمُبَشِّرِ لِلسَّائِلِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ط اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلصَّالِحِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اَنَّ
الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ
الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُحْسِنِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ يُؤْتِكُمْ
كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ
لِلْمُبَشِّرِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ○
لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ
الْمُبَشِّرِ لِلْفَائِزِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ
فَوْزًا عَظِيْمًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِيْرِ الْمُبَشِّرِ
لِلزَّاهِدِيْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

Marfat.com

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْاُمِّیِّیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُصْطَفَیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَاج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌج وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُذْنِبِیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُقَرَّبِیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَاج وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُط هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْبَشِیْرِ الْمُبَشِّرِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

Marfat.com

وَالْـمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ
وَالْـحٰفِـظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا
عَظِيْمًا ○ وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ وَاَنَّ سَعْيَه' سَوْفَ يُرٰى ○ ثُمَّ
يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ صَلَاةً تُشْرَحُ بِهَا الصُّدُوْرُ تُهَوَّنُ
بِهَا الْاُمُوْرُ وَتَنْكَشِفُ بِهَا السُّتُوْرُ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دَائِمًا اِلٰى يَوْمِ
الدِّيْنِ○ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰم''ج وَاٰخِرُ
دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○

☆☆☆

Marfat.com

قَصِیدَةُ المُناجات

بِاَسمَاءِ اللّٰهِ الحُسنیٰ

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا

شَرَعْتُ بِتَوْحِیدِ الْاِلٰهِ مُبَسْمِلًا
سَأَخْتِمُ بِالذِّکْرِ الحَمِیدِ مُجَمِّلًا

میں نے معبودِ یکتا کے نام سے آغاز کیا

عنقریب خوبصورتی دینے والے قابل ستائش ذکر پر اختتام کروں گا۔

وَأَشهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیرُهُ
تَنَزَّهَ عَن حَصْرِ العُقُولِ مُکَمَّلًا

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی پروردگار نہیں

عقلوں کے احاطہ میں آنے سے مکمل طور پر پاک ہے۔

Marfat.com

وَأَرسَلَ فِينَا اَحمَدَ الحَقِّ مُقتَدَی
نَبِيًّا بِهِ قَامَ الوُجُودُ وَقَد خَلَا

اور ہم میں سچے احمد ﷺ کو پیشوا بنا کر بھیجا
نبی جنکے ذریعے ویران وجود آباد ہوئے۔

فَعَلَّمَنَا مِن کُلِّ خَیرٍ مُؤَبَّدٍ
وَأَظهَرَ فِينَا الحِلمَ وَالعِلمَ وَالوَلَا

پس انہوں نے ہر دائمی بھلائی کی تعلیم دی
اور ہم میں حوصلہ، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا۔

فَيَا طَالِبًا عِزًّا وَکَنزًا وَرِفعَةً
مِنَ اللّٰهِ ادعُوهُ بِأَسمَائِهِ العُلَا

پس اے اللہ رب العزت سے عزت اور خزانہ اور بلندی، ترقی کے طلبگار
تو اسے پکار اسکے عظیم ناموں کے وسیلہ سے۔

فَقُل بِانکِسَارٍ بَعدَ طُهرٍ وَقُربَةٍ
فَأَسأَلُكَ اللّٰهُمَّ نَصرًا مُعَجَّلَا

پھر طہارت کے بعد عاجزی کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے کہہ
اے اللہ میں تجھ سے فی الفور مدد مانگتا ہوں۔

بِحَقِّكَ يَا رَحمٰنُ بِالرَّحمَةِ الَّتِي
أَحَاطَت فَکُن لِي يَا رَحِيمُ مُجَمِّلَا

تیری ذات کے صدقے اے رحمٰن اس رحمت کی بدولت
جو ہر چیز کو محیط ہے اے رحیم مجھے حسن سلوک کرنے والا بنا۔

Marfat.com

وَيَــــا مَــلِكُ، قُــدُّوسُ قَــدِّسْ سَــرِيــرَتِــي
وَسَــلِّــمْ وُجُــودِي يَــــا سَلَامُ مِــنَ الْبَلَا

اوراے مالک پاک ذات میری نیت کو ستھرا فرما اے سلامتی والے سلامتی
دے میرے وجود کو بلاؤں سے۔

وَيَــا مُــؤْمِــنُ هَــبْ لِــي أَمَــانًــا مُــحَــقَّــقَــا
وَسِتْــــرًا جَــمِيلًا يَــــا مُهَيْــمِــنُ مُسْبَلَا

اوراے تصدیق کرنے والے اطمینان والے مجھے مستقل اطمینان نصیب فرما
اورخوب عمدہ حفاظت فرما اے حفاظت فرمانے والے۔

عَــزِيــزُ أَزِلْ عَــنْ نَــفْسِــيَ الــذُّلَّ وَاحْــمِــنِــي
بِــعِــزِّكَ يَــــا جَبَّــارُ مِــنْ كُــلِّ مُــعْــضِلَا

عزت دینے والے! مجھ سے ذلت کو دور فرما اور مجھے محفوظ فرما
اپنی عزت کے صدقے اے عظیم ذات ہر دشواری سے۔

وَضَــعْ جُــمْــلَةَ الْأَعْــدَاءِ يَــــا مُتَــكَبِّــرُ
وَيَــــا خَــالِــقُ خُــذْ لِــي عَــنِ الشَّــرِّ مَــعْــزِلَا

اوراے متکبر ذات تمام دشمنوں کو بے کار کر دے
اوراے پیدا کرنے والے شر سے دور کر کے مجھے تھام لے۔

وَيَــــا بَــارِئَ الــنَّــعْــمَــاءِ زِدْ فَــيْــضَ نِــعْــمَــةٍ
أَفَــضْــتَ عَــلَــيْــنَــا يَــــا مُــصَــوِّرُ أَوَّلَا

اوراے راحتیں دینے والے اضافہ فرما نعمت کی عطا میں تو نے ہمیں فیضیاب
فرمایا اے ابتدائی صورت دینے والے۔

Marfat.com

رَجَــوتُكَ يَــا غَــفّــارُ فَـــاقبَــل لِتَــوبَتِــي
بِــقَهــرِكَ يَــا قَهَّــارُ شَيــطَــانِــي أَخــذِلَا

میں تجھ سے پر امید ہوں اے غفار میری توبہ قبول فرما
اے قہار! اپنے قہر کی بدولت میرے شیطان کو رسوا فرما۔

بِــحَــقِّكَ يَــا وَهَّــابُ عِــلــمًــا وَحِــكــمَةً
وَلِــلــرِّزقِ يَــا رَزَّاقُ كُــن لِــي مُسَهِّلَا

اے علم وحکمت عطا کرنیوالے! اپنی بدولت،
اور اے رزق دینے والے! رزق میرے لیے آسان بنا۔

وَبِــالــفَتــحِ يَــا فَتَّــاحُ نَــوِّر بَــصِيــرَتِــي
وَبِــالــعِــلــمِ نِــلــنِــي يَــا عَــلِيــمُ تَــفَــضُّلَا

اے کھولنے والے! (اپنی) مدد کی بدولت میری بصیرت کو روشن فرما،
اے علم والے! علم کی بدولت مجھے فضیلت عطا فرما۔

وَيَــا قَــابِــضُ اقبِــض قَــلــبَ كُــلِّ مُــعَــانِــدٍ
وَيَــا بَــاسِــطُ ابسُــطــنِــي بِــأَســرَارِكَ الــعُلَا

اور اے قابض ذات! ہر سرکش کے دل کو قبضہ میں لے لے،
اور اے فراخ ذات! مجھ پر اپنے بلند وبالا راز کھول دے۔

وَيَــا خَــافِــضُ اخــفِــض قَــدرَ كُــلِّ مُــنَــافِــقٍ
وَيَــا رَافِــعُ ارفَــعــنِــي بِــرَوحِكَ أَسَــئِلَا

اور اے پست کرنیوالے! ہر منافق کی عزت کو ذلت میں تبدیل فرما،
اور اے بلند ذات! تو بلند فرما اپنی وسعت (رحمت) کے صدقے میرے سائل کو۔

Marfat.com

سَأَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزَّ أَهْلِهِ
مُذِلٌّ فَذِلَّ الظَّالِمِينَ مُنَكِّلَا

میں تجھ سے عزت کا طلبگار ہوں اے عزت کے قابل، لوگوں کو عزت دینے
والے، ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک ذلت دے۔

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذًا
بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلَا

تیرا علم کفایت کرنیوالا ہے اے سننے والے! تو میرے حال کو دیکھ،
اصلاح کرنیوالے قبول کرنیوالے۔

فَيَا حَكَمُ ، عَدْلٌ ، لَطِيفٌ بِخَلْقِهِ
خَبِيرٌ بِمَا يَخْفَى وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

اے فیصلہ کرنیوالے، انصاف کرنیوالے! اپنی مخلوق پر مہربان،
خبر رکھنے والے! ہر پوشیدہ وظاہر کی۔

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ
وَأَنْتَ عَظِيمٌ عِظَمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

میری مراد تیرا حلم ہے اے حوصلہ والی ذات!
اور تو عظیم ہے تیری سخاوت بلند وبالا ہے۔

غَفُورٌ وَ سَتَّارٌ عَلَى كُلِّ مُذْنِبٍ
شَكُورٌ عَلَى أَحْبَابِهِ وَمُوَصِّلَا

ہر گنہگار کو بخشنے والے اور پردہ ڈالنے والے،
اپنے دوستوں کی قدر کرنے اور وصال کے جام پلانے والے۔

Marfat.com

عَلِيٌّ وَقَدْ أَعْلَى مَقَامَ حَبِيبِهِ
كَبِيرٌ كَثِيرُ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزِلًا

بلند ذات اور بلند فرما دیا اپنے حبیب کے مقام کو
بڑی ذات بہت زیادہ بھلائی و سخاوت کرنیوالے۔

حَفِيظٌ فَلَا شَيْءٌ يَفُوتُ لِعِلْمِهِ
مُقِيتٌ نَقِيبُ الْخَلْقِ أَعْلَى وَأَسْفَلَا

نگہبان ذات! پس کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے،
روزی دینے والی ذات! بلند و پست مخلوق کے نگران۔

فَحُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبُ تَوَلَّنِي
وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِغَمِّي مُنَكِّلَا

تیرا حکم میرے لیے کافی ہے اے کفایت کرنیوالے تو میری کفایت فرما
اور تو عظیم ہے میرے غم (کو زنجیر میں جکڑ دے دور فرما۔

اِلٰهِي كَرِيمٌ أَنْتَ فَأَكْرِمْ مَوَاهِبِي
وَكُنْ لِعَدُوِّي يَا رَقِيبُ مُجَنْدِلَا

اے میرے معبود تو سخی ہے مجھ پر عنایات کی سخاوت فرما،
اور اے محافظ میرے دشمنوں کو پچھاڑ دے۔

دَعَوْتُكَ يَا مَوْلَى مُجِيبًا لِمَنْ دَعَا
قَدِيمَ الْعَطَايَا وَاسِعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مولیٰ! میں نے تجھے پکارا تو دعا کرنے والوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے،
ازل سے عطا فرمانیوالا، اے وسیع سخاوت فرمانے والے تمام اوقات میں۔

ا

Marfat.com

إِلٰهِي حَكِيمٌ أَنْتَ فَاحْكُمْ مَشَاهِدِي
فَوُدُّكَ عِنْدِي يَا وَدُودُ تَنَزَّلَا

اے اللہ! تو دانا ہے میرے مشاہدات میں درستگی فرما،
اے محبت کرنے والے اپنی محبت مجھ پر ڈال دے۔

مَجِيدٌ فَهَبْ لِي الْمَجْدَ وَالسَّعْدَ وَالْوَلَا
وَيَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جَيْشِي مُهَرْوِلَا

بزرگی والے مجھے بزرگی، خوش بختی اور محبت عطا فرما،
اور اے جی اٹھانے والے میرے ہراول دستے کی مدد فرما۔

شَهِيدٌ عَلَى الْأَشْيَاءِ طَيِّبْ مَشَاهِدِي
وَحَقِّقْ لِي يَا حَقُّ الْمَوَارِدَ مَنْهَلَا

تمام اشیاء سے باخبر! میری مجالس درست فرما،
اے ثابت کرنے والے! ثابت فرما میرے لیے وسائل کے گھاٹ۔

إِلٰهِي وَكِيلٌ أَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِي
وَيَكْفِي إِذَا كَانَ الْقَوِيُّ مُوَكِّلَا

اے اللہ تو کارساز ہے میری حاجات پوری فرما،
اور کفایت کرتا ہے جب طاقتور تابع ہوتا ہے۔

مَتِينٌ فَمَتِّنْ ضَعْفَ حَوْلِي وَقُوَّتِي
أَغِثْ يَا وَلِيُّ عَبْدًا دَعَاكَ تَبَتُّلَا

اے طاقتور! میرے اردگرد اور میری طاقت کی کمزوری کو مضبوط فرما،
اے کارساز!! تو بندے کی مدد فرما اس نے دنیا سے منقطع ہو کر تجھے پکارا۔

Marfat.com

حَمِدتُكَ يَا مَولَى حَمِيدًا مُوَحِّدَا
وَ مُحصِي لِزَلَّاتِ الوَرَى وَ مُعَدِّلَا

اے مولا! میں نے یکتا لائق تعریف جانتے ہوئے تیری تعریف کی،
اور مخلوق کی خطاؤں کو شمار کرنے والے اور تخفیف کرنے والے۔

اِلٰهِي مُبدِئُ الفَتحِ لِي أنتَ وَالهُدَى
مُعِيدٌ لِمَا فِي الكَونِ اِن بَادَ أو خَلَا

میرے اللہ! میرے لیے تو فتح اور ہدایت کے دروازے کھولنے والے،
جو کچھ مخفی وظاہر اس کائنات میں ہے اس کو لوٹانے والے۔

سَأَلتُكَ يَا مُحيِي حَيَاةً هَنِيئَةً
أَمِت يَا مُمِيتُ أعدَاءَ دِينِي مُعَجِّلَا

اے زندہ رکھنے والے! میں تجھ سے سعادت مند زندگی مانگتا ہوں،
اے مارنے والے میرے دشمنوں کا جلد خاتمہ فرما۔

وَيَا حَيُّ أحيِ مَيتَ قَلبِي بِذِكرِكَ
القَدِيمِ فَكُن قَيُّومَ سِرِّي مُوَصِّلَا

اور ہمیشہ رہنے والی ذات اپنے دائمی ذکر کی بدولت میرے مردہ دل کو زندہ
کر، پس اے قیوم! میرے راز کو وصال عطا فرما۔

وَيَا وَاجِدَ الأنوَارِ أوجِد مَسَرَّتِي
وَيَا مَاجِدَ الأنوَارِ كُن لِي مُعَوِّلَا

اور اے مرکز انوار! مجھے خوش وخرم فرما، اور اے منبع انوار! میری کفالت فرما۔

Marfat.com

وَيَا وَاحِدُ مَا ثَمَّ إِلَّا وُجُودُهُ
وَيَا صَمَدُ قَامَ الوُجُودُ بِهِ عَلَا

اور اے یکتا ذات! جب کچھ نہ تھا سوائے اس کی ذات کے،

اور اے بے نیاز ذات! بلند و بالا وجود اسی کے ذریعے قائم ہیں۔

وَيَا قَادِرُ ذَا البَطْشِ أَهْلِكْ عَدُوَّنَا
وَ مُقْتَدِرُ قَدِّرْ لِحُسَّادِنَا البَلَا

اور اے سخت گرفت پر قادر!! ہمارے دشمنوں کو ہلاک فرما،

اور اے تنگی دینے والے! ہمارے حاسدوں کو آفات میں گھیر لے۔

وَقَدِّمْ لِسِرِّي يَا مُقَدِّمُ عَافِنِي
مِنَ الضُّرِّ فَضْلًا يَا مُؤَخِّرُ ذَا العُلَا

میرے راز میں مقدم فرما! مجھے نقصان سے عافیت عطا فرما! اپنے فضل کی بدولت اے مؤخر کرنے والے بلندی والے کو۔

وَأَسْبِقْ لَنَا الخَيْرَاتِ أَوَّلُ أَوَّلَا
وَيَا آخِرُ اخْتِمْ لِي أَمُوتُ مُهَلِّلَا

اور سب سے پہلے ہم پر بھلائیاں انڈیل اے اوّل ذات! اور اے آخر میرے لیے لکھ دے کہ میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مروں۔

وَيَا ظَاهِرُ أَظْهِرْ لِي مَعَارِفَكَ الَّتِي
بِبَاطِنِ غَيْبِ الغَيْبِ يَا بَاطِنًا وَلَا

اور اے ظاہر مجھ پر معارف کو ظاہر فرما،

اور اے باطن کے مالک! غیب الغیب کے ساتھ۔

Marfat.com

وَيَا وَالِ أَولِ أَمرَنَا كُلَّ نَاصِحٍ
وَيَا مُتَعَالٍ أَرشِد وَأَصلِح لَهُ الوَلَا

اورا ے محبت کرنے والے! سپرد کر ہمارے معاملے ہر خیر خواہ کے
اورا ے بلند ذات! ہدایت دے اور اصطلاح فرما اپنی محبت میں۔

وَيَا بَرُّ يَا رَبَّ البَرَايَا وَ مَوهِبَ
العَطَا يَا وَيَا تَوَّابُ تُب وَتَقَبَّلَا

اور اے نیکی کی توفیق دینے والے! اے نیکوں کے رب اور عطا کرنے والے،
فضل و احسان، اور اے توبہ قبول کرنے والے (میری) توبہ قبول فرما۔

وَمُنتَقِمُ مِن ظَالِمِيّ نُفُوسِهِم
كَذَاكَ عَفُوٌّ أَنتَ فَاعطِف تَفَضُّلَا

اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں سے انتقام لینے والے!
ایسے ہی تو درگذر کرنے والا ہے تو اپنے فضل کے صدقے کرم فرما۔

عَطُوفٌ ، رَؤُوفٌ بِالعِبَادِ وَمُسعِفُ
لِمَن قَد دَعَا يَا مَالِكَ المُلكِ مَعقِلَا

محبت کرنے والے مہربان! اپنے بندوں پر اور قریب ہونے والے اس کے جو
پکارے، اے بادشاہوں کے بادشاہ ...... پناہ گاہ !!

فَألبِس لَنَا يَا ذَا الجَلَالِ جَلَالَةً
فَجُودُكَ وَالِاكرَامُ مَا زَالَ مُهطِلَا

اے ذوالجلال! پہنا ہمارے وجودوں کو اپنی جلالت کا لباس،
اور اے اکرام! پس تیرا جود موسلا دھار بارش کی طرح برستا رہے۔

Marfat.com

وَيَا مُقسِطٌ ثَبِّت عَلَى الحَقِّ مُهجَتِي
وَيَا جَامِعُ اجمَع لِي الكَمَالَاتِ فِي المَلَا

اور اے انصاف کرنے والے! مجھ لاغر کو حق پر ثابت رکھ،
اور اے جمع کرنیوالے! مجھ میں ڈھیروں کمالات جمع فرما۔

اِلٰهِي غَنِيٌّ أَنتَ فَاذهَب لِفَاقَتِي
وَ مُغْنِ فَاغْنِ فَقرَ نَفسِي لِمَا خَلَا

میرے مولا! تو غنی ہے میرا فاقہ دور فرما، اور غنی کرنیوالے میرے نفس کے فقر کو اس سے غنی فرما جس سے خالی ہے۔

وَيَا مَانِعُ امنَعنِي مِنَ الذَّنبِ فَاشفِنِي
عَنِ السُّوءِ مِمَّا قَد جَنَيتُ تَعَمُّلَا

اور اے روکنے والے! مجھے گناہوں سے روک مجھے برائی سے نجات دے جس کا میں نے ارتکاب کیا ہو۔

وَيَا ضَارُّ كُن لِلحَاسِدِينَ مُوَبِّخًا
وَيَا نَافِعُ انفَعنِي بِرُوحٍ مُحَصَّلَا

اور اے نقصان کے مالک میرے حاسدوں کو جھڑک،
اور اے نفع دینے والے میری روح کو خاطر خواہ نفع دے۔

وَيَا نُورُ أَنتَ النُّورُ فِي كُلِّ مَا بَدَا
وَيَا هَادِ كُن لِلنُّورِ فِي القَلبِ مُشعِلَا

اور اے نور! تو ہی نور ہے ہر ظاہر چیز میں اور ھدایت دینے والے میرے دل کو نور سے روشن فرما۔

Marfat.com

بَدِيعَ الْبَرَايَا أَرْجُو مِنْ فَيْضِ لُطْفِهِ
وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْتَ بَاقٍ لَهُ الْوِلَا

نیکیوں کو فروغ دینے والے کے فیض کا میں امیدوار ہوں اور صرف تو ہی باقی رہنے والا ہے اسی کی سربراہی ہے۔

وَيَا وَارِثُ اجْعَلْنِي لِعِلْمِكَ وَارِثًا
وَرُشْدًا أَنِلْنِي يَا رَشِيدُ تَجَمُّلَا

اور اے وارث! مجھے اپنے علم کا وارث بنا اے ہدایت دینے والے! مجھے عمدہ ہدایت سے ڈھانپ دے۔

صَبُورٌ وَ سَتَّارٌ فَوَفِّقْ عَزِيمَتِي
عَلَى الصَّبْرِ وَاجْعَلْ لِي اخْتِيَارًا مُزَمَّلَا

صابروں کے قدردان! اور عیوب چھپانے والے! میری عزیمت کو توفیق دے صبر پر اور مجھے اوڑھا دے اپنے خوبصورت اسماء کی چادر۔

بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى دَعَوْتُكَ سَيِّدِي
وَآيَاتِكَ الْعُظْمَى ابْتَهَلْتُ تَوَسُّلَا

اے میرے سردار! میں نے تجھے پکارا تیرے اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ اور تیری بلند نشانیوں کو میں نے وسیلہ بنایا عاجزی کے ساتھ۔

فَأَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ رَبِّي بِفَضْلِهَا
فَهَيِّئْ لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مُكَمَّلَا

اے اللہ! میرے رب! میں تجھ سے فضل مانگتا ہوں مجھے اپنے کمال سے مکمل فرمادے۔

Marfat.com

وَقَــابِـلْ رَجَـائِـي بِـالـرِّضَـا عَـنكَ وَاكـفِـنِـي
صُــرُوفَ زَمَــانٍ صِـرتُ فِـيــهِ مُـحَـوَّلَا

اور اپنی خوشنودی کے ساتھ میری امید قبول فرما اور میری کفایت فرما حوادثات زمانہ سے جنہوں نے مجھ گھما کر رکھ دیا۔

أَغِــثْ وَاشـفِـنِـي مِـن دَاءِ نَـفـسِـي وَاهـدِنِـي
إِلَــى الـخَـيـرِ وَأَصـلِـح مَـا بِـعَـقـلِـي تَـخَـلَّلَا

مدد فرما اور مجھے نفسانی بیماری سے شفا عطا فرما اور میری رہنمائی فرما بھلائی کی طرف اور میری عقل میں جو خلل ہے اسکی اصلاح فرما۔

إِلَهِــي فَــارحَــم وَالِــدَيَّ وَإِخــوَتِــي
وَمَــن هَـذِهِ الأَسـمَــاءَ يَـدعُـو مُـرَتِّلَا

میرے مولا! میرے والدین اور میرے بہن بھائی
اور جو اس اسماء کو ترتیل سے پڑھے ان پر رحمت فرما۔

أَنَــا الـقَــادِرِيُّ الـحَسَـنِـيُّ عَبـدٌ لِـقَــادِرٍ
دُعِيــتُ بِـمُـحـيِـي الـدِّيـنِ فِــي دَوحَةِ الـعُلَا

میں قادری حسنی عبد القادر ہوں مجھے عالم بالا میں محی الدین پکارا جاتا ہے

وَصَــلِّ عَــلَــى جَـدِّي الـحَبِيــبِ مُـحَـمَّـدٍ
بِــأَحـلَــى سَلَامٍ فِــي الـوُجُـودِ وَأَكـمَلَا

اور رحمت نازل فرما میرے نانا اپنے حبیب محمد ﷺ پر، مزین اور وجود کے لحاظ سے مکمل سلام کے ساتھ۔

Marfat.com

مَعَ الآلِ وَالأَصحَابِ جَمعًا مُؤَيَّدًا
وَبَعدُ فَحَمدُ اللّٰهِ خَتمًا وَأَوَّلًا

ساتھ ساتھ (انکی) آل اور تمام تائید یافتہ اصحاب پر
اور اسکے بعد اللہ کی حمد کے ساتھ ابتداء واختتام ہے۔

Marfat.com

درودِ قادریہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ وَعَلٰی غَوثِ الْمُؤمِنِینَ صَاحِبِ الْأَمْرِ مِنَ اللّٰهِ قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِ اللّٰهِ۔

☆☆☆

اے اللہ! درود ہو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر اور مومنوں کے فریادرس، من جانب اللہ اس حکم پر مامور کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

دعائے غوثیہ

اَللّٰھُمَّ مَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلَیَّ فَاَتْمِمْہُ وَمَا اَنْعَمْتَ بِہٖ عَلَیَّ فَلا تَسْلُبْہُ وَمَا سَتَرتَہٗ فَلا تَہْتِکْہُ وَمَا عَلِمْتَہٗ فَاغْفِرْہُ یَا غَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ رَّحِیْم۔

☆☆☆

اے اللہ! جو تو نے مجھ پہ احسان کیا ہے اس کو پورا فرما، اور جو تو نے مجھ پہ انعام کیا ہے اسے واپس نہ لے، تو اس کی پردہ پوشی فرما، رسوا نہ کر اور جو تو جانتا ہے (گناہوں کو) انہیں معاف فرما۔

☆☆☆

Marfat.com

کتابیات

(۱) القرآن الکریم	از	منزل من اللہ تعالیٰ
(۲) احادیث صحاح ستہ	از	اقوال وآثار نبی برحق
(۳) بقیہ کتب احادیث		محمد رسول اللہ ﷺ
(۴) دیوان حسانؓ	از	حضرت حسان بن ثابتؓ
(۵) تفسیر جیلانی	از	غوث الاعظمؒ
(۶) کتاب اللمع فی التصوف	از	ابونصر سراجؒ
(۷) رسالہ قشیریہ	از	استاذ ابوالقاسمؒ القشیری
(۸) المنقذ فی الضلال	از	امام محمد غزالیؒ
(۹) کشف المحجوب	از	داتا علی الہجویریؒ لاہوری
(۱۰) التعرف لمذہب اہل تصوف	از	امام ابی بکر بن ابی اسحاق بخاری کلاباذیؒ
(۱۱) الفتح الربانی	از	سیدنا غوث اعظمؒ
(۱۲) فتوح الغیب	از	سیدنا غوث اعظمؒ
(۱۳) الفیوضات الربانیہ فی اورادِ قادریہ	از	سیدنا غوث اعظمؒ
(۱۴) رسالہ غوث اعظم	از	غوث اعظم
[مع شرح جواہر العشاق]	از	شارح سید محمد حسینی بندہ نوازؒ
(۱۵) بہجۃ الاسرار	از	امام نورالدین الشافعی شطنوفیؒ
(۱۶) قلائد الجواہر	از	امام محمد بن یحییٰ تاذفیؒ
(۱۷) خلاصۃ المفاخر	از	امام عبداللہ یافعیؒ
(۱۸) نزہۃ الخاطر والفاتر	از	حضرت ملا علی القاری حنفی محدث مکہ

Marfat.com

أنیس المظاهر فی سیرت

السیّد عبدالقادر جیلانی رضؓ

اسلام کے بطلِ جلیل کے سوانح حیات

• تاریخ • تجزیہ • معاشرت

مصنف : حکیم غلام حیدر سہیل

تعلیقات وحواشی: سیّد سید علی ثانی جیلانی

Marfat.com